اِجرائے اُصولِ حدیث

- اصطلاحات اصول حدیث مع احکام و امثلہ پر مشتمل خزینہ،
- حدیث رسول اللہ ﷺ پر اصول حدیث کا اجرائی طریقہ،
- طالبین و متخصصین فی الحدیث اور اصحاب ذوق کے لیے ایک نادر تحفہ،
- فن کو بہ آسانی ضبط میں لانے والا مشہور متن اور نقشہ۔

نقشہ جات کتاب کے آخر میں ہیں

مؤلف

عبد اللہ بن محمد لاجپوری

خادم: دار العلوم اسلامیہ عربیہ ماٹلی والا، بھروچ، گجرات

حسب ایماء

مفتی ابوبکر صاحب پٹنی
استاذ جامعہ تعلیم الدین ڈابھیل

مولانا الیاس صاحب گڈھوی
استاذ مدرسہ دعوۃ الایمان مانک پور کولی

ادارۃ الصدیق ڈابھیل گجرات

اِجرائے اُصولِ حدیث

یہ رسالہ

- اصطلاحات اصولِ حدیث مع احکام و امثلہ پر مشتمل خزینہ،
- حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اصولِ حدیث کا اجرائی طریقہ،
- طالبین و متخصصین فی الحدیث اور اصحاب ذوق کے لیے ایک نادر تحفہ،
- فن کو بآسانی ضبط میں لانے والا مشہور متن اور نقشہ پر مشتمل ہے۔

نقشہ جات کتاب کے آخر میں ہیں

مؤلف

عبد اللہ بن محمد راجپوری

خادم: دار العلوم اسلامیہ عربیہ ماٹلی والا، بھروچ، گجرات

حسب ایماء

مفتی ابوبکر صاحب پٹنی
استاذ جامعہ تعلیم الدین ڈابھیل

مولانا الیاس صاحب گڈھوی
استاذ مدرسہ دعوۃ الایمان مانک پور کولی

ناشر

ادارۃ الصدیق، ڈابھیل، گجرات

تفصیلات

کتاب کا نام:..اجرائے أصولِ حدیث

مؤلف:.............................مولانا عبداللہ بن محمد لاجپوری

موبائل:۹٦۲۴۸۸۹۱۸۱

تزئین وترقیمِ املاء:.........................مولانا ریاض دھاراگیری

صفحات:..۱۹۰

ناشر:................................ادارۃ الصدیق ڈابھیل، نوساری گجرات

99133,919190 / 9904886188

ملنے کے پتے

- ادارۃ الصدیق دیوبند، نزد دارالعلوم، دیوبند Mo:9997953255
- مکتبۂ ابوہریرہ، کھروڈ Mo: 9925652499
- مفتی صدیق اسلامپوری (جامعہ خیر العلوم ادگاؤں) Mo:9922098249
- مکتبہ محمدیہ (مفتی سلیمان شاہوی) ترکیسر Mo:88666,21229

فہرست مضامین

تقسیم ثالث

بلحاظِ قلت وکثرتِ وسائط

تقسیم رابع

بلحاظِ راوی ومروی عنہ

تقسیماتِ متفرقہ

تقسیم اول: بہ لحاظِ اسمائے رواۃ

مقدمہ

از: حضرت مولانا مفتی اقبال محمد ٹنکاروی صاحب دامت برکاتہم

استاذ حدیث وفقہ و مہتمم دار العلوم اسلامیہ عربیہ ماٹلی والا

الحَمْدُ لله رَبّ العَالِمِيْن، وَالصَّلاةُ وَالسَّلام عَلى سيّد الأنْبِيَاء والمرْسلِيْن، وَعَلى آلهِ وَصحبِهِ اجمَعِيْن. أمَّا بعْدُ!

بقول علامہ سید سلیمان ندویؒ اسلامی علوم میں قرآنی علوم اگر دل کی حیثیت رکھتے ہیں، تو علم حدیث شہ رگ کی، یہ شہ رگ اسلامی علوم کے تمام اعضاء و جوارح تک خون پہنچا کر ہر آن کیلئے تازہ زندگی مہیا کرتی ہے۔ احکام قرآن کی تشریح و تعیین، اجمال کی تفصیل، عموم کی تخصیص، مبہم کی تعیین اور آپ ﷺ کے اقوال و افعال اسی مبارک علم کے ذریعہ ہم تک پہنچے ہیں، لہذا یہ کہنا بالکل بجا ہوگا کہ مذہب اسلام کے عملی پیکر کا صحیح مرقع اس علم کی بدولت مسلمانوں میں تا قیامت موجود و قائم رہے گا۔ إن شاءَ اللهُ العَزِيْز.

دوں اگر تشبیہ قرآن کو برخسار جمیل		تو اسی رخسار کا تل ہے حدیث مصطفیٰ

گجرات صدیوں تک علم و فن کا مرکز، ارباب ہنر کا گہوارہ، ارشاد و تلقین کا سرچشمہ، اقتصادی زندگی کی شہ رگ، اردو ادبی شہ پارہ کی اول روایت گاہ، حرمین کے مصارف کیلئے وقف گاہ، علماء و مشائخ کی گذرگاہ بلکہ سکونت گاہ، دینی ثقافتی زندگی کا مرکز ثقل، تہذیب و تمدن کی جلوہ گاہ، اسلام کے اولین قافلہ کی پہلی منزل، اور عرب و ہند کے درمیان تعلقات کیلئے سلسلۃ الذہب اور قنطرۃ الوصل تھا۔

فخر ہند حضرت مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ ابھی اپنی مسند درس بچھا بھی نہیں پائے

تھے کہ گجرات علمِ حدیث کا مرکز بن چکا تھا، علامہ سخاوی، حافظ ابن حجر مکی، شیخ الاسلام زکریا اور سید شریف جرجانی کے تلامذہ کافی تعداد میں یہاں بس چکے تھے، ان ہی میں علامہ سخاوی کے شاگرد مولانا عبدالملک حافظ بخاری شریف بھی شامل ہیں، یہاں کی درسگاہیں ہند و بیرون ہند سے تشنگان علوم و معرفت کو کھینچتی تھیں، بقول مولانا سید عبدالحی لکھنویؒ علوم وفنون میں اگر گجرات شیراز تھا تو حدیث شریف کی خدمات کے لحاظ سے یمن میمون سے مماثلت رکھتا تھا، یہاں کے سیکڑوں دیہات حرمین شریفین کے مصارف کے لئے وقف تھے۔ (مقالات سلیمانی:۲/۷۹ ۳)

بخاری شریف کی دو شرحیں ''مصابیح الجامع'' اور ''فیض الباری'' جو ہندوستان میں بخاری شریف کی سب سے قدیم شرحیں ہیں اسی سرزمین پر لکھی گئی تھیں۔ سولہویں اور سترہویں صدی میں تو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ دینی اور ثقافتی زندگی کا مرکز ثقل گجرات کی طرف منتقل ہو گیا ہے۔ شاید ہی کوئی دینی یا علمی شعبہ ایسا ہو جس کے متبحر عالم یہاں موجود نہ ہوں۔ شیخ سید لیسین گجراتی جنہوں نے پنجاب، بنگال اور خاص کر صوبۂ بہار میں حدیث شریف کا درس جاری کیا، بقول مولانا سید سلیمان ندویؒ یہ پہلا موقع تھا کہ بہار کی خانقاہ سے قال اللہ وقال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ترانہ سمع نواز ہوا۔ (مقالات سلیمانی:۲/۴۴ ۳)

علامہ بدرالدین دمامینی۔ جن کا وطن مصر ہے۔ نے گجرات تشریف لانے کے بعد مصابیح الجامع فی شرح صحیح البخاری تصنیف فرمائی، اس کا تذکرہ نواب صدیق حسن خان نے اتحاف النبلاء المتقین بإحیاء مآثر الفقہاء المحدثین میں کیا ہے۔

شیخ محمد بن طاہر پٹنی کی تالیفات کے مخطوطات مختلف کتب خانوں میں پائے جاتے

ہیں، ان میں سے ایک مجمع بحار الأنوار ہے، اس کا مخطوطہ بانکی پور (٢/١٠٠١، ٩/ ٦١٨٨) فہرست مخطوطات انڈیا آفس لوتھ (١٠٢٣) فہرس مطبوعات ومخطوطات کتب خانہ ندوۃ العلماء لکھنؤ (١٣٥) کتب خانہ کلکتہ مدرسہ (٨٠) میں موجود ہے، دوسری تصنیف تذکر الموضوعات ہے، جو مخطوط شکل میں ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال کی فہرست میں (اے، بی ١٨) آصفیہ (١/٦١٦) بوہار (٤٧) فہرست عربی مخطوطات دہلی انڈیا آفس لندن (١٦١) اور بانکی پور (٣١٥) میں درج ہے، تیسری علمی شاہکار المغني في ضبط أسماء الرجال ہے، جو مخطوط شکل میں بانکی پور (٣١٧) آصفیہ (١/٨٨٧، ٣/٣٥٠) اور فہرست بوہار (٢٤٢) نمبر پر درج ہے، اس کے علاوہ رسالة في لغات المشكوة فہرست مخطوطات بنگال (سی ٧) میں درج ہے۔

شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی کی ایک علمی یادگار شرح شرح نخبة الفکر فہرست مخطوطات رضا لائبریری رامپور (١٢) میں درج ہے۔

عبد الصمد بن عبد الرحیم: یہ گیارہویں صدی کے علماء میں سے ہے اور شاہ وجیہ الدین علوی گجراتی کے شاگرد تھے، ان کی ایک کتاب کتاب الفوائد الشمية في الاحاديث النبوية آصفیہ (٤/٢٥٤) حیدرآباد دکن میں موجود ہے۔

سید محمد عبد المجید محبوب عالم جعفر احمد آبادی کی تصنیف زينة النكاة في شرح المشکوۃ ہے، اس کا ذکر رحمن علی لکھنوی نے تذکرۂ علماء ہند میں کیا ہے۔

مولانا نور الدین احمد آبادی نے شرح صحیح البخاری لکھی، اس کا تذکرہ نواب صدیق حسن خان نے اتحاف النبلاء المتقين بإحياء مآثر الفقهاء المحدثين میں کیا ہے،

اس کتاب کا پورا نام نورالقاري شرح صحيح البخاري ہے۔

اسی طرح اصول حدیث میں ایک رسالے کا قلمی نسخہ آپ کے خاندانی کتب خانہ احمد آباد میں محفوظ ہے۔

شیخ عبدالعزیز بن شیخ ولی گجراتی کی کاوش ذريعة القبول الى حضرة الرسول ہے جو حیدرآباد دکن کی فہرست کتب خانہ آصفیہ (۴ / ۲۴۴) میں مندرج ہے۔

مولانا ولی اللہ بن غلام محمد سورتی کی کاوش "التنبيهات" ہے، اس کا ذکر کتب خانہ انڈیا آفس کی فہرست عربی مخطوطات لوتھ (۱۳۱۷) نے کیا ہے، مولانا ولی اللہ نے اپنی کتاب میں ابواب زہد، ابواب آداب اور اس کے متعلقات کو جمع کیا ہے۔

ان کے علاوہ اور بھی کئی ایک علماء ہیں، جنہوں نے اس مبارک فن میں طبع آزمائی کی اور جوہر دکھائے جیسے شیخ عبدالرحمن صدیقی شطاری گجراتی نے مرآة الآخرة، انتخاب، البدور السافرة، شیخ جعفر بخاری گجراتی نے الفيض الطاري شرح البخاري، شیخ فاضل گجراتی نے معين الفضائل شرح شمائل الترمذي اور شیخ عبدالنبی شطاری گجراتی نے شرح نخبة الفكر لکھی۔

شاہ وجیہ الدین کی کتابوں میں سے "شرح نزهة النظر في شرح نخبة الفكر" حضرت مولانا عبداللہ الخطیب ندوی صاحب کی تحقیق وتعلیق کے ساتھ چھپ چکی ہے، مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضرت شاہ وجیہ الدین صاحبؒ نے حل کتاب میں کافی محنت کی ہے، مسائل کی توضیح میں سہل انداز اور مباحث طویلہ سے اجتناب کیا؛ تاکہ طلبۂ عزیز کے لیے اکتاہٹ کا باعث نہ بنے؛ لیکن اتنا اختصار بھی نہیں کہ نفس مضمون سمجھ نہ سکے،

اسی طرح ضمائر کے مرجعوں کی وضاحت، کلمات محذوفہ کا اعادہ، مبہم ومقدر عبارتوں کی تعیین، تخصیص وتعمیم کی وضاحت، شرح کا متن سے ربط، ترکیب نحوی، کلام غیر تام کی تکمیل اور عبارت کی مکمل مختصر انداز میں وضاحت، لفظ کا صحیح تلفظ، حل لغات، تاریخی مقامات کی نشاندہی اور مصنف کے زمانے میں اس شہر کے حالات کی وضاحت، وغیرہ کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا ہے۔

مجمع بحار الأنوار في غرائب التنزيل ولطائف الأخبار

ڈاکٹر زبیر احمد صاحب رقم طراز ہیں:

یہ شیخ محمد بن طاہر پٹنی کی تصنیف ہے، اس کو اپنے مرشد کامل شیخ علی متقیؒ کے نام گرامی سے معنون کیا ہے، یہ تصنیف قرآن وحدیث کی جامع لغت ہے، الفاظ کی ترتیب سب کو ایک جگہ بیان کرتے ہیں، اور جن احادیث میں وہ الفاظ آئے ہیں ان کو بھی نقل کرتے ہیں، اس سے پہلے غرائب قرآن وحدیث پر کئی کتابیں لکھیں جا چکی ہیں؛ لیکن میری ناقص رائے میں یہ سب سے بہتر اور جامع تر ہے۔

یہ کتاب شرحوں کی کتابوں کے مباحث کی بھی جامع ہے، اس موضوع کی کتابوں میں لفظوں کے جو وضعی معنی بیان کئے گئے ہیں ان سے واقفیت کے بعد بھی حدیث کے مفہوم میں اشکال باقی رہتا ہے، جس کے حل کیلئے کتب شروح کی احتیاج رہ جاتی ہے؛ لیکن اس کتاب کا مطالعہ شروح سے بے نیاز کر دیتا ہے کیونکہ مصنف ان امور کو بھی بیان کرتے ہیں جو شرحوں میں مذکور ہیں۔

غریب الحدیث کے مصنف نے ان لفظوں کے معنی نہیں لکھے ہیں جن کے وضعی معنی

معلوم و مشہور ہیں؛ لیکن مجمع البحار میں اسے اس لئے نقل کیا گیا ہے کہ زیر بحث حدیث میں اس لفظ کی تاویل کسی خاص نوعیت کی ہوتی ہے۔

تذکرة الموضوعات

یہ کتاب بھی اہم اور محققانہ ہے، جو امام شوکانی اور ملا علی قاری کی اس فن کی تصنیفات سے ضخامت اور حجم میں زیادہ ہے، یہ ۹۵۸ھ کی تصنیف ہے، اس میں موضوع حدیثوں کے علاوہ، ان کے بارے میں محدثین اور نقادین فن کے اقوال بھی اس لئے نقل کئے ہیں تا کہ لوگ احادیث کو موضوع، ضعیف یا صحیح قرار دینے میں افراط وتفریط کے بجائے احتیاط سے کام لیں، کیونکہ غالی اور مفرط قسم کے لوگ محض سنی سنائی باتوں کی وجہ سے حدیث کے موضوع ہونے کا فیصلہ کر دیتے ہیں اور خود غور وفکر سے کام نہیں لیتے، اسی لئے شیخ محمد بن طاہر نے اس کے مقدمہ میں متنبہ کیا ہے کہ اگر کوئی مصنف کسی حدیث کو موضوع بتائے تو جب تک دوسرے ذرائع سے اس کی تصدیق وتائید نہ ہوجائے اس حدیث کو موضوع نہ سمجھا جائے۔

شیخ شطاری گجراتی کی "ذريعة شرح مشكوة" اور "إمعان النظر في توضيح نزهة النظر" شیخ حبیب اللہ شیرازی کا علم حدیث اور اصول حدیث میں ایک رسالہ، شیخ رحمۃ اللہ کی شیخ علی بن محمد الخطیب کی کتاب تنزيه الشريعة عن الاحاديث الموضوعة کی تلخیص، مولانا عبدالحی رنگونی کی "سلعة القربة في شرح نخبة الفكر"، شیخ شاہ میرکا رسالة في علم الحديث، شیخ بہاء الدین نہروالی کی "النهر الجاري على صحيح البخاري" ہے۔ شیخ عمر بن عبدالغفور العارف نے اصول حدیث کے موضوع پر "الفيض النبوي" نامی کتاب لکھی ہے، جس میں صحیح البخاری کی فہارس بھی شامل ہے، علاوہ

ان کے صحیح البخاری کے دو ابتدائی ابواب پر شرح بھی تالیف کی ہے۔ العارف نے مقدمہ میں اصول حدیث بیان کئے ہیں اور اسے چار حصوں میں تقسیم کیا ہے:

(۱) أقسام حديث (۲) الجرح والتعديل

(۳) كيفية سماع الحديث (٤) أسماء الرجال

مقدمے کے بعد صحیح البخاری کے ابواب کا جائزہ لیا ہے اور بخاری میں ترتیب کے جو اصول پائے جاتے ہیں ان پر بحث ہے۔ العارف نے بخاری پر بلقینی کی شرح سے مدد لی ہے۔

مقدمے کے سب سے آخری حصہ میں حروف تہجی کے مطابق اسماء الرجال کی فہرست بنائی ہے، جس میں ان صحابہ کے نام ہیں جن کی روایتوں کی بنیاد پر صحیح بخاری میں احادیث روایت کی گئی ہیں، اس کے بعد دو ابتدائی ابواب پر شرح کا آغاز ہوتا ہے۔ اس کا قلمی نسخہ لندن میں دستیاب ہے۔

شیخ جمال الدین المعروف بشیخ جمن کی بخاری، مسلم، ابن ماجہ، ابوداود اور نسائی کی شروحات، شیخ محمد ابوبکر احمد آبادی کی "حباب الاحباب فی من کان هو وأبوه من الأصحاب" اسماء الرجال کے موضوع پر لکھی گئی۔ اس عربي تالیف میں "الاستيعاب فی معرفة الاصحاب" نامی کتاب سے ان راویوں کے ناموں کا بھی ذکر ہے، جن کی تین یا چار پشتیں صحابہ میں سے تھیں۔

(دیکھئے: PML وضاحتی فہرست، جلد: ۲، مخطوطہ نمبر: 579_4، حوالہ: ڈاکٹر باقر علی: ص: ۳۵۶)

تقریظ

حضرت مولانا مفتی اقبال محمد ٹنکاروی صاحب دامت برکاتہم

استاذ حدیث وفقہ و مہتمم دارالعلوم اسلامیہ عربیہ ماٹلی والا

قدیم زمانے میں زبانوں اور فنون کی تعلیم کا انداز یہ تھا کہ صرف قواعد بتادئے جاتے تھے، لیکن ان کا استعمال، عملی مشق اور زبان دانی نہیں سکھائی جاتی تھی جس کی وجہ سے طلبہ نحو وصرف کی باریکیوں سے تو واقف ہوتے تھے لیکن عربی میں لکھنے بولنے کی صلاحیت سے بہت دور تھے، لیکن اب دنیا بھر میں جو زبانیں پڑھائی جاتی ہیں ان کا طریقۂ تدریس یہ ہے کہ قواعد کی تقریر کرنے کے بجائے فن کے ساتھ زبان دانی بھی سکھائی جاتی ہے اور عملی مشق کی وجہ سے طالب علم زبان بھی سیکھ لیتا ہے، قواعد بھی یاد ہوجاتے ہیں، ساتھ میں تعلیمی دلچسپی بھی برقرار رہتی ہے۔

فنون میں بھی یہی طریقہ مفید معلوم ہوتا ہے، ورنہ اصول فقہ، اصول بلاغت، اصول منطق، اصول حدیث اور قواعد تفسیر میں طلبہ ناقص رہ جاتے ہیں، طلبہ کو کتاب کی مثالوں کے علاوہ خارجی مثالوں سے سمجھا کر فنون کو زندہ رواں دواں شکل میں رائج کیا جاوے، عرب ممالک کے اسکول اور کالجوں کے اسلامیاتی نصاب کو انٹرنیٹ کے ذریعہ سہولت سے دیکھا جاسکتا ہے، اس میں تمام علوم وفنون کو قواعد کے ساتھ عملی مشق سے بھی سکھایا جاتا ہے۔

مدارس کے فنون کے نصاب میں اصول حدیث وعلوم الحدیث کو محض نظری طور پر پڑھایا جاتا ہے، جس کی وجہ سے احادیث کی مختلف اقسام میں سے کسی کی صحیح تعریف کے علاوہ طلبہ مختلف اصطلاحات میں تمیز بھی نہیں کرپاتے ہیں، مثال وحکم تو بہت دور کی بات ہوتی

ہے۔ اصول حدیث میں ایک کتاب شیخ محمود طحان صاحب کی ”تیسیر مصطلح الحدیث“ ہے، اور اردو میں مولانا عبیداللہ اسعدی صاحب کی علوم الحدیث ہے، اس میں ہر حدیث کی تعریف لغۃ واصطلاحاً، مثال اور حکم کو مستقلاً ذکر کیا ہے، اور دو قریب المعنی والمفہوم اصطلاح کا فرق بھی واضح کیا ہے۔

اسی طرح کی ایک کوشش دارالعلوم اسلامیہ عربیہ ماٹلی والا کے شعبۂ تخصص فی الحدیث کے فعال اور محنتی استاذ جناب مولانا عبداللہ صاحب لاجپوری نے بھی ”اِجراء اصول حدیث“ کے عنوان سے کی ہے، جس میں مصطلحات حدیث کی تعریف، ان کا باہمی فرق ملحوظ رکھتے ہوئے اصطلاح کو مثال سے واضح کرکے سوال وجواب کے انداز میں حکم بیان کرنے کے ساتھ میں اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے تمرین ومثال سے وضاحت کی گئی ہے المعجم المفهرس اور موسوعة أطراف الحديث کا تعرف وحوالہ بھی ذکر کرکے طلبۂ عزیز کو بہترین انداز میں فن سکھلانے کی کوشش کی گئی ہے، یہ کام آپ نے زجاجة المصابيح کی احادیث کی تخریج کے دوران وقت نکال کر بہت محنت وعرق ریزی کے ساتھ کیا ہے۔ حق تعالیٰ شانہ ان کی حدیثی خدمات کو قبول فرمائے، طلبۂ علم حدیث کو ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے اور رضائے الٰہی ونجات اخروی کا ذریعہ بنائے۔ آمین بحرمۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

گروہ ایک جویا تھا علم نبی کا = لگایا پتہ جس نے ہر مفتری کا
نہ چھوڑا کوئی رخنہ کذب خفی کا = کیا قافیہ تنگ ہر مدعی کا
کئے جرح وتعدیل کے وضع قانون = نہ چلنے دیا کوئی باطل کا افسوں

اسی دُھن میں آساں کیا ہر سفر کو = اسی شوق میں طے کیا بحر و بر کو
سنا خازنِ علم دین جس بشر کو = لیا اس سے جاکر خبر اور اثر کو
پھر آپ نے اس کو پرکھا کسوٹی پر رکھ کر = دیا اور کو خود مزہ اس کا چکھ کر

(حضرت مولانا مفتی) **اقبال محمد ٹنکاروی** (دامت برکاتہم)
مہتمم دار العلوم اسلامیہ عربیہ ماٹلی والا، بھروچ گجرات، الہند
۳۰/ربیع الاول ۱۴۳۳ھ مطابق ۱۱رجنوری ۲۰۱۲ء

تقریظ

مولانا عبداللہ معروفی صاحب دامت برکاتہم

استاذ شعبۂ تخصص فی الحدیث، دارالعلوم دیوبند

حامداً و مصلیاً ومسلماً وبعد،

علم اصولِ حدیث سے مناسبت ہر عالم اور علوم شرعیہ سے تعلق رکھنے والے کی بنیادی ضرورت ہے؛ کیوں کہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استدلال کے لئے فنی طور پر اس کی صحت وضعف کو جاننا، نیز سند ومتن کے اعتبار سے اس کا مقام ومرتبہ معلوم کرنا لازم وضروری ہے۔

جو لوگ علوم حدیث میں خاطر خواہ درک نہیں رکھتے ان سے علمی کاموں میں قدم قدم پر غلطیاں سرزد ہوتی رہتی ہیں، بسا اوقات بالکل بے بنیاد وغیر ثابت نص پر مبنی کوئی لمبی چوڑی تقریر یا مضمون لکھ دیا جاتا ہے جس کی حیثیت تارِ عنکبوت سے زیادہ نہیں ہوتی؛ اس لئے مدارس اسلامیہ کے نصاب میں علم اصولِ حدیث مضمون لازمی طور سے شامل کیا گیا ہے تاکہ حضرات علماء کرام اور منتہی طلبہ کی نظر حدیث فہمی اور حدیث سے استدلال کے وقت قابلِ قبول وقابلِ استدلال مواد پر ہی رہے۔

اردو زبان میں بھی علم اصولِ حدیث کو آسان سے آسان پیرایہ واُسلوب میں پیش کرنے کی متعدد کامیاب کوششیں کی گئی ہیں، ان ہی کوششوں میں پیشِ نظر کتاب ''اِجرائے اُصولِ حدیث'' بھی ہے، جس کے مؤلف محترم جناب مولانا

عبداللہ لاجپوری زید مجدہ (استاذِ دارالعلوم ماٹلی والا، گجرات) نے فن کے ہر مسئلہ کو مثالوں کے ذریعہ طلبہ کے ذہن نشین کرانے کی کوشش فرمائی ہے۔

امید کہ یہ کتاب مبتدی طلبۂ اصولِ حدیث کو اس فن سے مناسبت پیدا کرانے میں اچھا کردار ادا کرے گی؛ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کی اس محنت کو قبولیت سے سرفراز فرمائے، اور اس کو طلبۂ علمِ حدیث کے لئے نفع بخش بنائے۔
آمین

(مولانا) عبداللہ معروفی (صاحب)
خادم تدریس دارالعلوم دیوبند
۱۰،۱۱،۱۴۳۷ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

الحمد لله الذي هدانا للإسلام والصلاة والسلام علىٰ سيد الأنام محمد وآله وصحبه البررة الكرام.

امابعد! ''حدیث'' قرآن مجید کے بعد دین کا سب سے بڑا ماٰخذ ہے، جس پر پورے دین کی بناء واساس ہے، مذاہب کی تاریخ میں شاید ایسی کوئی مثال نہ ملے کہ مذہبی پیشوا کے شب وروز، شام وسحر، خلوت وجلوت، سفر وحضر اور زندگی کے ہر ایک طریقہ کی اس طرح حفاظت کی گئی ہو، جیسے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کو حدیث کی صورت میں محفوظ کیا گیا ہے؛ یہ درحقیقت اسلام کے دوام اور پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے دائرہ نبوت کے قیامت تک محیط ہونے کی دلیل ہے۔ اس لیے ہر عہد کے اکابر علماء اور نابغۂ روزگار ہستیوں نے اس فن کی آب یاری میں حصہ لیا ہے، پھر جب اس فن نے ترقی کی تو اس نے متعدد علوم وفنون کو وجود بخشا، ان ہی میں ایک ''علمِ اصول حدیث'' بھی ہے۔

اس کی بہت سی تعریفات کی گئی ہیں، علامہ جلال الدین سیوطی نے ایک مختصر تعریف یوں کی ہے: ''علم أصول الحديث: ما يبحث فيه عن الراوي والمروي من حيث معرفة المقبول والمردود''؛ علمِ اصولِ حدیث وہ علم ہے جس میں راوی اور مروی کی اس طرح جانچ کی جائے کہ قابلِ قبول اور

قابلِ تردید کی معرفت حاصل ہو جائے۔

تیسری صدی کے شروع ہی سے اس علم میں متعدد تصانیف منظرِ عام پر آنے لگی تھیں اور دسویں صدی کی ابتداء تک ایک عظیم الشان ذخیرہ تیار ہو گیا؛ لیکن طلبہ برادری میں اس بات کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ اصول حدیث کو بہ زبانِ اردو اجرائی شکل دی جائے جس سے فن کا سمجھنا اور اس کا استحضار سہل ترین ہو، اور حقیقت بھی یہ ہے کہ فنون میں اجراء وتمرین کو ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت حاصل ہے اور تبحر فی العلوم کا زینہ ہے، چوں کہ اجراء وتمرین کے بغیر محض قوانین وضوابط سے فن پائدار نہیں رہتا، بقول مفکرِ اسلام مولانا ابوالحسن علی میاں ندویؒ:

''دراصل قواعد کی تعلیم کا فطری طریقہ یہ ہے کہ ان کو مجرد قواعد ومسائل کی صورت میں طلبہ کو صرف سمجھا اور رٹا نہ دیا جائے؛ بلکہ جملوں اور عملی مثالوں کے ساتھ ان کو ذہن نشین کیا جائے، اور طلبہ سے عملی طور پر ان کا اجراء کیا جائے، قواعد کو زبان سے الگ کر کے نظری طور پر سکھانا صرف متاخرین اہلِ عجم کی خصوصیت ہے، اہلِ زبان اس سے نا آشنا ہے''۔ (مقدمہ معلم الانشاء اول)

بنابریں اجرائی خلاء کو پُر کرنے کے لیے حضرت استاذ محترم مولانا الیاس صاحب دامت برکاتہم (استاذ حدیث وفقہ مدرسہ دعوۃ الایمان مانک پور ٹکولی، گجرات) کے ایماء پر بندہ نے ''اجرائے اصولِ حدیث'' نامی کتاب ترتیب دی ہے جو اُصولِ محدثین کے طرز پر ہے؛ ہاں! اصول حدیث کے تعلق سے اُصولِ احناف کچھ مختلف ہیں جن کو بتوفیقِ الٰہی بندہ نے تحت الاشراف مولانا اقبال صاحب ٹنکاروی دامت

برکاتہم العالیہ جمع کرلیا ہے جوانشاءاللہ عنقریب منظرِ عام پر آئے گی۔

کتاب میں درجِ ذیل امور کا لحاظ کیا گیا ہے

① اختصار کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

② ہر ہر اصطلاح کو مثالوں سے واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

③ ہر اصطلاح کے ساتھ اس کا حکم بیان کیا گیا ہے۔

④ تمام مباحث کو نقشہ کی ترتیب پر مرتب کیا ہے؛ تاکہ فن کا خاکہ ذہن نشیں ہو جائے۔ اصول حدیث کا مکمل نقشہ استاذ محترم کے شکریہ کے ساتھ شاملِ اشاعت کیا گیا ہے۔

⑤ اجرائی اسلوب اختیار کیا گیا ہے؛ لیکن سلاست مدنظر رکھتے ہوئے بجائے سوال کے اعادہ کے جواب کے شروع میں [۱] اور [۲] کے ذریعے سوال نمبر کی طرف اشارہ کرلیا ہے۔

⑥ حدیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اصولِ حدیث کا اجرائی طریقہ بھی واضح کیا گیا ہے۔

⑦ اجراء کو آسان فہم بنانے کے لیے اخیر میں نمونہ کے طور پر چند مثالیں بھی دی گئی ہیں۔

⑧ ہر اصطلاح سے متعلق جو جو کتابیں تصنیف کی گئی ہے، ان میں جو معروف ومشہور ہیں ان کو بھی اخیر میں جمع کر دیا گیا ہے۔

⑨ طلبہ کی سہولت کے لیے متنِ نخبہ کو اخیر میں لاحق کر دیا گیا ہے، جو استاذی مولانا الیاس صاحب دامت برکاتہم کا تحقیق کردہ ہے۔

⑩ المعجم المفہرس اور موسوعۃ اطراف الحدیث کا مختصر اُتعارف بھی پیش کیا گیا ہے، چوں کہ کسی بھی حدیث پر اجراء کرتے وقت یہ جاننا ضروری ہے کہ یہ حدیث کن کن کتابوں میں موجود ہیں، اس کے لیے یہ دونوں کتابیں معاون ثابت ہوگی۔ نیز ''تقریب التہذیب'' اور ''تہذیب الکمال'' کا بھی مختصر اتعارف پیش کیا گیا ہے۔

قارئین سے گذارش ہے کہ اجراء کے تعلق سے کوئی مفید مشورہ ہوتو ضرور اس سے باخبر کریں، تاکہ اس پر غور کر کے آئندہ اس کو شامل اشاعت کیا جا سکے۔

اظہارِ تشکر

اس موقع پر مکرمی ومخدومی حضرت مولانا مفتی اقبال صاحب دامت برکاتہم (استاذِ حدیث وفقہ ومہتمم دار العلوم اسلامیہ عربیہ ماٹلی والا، بھروچ، گجرات) کا میں تہہ دل سے ممنون ومشکور ہوں کہ حضرت والا نے اپنے گونا گوں مصروفیات کے باوجود اپنے گراں قدر تقریظی اور دعائیہ کلمات کے ذریعہ کتاب کی اہمیت میں اضافہ فرمایا اور وقتا فوقتا اپنے قیمتی مشورے وآراء سے رہنمائی فرمائی، آپ ہمیشہ حوصلہ افزائی فرماتے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ حضرت کے علم اور عمر میں برکت عطا فرمائے، اور حضرت کے سایہ کو تا دیر قائم رکھے۔ آمین

اسی طرح حضرت مولانا عبد اللہ معروفی صاحب مدظلہ کا بھی ممنون ومشکور ہوں کہ آپ نے اپنی مشغولیات کے باوجود اپنی گراں قدر تقریظ کے ذریعہ کتاب کی اہمیت میں اضافہ فرمایا، اور اپنے قیمتی مشورہ وآراء سے رہنمائی فرمائی، اللہ تعالیٰ آں مخدوم کو صحت وعافیت میں رکھے اور آپ کے علمی فیضان سے امت کو سیراب فرمائے۔

کن الفاظ وتعبیرات سے اظہارِ منت شناسی کروں اپنے محسن ومربی حضرت مولانا الیاس صاحب مدظلہ (استاذ حدیث وفقہ مدرسہ دعوۃ الایمان، مانک پورٹکولی) کی، جنھوں نے ابتدائی تعلیم سے لے کر آج تک دینی وعلمی تربیت اور ہر نشیب وفراز میں صحیح رہنمائی فرمائی اور اس کتاب پر آپ نے خصوصی نظر فرماتے ہوئے مفید اور اہم مشوروں سے نوازا؛ درحقیقت اس کام کو حضرت استاذ محترم نے ہی شروع فرمایا تھا اور آپ ہی نے اس کا منہج وخطہ تیار فرمایا تھا؛ لیکن آپ نے اپنی کچھ مشغولی کی وجہ سے اس عاجز پر اعتماد کرتے ہوئے یہ کام میرے سپرد فرمادیا، اللہ تعالیٰ استاذِ محترم کی عمر اور علم میں برکت عطا فرمائے، اور عافیت کے ساتھ ان کے فیوض کو عام وتام فرمائے۔ آمین

اسی طرح حضرت مفتی ابوبکر صاحب پٹنی دامت برکاتہم (استاذ جامعہ تعلیم الدین ڈابھیل) کا بھی ممنون ومشکور ہوں کہ آپ نے مسودہ پر نظرِ ثانی فرمائی اور وقتاً فوقتاً اپنے قیمتی مشورے اور آراء سے رہنمائی فرمائی، اللہ تعالیٰ آپ کی عمر اور علم میں برکت عطا فرمائے اور آپ کا سایہ تادیر قائم رکھے۔ آمین

اسی طرح کتاب کی کمپیوٹر کتابت، اصلاحات وترمیمات کی زحمت اٹھانے والے رفیق محترم مولانا ریاض صاحب دھارا گیری (نوساری) کا بھی بے حد شکر گذار ہوں۔

اخیراً ان جملہ معاونین کا ممنون ومشکور ہوں جنہوں نے بندہ کا کسی بھی طرح کا تعاون کیا، اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اس کتاب کو قبول فرما کر طلبۂ حدیث کے لیے نفع بخش بنائے، اور اس خدمت کو راقم اور اس کے والدین واساتذہ کے لیے صدقۂ جاریہ اورنجات اخروی کا ذریعہ بنائے۔آمین

محمد عبداللہ بن محمد لاجپوری

خادم دارالعلوم اسلامیہ عربیہ مائلی والا، بھروچ، گجرات

۲۷/شوال المکرم ۱۴۳۶ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمده ونصلي وعلى رسوله الكريم؛ أما بعد!

مبادیات حدیث

[1] حدیث کے لغوی معنی کلام اور بات کے آتے ہیں، اور حدیث بمعنی جدید بھی آتا ہے؛ اور اصطلاح میں حدیث وہ امور ہیں جن کی نسبت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی گئی ہو؛ خواہ وہ آپ کا ارشاد ہو[1] یا آپ کا کیا ہوا کام ہو[2] یا آپ کی برقرار رکھی ہوئی بات ہو[3] یا آپ کے ذاتی حالات ہوں[4]۔

---

(1) جیسے: "إنما الأعمال بالنيات". (بخاري، كتاب بدء الوحي، برقم: ١).

(2) جیسے: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إذا لبس قميصا بدأ بيمينه". (ترمذي، باب ما جاء في القمص، برقم: ١٧٦٦)

(3) جیسے: عن عمرو بن العاص ؓ قال: احتلمتُ في ليلة باردة في غزوة ذات السلاسل فأشفقت إن اغتسلت أن أهلك، فتيممت ثم صليت فذكروا ذلك للنبي صلى الله عليه وسلم.... فضحك رسول الله صلى الله عليه وسلم ولم يقل شيئًا. (أبو داؤد، باب إذا خاف الجنب البرد أ يتيمم؟ برقم: ٣٣٤)

(4) جیسے: "كان رسول الله صلى الله عليه وسلم أجود الناس". (بخاري، برقم:٦)

حاشیہ: الحديث: هو ما أضيف إلى النبي ﷺ من قول أو فعل أو تقرير أو وصف خلقي أو خُلُقي. (منهج النقد)

[۲] علمِ اصولِ حدیث: ان قوانین کے جاننے کا نام ہے جن کے ذریعہ سند و متن کے احوال (صحیح، حسن اور ضعیف ہونے کے اعتبار سے) معلوم ہوں۔

اصولِ حدیث کا موضوع: سند و متن کے صحیح اور ضعیف ہونے کی معرفت حاصل کرنا ہے۔

غرض و غایت: اس فن کے ذریعہ صحیح اور غیر صحیح کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔

[۳] سند، متنِ حدیث کو نقل کرنے والے روات کو کہتے ہیں؛

متن، اس کلام کو کہتے ہیں جس پر سلسلۂ سند جا کر رک جائے، جیسے:

حدثنا مكي بن ابراهيم قال حدثنا يزيد بن أبي عُبيد عن سلمة قال: سمعت النبيﷺ يقول: "من يقل عليّ ما لم أقل، فليتبوّأ مقعده من النار". (بخاری، کتاب العلم، باب إثم من كذب على النبيﷺ).

اس میں شروع سے "عن سلمة" تک حدیث شریف کی سند اور طریق ہے اور "من يقل" سے آخر تک متن ہے۔

تقسیماتِ حدیث

[۱] تقسیم اول: بلحاظ تعداد اسانید

① آحاد کی تقسیم اول: باعتبار صفاتِ رواۃ

② آحاد کی تقسیم ثانی: باعتبار زیادت از رواۃ

③ آحاد کی تقسیم ثالث: باعتبار تعارض

اسبابِ رد بہ اعتبار سقط وطعن

[۲] تقسیم ثانی: بلحاظ غایتِ سند

[۳] تقسیم ثالث: بلحاظ قلت وکثرتِ وسائط

[۴] تقسیم رابع: بلحاظ راوی ومروی عنہ

تقسیمات متفرقہ

[۱] تقسیم اول: بلحاظ اسمائے رواۃ

[۲] تقسیم ثانی: بلحاظ صِیَغ اداء

[۳] تقسیم ثالث: بلحاظ طُرق روایت

[۴] تقسیم رابع: بلحاظ احوالِ رُواۃ

تقسیم اول

بلحاظ تعدادِ اسانید

سوالات بہ لحاظ تعداد اسانید

① بلحاظِ تعدادِ اسانید حدیث کی کتنی قسمیں ہیں؟ اور یہ کون سی قسم ہے؟

② اگر یہ حدیث متواتر ہے تو متواتر کی کتنی قسمیں ہیں؟ اور یہ کون سی قسم ہے؟

③ اگر یہ حدیث غریب ہے، تو کیا حدیثِ غریب صحیح ہو سکتی ہے؟ یا اس کے صحیح ہونے کے لیے عزیز ہونا شرط ہے؟

④ اگر یہ حدیث غریب ہے، تو غرابت کے اعتبار سے حدیث کی کتنی قسمیں ہیں؟ اور یہ کون سی قسم ہے؟

اقسام حدیث بہ لحاظ تعداد اسانید

[۱] سندوں کی تعداد کے اعتبار سے حدیث کی چار قسمیں ہیں: (۱) متواتر، (۲) مشہور (مستفیض)، (۳) عزیز، (۴) غریب۔

مُتَوَاتِر: وہ حدیث مقبول ہے جس کی سندیں بکثرت ہوں۔

ملحوظہ: قول راجح کے مطابق کثرت کے لیے کوئی تعداد متعین نہیں ہے، جیسے: "من كذب عليّ متعمِّدا فليتبوّأ مقعده من النار".[۱]

(مسلم، باب تغليظ الكذب على رسول الله، رقم: ۳)

متواتر کی چار شرطیں ہیں:

(۱) رواۃ کی کثرت، (۲) سند کی ابتداء سے انتہاء تک ہر طبقہ میں رواۃ کی یہ کثرت باقی رہی ہو، (۳) عادت وعقل جھوٹ پر ان کے اتفاق کو محال سمجھے، (۴) روایت کا منتہیٰ کوئی امر حسی ہو (یعنی حواسِ خمسہ میں سے کوئی جس کا ادراک کر سکے)۔

متواتر کا حکم: خبرِ متواتر علمِ یقینی بدیہی کا فائدہ دیتی ہے۔

[۲] متواتر کی دو قسمیں ہیں: (۱) متواتر لفظی، (۲) متواتر معنوی۔

متواتر لفظی: وہ حدیث ہے جس کے بعینہٖ الفاظ تواتر کے

---

(۱) اس کو آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے ۶۲ یا ۱۰۰ سے زیادہ صحابہ نے روایت کیا ہے۔

(قواعد المحدثين: ۶۰۲)

ساتھ منقول ہو، جیسے:"نُزِلَ القرآنُ علیٰ سبعة أحْرُف".①

(مسند احمد:۲ / ۳۰۰)

متواتر معنوی: وہ حدیث متواتر ہے جس کو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آج تک ہر عہد میں ایک طبقہ نے دوسرے طبقہ کو کرتے ہوئے دیکھا ہے، جیسے نماز پنجگانہ؛ یا روایات کے الفاظ مختلف ہوں؛ لیکن ان سب میں قدر مشترک کے طور پر کوئی مضمون ثابت ہوتا ہو، جیسے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختمِ نبوت یا قربِ قیامت میں حضرت مسیح علیہ السلام کے نازل ہونے سے متعلق روایات۔②

(آسان اصول حدیث: ۲۳)

حدیث مَشْهُوْر (مستفیض): وہ حدیث ہے جس کے راوی ہر طبقہ میں دو سے زائد ہوں مگر متواتر کی تعداد سے کم ہوں، جیسے: عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ "المسْلم منْ سلِم المسلمُوْن

---

① اس کو ستائیس صحابہ نے روایت کیا ہے۔ (منهج النقد: ٤٠٥)

② کیا متواتر کی مثال خارج میں موجود ہے؟ اس سلسلہ میں تین مذاہب ہیں:

(۱) ابن الصلاح نے ذکر کیا ہے کہ متواتر کی مثال نادر ہے؛ چناں چہ صرف حدیث "من كذب علي متعمدا" إلخ کے بارے میں متواتر ہونے کا دعویٰ کیا جا سکتا ہے۔

(۲) علامہ حازمی اور حافظ ابن حبان کا دعویٰ یہ ہے کہ متواتر معدوم ہے۔

(۳) ابن حجر اور دوسرے متاخرین کا مسلک یہ ہے کہ متواتر بکثرت موجود ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ ابن الصلاح کی مراد متواترِ لفظی ہے، اور ظاہر ہے کہ وہ قلیل الوجود ہے اور ابن حجر کی مراد متواترِ معنوی ہے اور وہ کثیر الوجود ہے۔ (منهج النقد: ٤٠٧)

من لسانه ویده".① (بخاری، کتاب الایمان، رقم:۱۰)

ملحوظہ: شرائطِ صحت وحسن کے پائے جانے اور نہ پائے جانے کے اعتبار سے حدیث مشہور کے مختلف مراتب ہو سکتے ہیں، کبھی صحیح، کبھی حسن اور کبھی ضعیف درجہ کی بھی ہوتی ہے۔

ملحوظہ: بعض حضرات کے نزدیک حدیثِ مشہور ہی کو مستفیض کہتے ہیں؛ اور بعض نے اتنی قید اور بیان کی ہے کہ: ہر طبقہ میں راویوں کی تعداد یکساں ہوں۔

حدیثِ عَزِیز: وہ حدیث ہے جس کے راوی دو ہوں، خواہ ہر طبقہ میں دو ہی دو ہوں، یا کسی طبقہ میں زائد بھی ہو گیے ہوں؛ مگر کسی طبقہ میں دو سے کم نہ ہوئے ہوں، جیسے: عن أنس رضی قال: قال رسول الله ﷺ: "لا یؤمن أحدکم حتی أکون أحبّ إلیه من والده وولده والناس أجمعین".②

(بخاری، باب حب الرسول من الایمان، برقم: ۱۵)

---

① حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت کرنے والے پہلے طبقے میں عامر بن شراحیل، ابوالخیر، مرثد بن عبداللہ الغنوی، ابوسعد الازدی ہیں، اور دوسرے طبقہ میں عبداللہ بن ابی السفر، زکریا بن ابی زائدہ، بیان بن بشر وغیرہ ہیں۔ تیسرے طبقہ میں الفضل بن دکین، یحییٰ بن سعید القطان، الفضل بن موسیٰ، یعلیٰ بن عبید ہیں۔ چوتھے طبقہ میں مسدد، عمرو بن علی، محمد بن عبداللہ بن یزید، یوسف بن عیسیٰ ہیں۔ مزید وضاحت کے لیے اخیر میں دیکھئے "امثلہ اجرائے اصولِ حدیث"۔

② حضرت انس سے قتادہ وعبدالعزیز بن صہیب نے اور قتادہ سے شعبہ اور سعید نے اور عبدالعزیز سے اسماعیل بن علیہ اور عبدالوارث نے، پھر ان میں سے ہر ایک سے ایک ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔ (تدریب الراوی:۲-۱۸۱)

ملحوظہ: شرائطِ صحت وحسن کے پائے جانے اور نہ پائے جانے کے اعتبار سے مختلف مراتب ہوسکتے ہیں، کبھی صحیح، کبھی حسن اور کبھی ضعیف درجہ کی ہوتی ہے۔

حدیثِ غَرِیب: وہ حدیث ہے جس کی صرف ایک سند ہو، یعنی: جس کا راوی صرف ایک ہو؛ خواہ ہر طبقہ میں ایک ہی ایک ہو، یا کسی طبقہ میں ایک سے زائد بھی ہوگئے ہوں، جیسے: حدثنا جعفر بن محمد بن عمران الثَّعْلبي حدثنا زيد بن حباب عن مالك بن مِغْوَل عن عبد الله بن بُرَيْدة الأسلمي عن أبيه قال: سمع النبي ﷺ رجلاً يدعو وهو يقول: "اللّٰهم إني أسئلك بأني أشهد أنك أنت "الله" لا إله إلا أنت، الأحد الصمد إلخ".[1] هٰذا حديث حسن غريب. (ترمذي، أبواب الدعوات، رقم: ۳٤۷٥)

ملحوظہ: شرائطِ صحت وحسن کے پائے جانے اور نہ پائے جانے کے اعتبار سے مشہور کے مختلف مراتب ہوسکتے ہیں، کبھی صحیح، کبھی حسن اور کبھی ضعیف درجہ کی ہوتی ہے۔

۳ کسی بھی حدیث کے صحیح ہونے کے لیے اس کا عزیز ہونا شرط نہیں ہے؛ لہٰذا حدیث غریب بھی صحیح ہوسکتی ہے، بشرطیکہ اس کے تمام رُوات ثقہ ہوں۔

۴ غرابت کے اعتبار سے حدیث کی دو قسمیں ہیں: ① فردِ مطلق، ② فردِ نسبی۔

---

① یہ حدیث ٹھیک ہے مگر غریب (بمعنی تفردِ اسناد) ہے، اور اس کی مالک بن مغول سے اخیر تک یہی ایک سند ہے۔ (تحفۃ الالمعی)

فردِ مُطلَق: وہ ہے جس کی سند شروع میں، یعنی: طبقۂ تابعین میں غرابت ہو بایں طور کہ صرف ایک ہی تابعی اس حدیث کو روایت کرتا ہو؛ خواہ تابعی کے بعد کے طبقات میں رواۃ ایک ہی ایک ہو یا زیادہ ہوں، جیسے: حدثنا سفیان عن عبد الله بن دینار عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال: "نهى النبي صلى الله عليه وسلم عن بيع الوَلاء وهبته". ①

(بخاری، باب إثم من تبرأ من مواليه، رقم: ٦٧٥٦)

ملحوظہ: شرائطِ صحت وحسن کے پائے جانے اور نہ پائے جانے کے اعتبار سے مختلف مراتب ہوسکتے ہیں، کبھی صحیح، کبھی حسن اور کبھی ضعیف درجہ کی ہوتی ہے۔

تنبیہ: کسی حدیث کے راوی صرف ایک صحابی ہوتو وہ حدیث غریب نہیں کہلائے گی، صحابی کا تفرد مضر نہیں ہے۔

فردِ نِسبِی: وہ حدیث ہے جس کی سند کے شروع میں تو غرابت نہ ہو؛ البتہ وسطِ سند میں یا آخرِ سند میں غرابت ہو، جیسے: "مالك عن الزهري عن أنس رضی اللہ عنہ أن النبي صلى الله عليه وسلم دخل مكة وعلى رأسه المِغْفر". ②

(بخاری، کتاب اللباس، رقم: ٥٨٠٨)

① اسے حضرت ابن عمر سے عبد اللہ بن دینار تابعی نے تنہا روایت کیا ہے۔
(علوم الحديث: ٦٩)

② مالک زہری سے روایت کرنے میں منفرد ہے۔ (نزهة النظر: ٨٩)

ملحوظہ: شرائطِ صحت وحسن کے پائے جانے اور نہ پائے جانے کے اعتبار سے مختلف مراتب ہوسکتے ہیں، کبھی صحیح، کبھی حسن اور کبھی ضعیف درجہ کی ہوتی ہے۔

آحاد کی تقسیم اول
باعتبار صفات رواۃ

سوالات

متعلق بہ اخبار احاد باعتبار قبول ورد

① اگر یہ حدیث خبرِ واحد ہے تو خبرِ واحد کس کو کہتے ہیں؟

② اگر یہ خبرِ واحد ہے تو کیا خبرِ واحد علمِ یقینی نظری کا فائدہ دیتی ہے؟

③ اگر یہ حدیث خبرِ واحد ہے تو مقبول ہے یا مردود؟

④ مقبول اخبار کی کتنی قسمیں ہیں؟ اور یہ کون سی قسم ہے؟

⑤ حدیث ضعیف کس کو کہتے ہیں؟ اگر یہ حدیث ضعیف ہے تو کیا اس کا کوئی متابع یا شاھد ہے؟

⑥ متابعت کس کو کہتے ہیں؟ اور اس کی دو قسموں میں سے کون سی قسم ہے؟

⑦ شاھد کس کو کہتے ہیں؟ اور یہ شاھد فی اللفظ ہے یا شاھد فی المعنیٰ؟

اخبار آحاد

[۱] خبر واحد: وہ حدیث ہے جس میں متواتر کی شرطیں موجود نہ ہو، قطع نظر اس سے کہ اس کے راوی ایک یا دو یا چند ہوں، جیسے: "عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يمنعنَّ أحدكم أذانَ بلال من سُحُوره، فإنه يُؤذن -أو قال: ينادِي- بليل ليَرجِع قائمَكم ويُنَبِّه نائمَكم وليس الفجر أن يقول هكذا -وجمع يحيىٰ كفَّيه- حتى يقول هكذا. (بخاري، كتاب أخبار الآحاد، برقم: ۷۲۴۷)

حکم: علمِ نظری (ظنی) کا فائدہ دیتی ہے؛ لیکن اگر وہ روایت محتف بالقرائن ہوتو علمِ یقینی نظری کا فائدہ دیتی ہے۔

[۲] کسی خبر واحد میں ایسے قرائن موجود ہوں جو مفیدِ علمِ یقینی ہوں تو اس خبرِ واحد سے علمِ یقینی نظری کا فائدہ ہوگا؛ اور وہ اخبار یہ ہیں:

① وہ اخبارِ آحاد جن کی شیخین امام بخاری و مسلم نے اپنی صحیحین میں تخریج کی ہو اور حفاظِ حدیث وائمۂ جرح وتعدیل میں سے کسی نے ان پر نقد وجرح نہ کی ہو، اوران کے مدلول میں باہم ایسا تعارض نہ ہو جس کا ازالہ ناممکن ہو۔

اس قسم کے تین قرائن ہیں: (۱) علمِ حدیث اور نقدِ رجال میں شیخین کی عظمت وجلالتِ شان، (۲) حدیثِ صحیح کو سقیم سے ممتاز کرنے میں ان دونوں کا فائق ہونا، (۳) علماء کا صحیحین کو شرفِ قبولیت سے نوازنا۔

② وہ خبرِ مشہور ہے جس کی ایسی بہت سی سندیں ہوں جو کہ راویوں کی کمزوری اور خرابیوں سے پاک ہوں۔

③ وہ حدیثِ مسلسل ہے جس کو ایسے ائمہ وحفاظِ حدیث روایت کریں جو اصحابِ ضبط واتقان ہوں اور وہ حدیث عزیز ہو، یعنی: وہ حدیث جس کے سلسلۂ اسناد میں تمام رواۃ وائمہ وحفاظ اصحابِ ضبط واتقان ہوں، اور وہ حدیث ایک سے زیادہ سندوں سے مروی ہو؛ ایسی حدیث محتف بالقرائن ہے۔

مقبول ومردود

[۳۰] اخبارِ آحاد کی باعتبارِ احوال رواۃ کے دو قسمیں ہیں: ① مقبول، ② مردود۔

مَقْبُوْل: وہ خبرِ واحد ہے جس کے مخبر کا صدق غالب ہو، جیسے:

"حدثنا محمد بن غَيلان حدثنا وكيع حدثنا سفيان عن الجُرَيري عن أبي الوَرد عن اللَّجْلاج عن معاذ بن جبل قال: سمعت النبي ﷺ رجلا يدعو يقول: اللهم إني أسئلك تمام النعمة إلخ".

(ترمذي، أبواب الدعوات، برقم: ۳۵۵۰)

یہ حدیث صحیح ہے اس لیے کہ اس میں تمام شرائطِ قبولیت موجود ہیں۔

حکم: اس کو شرعی احکام میں دلیل بنانا اور اس پر عمل کرنا واجب ہے۔

مَرْدُوْد: وہ خبرِ واحد ہے جس کے مخبر کا صدق غالب نہ ہو، جیسے:

محمد بن سعيد الشامي -المَصْلُوب في الزندقة- فقد روى عن حُميد

عن أنس مرفوعا ''أنا خاتم النبيين لا نبيّ بعدي؛ إلا أن يشاء الله''.

(تيسير مصطلح الحديث:٩١)

حکم: اس کو شرعی احکام میں دلیل بنانا اور اس پر عمل واجب نہیں۔

تنبیہ: کوئی حدیث شریف فی نفسہٖ مردود نہیں ہوتی، صرف راوی کے غیر معتبر ہونے کی وجہ سے مردود کہلاتی ہے۔

[۴] مقبول اخبار آحاد کی چار قسمیں ہیں: (۱) صحیح لذاتہٖ، (۲) صحیح لغیرہٖ، (۳) حسن لذاتہٖ، (۴) حسن لغیرہٖ۔

صحیح لذاتہ: وہ حدیث ہے جس کے تمام راوی عادل، تام الضبط ہوں اور اس کی سند متصل ہو؛ نیز وہ حدیث معلل اور شاذ بھی نہ ہو، جیسے:

حدثنا عبد الله بن يوسف قال: أخبرنا مالك عن ابن شهاب عن محمد بن جُبَير بن مُطْعم عن أبيه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم قرأ في المغرب بالطُّوْر. (بخاری، باب الجهر في المغرب، برقم: ٧٦٥)

یہ حدیث صحیح ہے؛ اس لیے کہ اس میں تمام شرائطِ قبولیت موجود ہیں۔

حکم: تمام محدثین اور معتمد اصولیین وفقہاء کا اتفاق ہے کہ نقل کے اعتبار سے فرقِ مراتب کی رعایت کے ساتھ اس پر عمل کیا جائے، صرفِ نظر کی گنجائش نہیں ہے۔

حسن لذاتہ: وہ حدیث ہے جس کا کوئی راوی، خفیف الضبط ہو، اور صحیح لذاتہ کی باقی چاروں شرطیں اس میں موجود ہوں، جیسے: حدثنا قتيبة،

حدثنا جعفر بن سليمان الضُّبَعي عن أبي عمران الجَوْني عن أبي بكر بن أبي موسىٰ الأشعري قال: سمعت أبي بحضرة العدوّ يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن أبواب الجنة تحت ظلال السيوف.①

(ترمذی، باب ما ذکر أن أبواب الجنة تحت ظلال السيوف، برقم: ١٦٥٩)

حکم: قوت میں صحیح سے کمتر؛ لیکن شرعاً حجت ودلیل ہونے میں صحیح کے مانند ہے۔

صحیح لغیرہ: وہ حدیث ہے جو دراصل حسن لذاتہٖ ہے (جس کا کوئی راوی خفیف الضبط ہو) مگر متعدد طرق سے مروی ہونے کی وجہ سے ضبط کے نقصان کی تلافی ہوجائے، جیسے: محمد بن عمرو عن أبي سلمة بن عبد الرحمٰن عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: لولا أن أشقّ علىٰ أمتي لأمرتهم بالسواك عند كل صلوٰة. ② (ترمذي، كتاب الطهارة، رقم:٢٢)

حکم: حسن لذاتہٖ سے اوپر اور صحیح لذاتہٖ سے کمتر شمار ہوتی ہے؛ لہٰذا شرعاً حجت ودلیل اور لائقِ عمل ہے۔

حسن لغیرہ: وہ حدیث ہے جس کا ضعف تعدّدِ سند کی وجہ سے

---

① یہ حدیث حسن لذاتہٖ ہے؛ اس لیے کہ اس کے جملہ رواۃ ثقہ ہیں؛ مگر جعفر بن سلیمان خفیف الضبط ہے اور صحت کے بقیہ شرائط بھی موجود ہیں۔ (تهذيب التهذيب: ٦٣)

② اس حدیث کی سند میں محمد بن عمرو صدق وعدالت میں معروف ہے؛ مگر ان کا ضبط تام نہیں ہے؛ لیکن متعدد طرق سے مروی ہے اس لیے صحیح لغیرہ ہوجائے گی۔ (مقدمة ابن الصلاح: ٣٢)

ختم ہوگیا ہو، جیسے: شعبة عن عاصم بن عبيد الله عن عبد الله بن عامر بن ربيعة عن أبيه: أن امرأة من بني فَزَارة تزوجَتْ على نعلين، فقال رسول الله ﷺ: أرضيتِ من نفسكِ وما لكِ بنعلين؟ قالت: نعم! قال: فأجازه. قال الترمذي: وفي الباب عن عمر وأبي هريرة وعائشة وأبي حَدْرَد.[1] (ترمذی، باب ماجاء في مهور النساء، برقم: ۱۱۱۳)

۵ حدیثِ ضعیف وہ ہے جس میں صحیح وحسن کی تمام شرائط یا بعض نہ پائی جائیں، جیسے: "من أتى حائضا أو امرأة في دُبُرها أو كاهنا فقد كفر بما أُنزل على محمد".[2] (ترمذی، باب ما جاء في كراهية إقبال الحائض، برقم: ۱۳۵)

حکم: حسن لذاتہ سے کمتر اور حدیث ضعیف سے برتر ہے؛ اسی بناء پر لائقِ استدلال وحجت ہے؛ البتہ بوقتِ تعارض حسن لذاتہ راجح ہوگی[3]۔

---

[1] اس حدیث میں عاصم سوءِ حفظ کی وجہ سے ضعیف ہے؛ مگر امام ترمذی نے اس کو متعدد طرق سے مروی ہونے کی وجہ سے حسن کہا؛ لہٰذا یہ حدیث حسن لغیرہ ہوگی۔ (تيسير مصطلح الحديث: ۵۳)

[2] اس روایت میں حکیم الاثرم نامی راوی ضعیف ہے۔ حافظ ابن حجرؒ ان کے بارے میں فرماتے ہیں: "فيه لين". (تقريب)

[3] امام ترمذی اور ان کی حسنیت: کوئی راوی متہم بالکذب نہ ہو، روایت شاذ نہ ہو اور دیگر طرق سے حدیث کا یہ مضمون منقول ہو (اگرچہ صحابی یا تابعی کا غیر مرفوع قول ہی کیوں نہ ہو)؛ لہٰذا امام کی صفتِ حسن درجۂ ذیل احادیث کو شامل ہوگی:

(۱) ثقہ کی حدیث جس میں معمولی کلام ہو۔ (صحیح لذاتہ: ۳)، (۲) صدوق غیر ضابط کی حدیث۔ (حسن لذاتہ: ۱، طرقِ متعددہ سے صحیح لغیرہ)، (۳) ایسے ضعیف کی حدیث جو متہم بالکذب کی حد کو نہ پہنچا ہو۔ (حسن لغیرہ: ۲)، (۴) خراب حافظے والا ہو اور غلطی وخطا سے متصف ہو۔ (حسن لذاتہ: ۱)، (۵) مستور جس کے متعلق جرح وتعدیل منقول نہ ہو۔ (متوقف فیہ، متابعات وشواہد ملنے ←

حکمِ روایت: حدیث کے ضعف کو بیان کیے بغیر اس کی روایت اور اس کی اسانید کے حق میں تساہل دو شرطوں کے ساتھ جائز ہے: ① عقائد، مثلاً صفاتِ باری تعالیٰ سے اس کا تعلق نہ ہو، ② حلال وحرام سے متعلق نہ ہو؛ بلکہ مواعظ وقصص وغیرہ سے متعلق ہو۔

حکمِ عمل: جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ تین شرطوں کے ساتھ فضائلِ اعمال کے باب میں یہ حدیث بھی معمول بہ ہوگی، ① ضعف شدید نہ ہو، ② وہ حدیث کسی اصلِ معمول بہ کے تحت آتی ہو، ③ اس حدیث پر عمل کرتے وقت اس کے ثبوت کا اعتقاد نہ رکھے؛ بلکہ احتیاط کا ہی اعتقاد رکھے[1]۔

⮌ پر حسن لغیرہ۱)، (۶) جرح وتعدیل میں اختلاف سے کوئی پہلو راجح نہ ہو۔ (متوقف فیہ، متابعات وشواہد ملنے پر حسن لغیرہ۱)، (۷) مدلس کی روایت جو عنعنہ کے ساتھ ہو، (۸) وہ حدیث جس کی سند میں کہیں انقطاع ہو۔ (مرسل، معلق، معضل)، (۹) سند میں وصل وارسال، رفع ووقف یا ابدال راو یا آخر کا اختلاف ہو۔

① ہر حدیث ضعیف کا ضعف تعددِ طرق کی وجہ سے ختم نہیں ہوتا ہے؛ بلکہ بعض ضعف ختم ہوتا ہے اور بعض نہیں ہوتا ہے، جو ضعف ختم ہوتا ہے اس کی تفصیل یہ ہے: راوی کا سیٔ الحفظ ہونا، ارسال کا ہونا، راوی کا مختلط ہونا، مستور الحال ہونا، سند میں انقطاع ہونا، (ان صورتوں کے پائے جانے پر ان کے متابع پائے جانے کی وجہ سے حدیث ضعیف حسن لغیرہ بن جاتی ہے)؛ اور جو ضعف ختم نہیں ہوتا ہے، جیسے: راوی کا متہم بالکذب ہونا، فاسق ہونا، حدیث کا شاذ ہونا وغیرہ۔ (نزہۃ النظر: ۵۲)

متابع وشاہد

[۶] متابعت: فردِ نسبی کے راوی کی روایت کے موافق روایت کرنے کو "متابعت" کہتے ہیں۔

متابعت کی دو قسمیں ہیں: (۱) متابعتِ تامہ، (۲) متابعتِ قاصرہ۔

متابعتِ تامہ: یہ ہے کہ فردِ نسبی کا راوی اپنے جس شیخ سے روایت کررہا ہو اسی شیخ سے دوسرا شخص اس کے موافق روایت کرے، جیسے:

الشافعي عن مالك عن عبد الله بن دينار عن ابن عمر رضی اللہ عنہ أن رسول الله ﷺ قال: "الشهر تسع وعشرون؛ فلاتصوموا حتى تروه الهلال ولا تُفْطِروا حتى تروه فإن غُمَّ عليكم فأكمِلوا العدّة ثلٰثين".

(رواه الشافعي في الأم: ۲-۹٤)

حدثنا عبد الله بن مسلمة حدثنا مالك عن عبدالله بن دينار عن عبدالله بن عمر أن رسول الله ﷺ قال: "الشهر تسع وعشرون ليلة؛ فلاتصوموا حتى تروه الهلال ولا تفطروا حتى تروه؛ فإن غم عليكم فأكملوا العدة ثلٰثين".

(بخاری، باب قول النبي ﷺ: إذا رأيتم الهلال فصوموا، برقم: ۱۹۰۷)

متابعتِ قاصرہ: یہ ہے کہ راوی فردِ نسبی کے راوی کے شیخ سے روایت کرنے میں شریک نہ ہو؛ بلکہ شیخ الشیخ یا ان کے اوپر کے شیخ کے ساتھ روایت میں شریک ہو، جیسے: ما رواه ابن خُزَيْمة حدثنا عاصم بن محمد

عن محمد بن زيد عن عبدالله بن عمر رضـ "فأكملوا العِدَّة". ①

(صحيح ابن خزيمة: ۱۹۰۹)

متابعت کا فائدہ: متابعت سے تقویت وتائید کا فائدہ حاصل ہوتا ہے؛ اور متابع کے لیے اصل کے ہم رُتبہ ہونا ضروری نہیں ہے؛ بلکہ اصل سے کم درجہ کی حدیث بھی متابعت کی صلاحیت رکھتی ہے۔

متابعت کی شرط: یہ ہے کہ متابِع اور مُتابَع (اصل) دونوں حدیثوں کا ایک صحابی سے مروی ہونا ضروری ہے②۔

[۷] **شاهد:** وہ متنِ حدیث ہے جو فردِ نسبی کے لفظ اور معنی دونوں میں یا صرف معنی میں موافق ہو، اور دونوں کا صحابی علاحدہ ہو، جیسے:

شاهد فی اللفظ: أخبرنا محمد بن عبدالله بن يزيد حدثنا سفيان عن عمرو بن دينار عن محمد بن حنين عن ابن عباس رضـ

① متابعتِ تامہ میں امام شافعی کا متابع عبداللہ بن مسلمہ قعنبی ہے؛ کیوں کہ انھوں نے امام مالک سے اسی سند کے ساتھ بعینہ امام شافعی کی طرح "فأكملوا العدة" کے لفظ سے روایت کیا ہے۔ اور متابعتِ قاصرہ میں محمد بن زید عبداللہ بن عمر سے اسی طرح روایت کر رہے ہیں جس طرح امام شافعی والی حدیث میں عبداللہ بن دینار حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کرتے تھے اور عبداللہ بن دینار امام شافعی کے استاذ الاستاذ ہے؛ لہٰذا محمد بن زید کی موافقت امام شافعی کے لیے متابعتِ قاصرہ ہوگی۔

(تيسير مصطلح الحديث: ۱۴۳)

② اگر متابع حدیث اصل حدیث سے لفظ ومعنی میں موافق ہو تو اس کو "مثله" سے تعبیر کیا جاتا ہے؛ اور اگر صرف معنی میں موافق ہو لفظ میں موافق نہ ہو تو اس کو "نحوه" سے تعبیر کرتے ہیں۔

(مقدمہ شیخ عبدالحق: ۵۸)

قال: عجِبتُ ممن يَتقدّم الشهر، وقد قال رسول الله ﷺ: إذا رأيتم الهلال فصُوْمُوْا، وإذا رأيتموه فأفطِرُوه؛ فإن غُمَّ عليكم فأكملوا العَدّة ثلٰثين. (نسائی کبریٰ، برقم: ۲۴۳۵)

شاهد في المعنىٰ: حدثنا محمد بن زياد عن أبي هريرة عن النبي ﷺ فإن غُمّ عليكم فأكملوا عِدّة شعبان ثلٰثين.

(بخاری، باب قول النبي ﷺ إذا رأيتم الهلال فصوموا، برقم: ۱۹۰۹)

مذکورہ بالا روایت کے بالمقابل راوی نے ان روایت کو دوسرے صحابی حضرت ابن عباس وحضرت ابو ہریرہؓ سے نقل کیا ہے، اس بناء پر اس کو ''شاہد'' کہیں گے۔

ملحوظہ: متابع اور شاہد کا یہ فرق اصطلاحی ہے؛ ورنہ متابع پر شاہد کا اور شاہد پر متابع کا اطلاق بہ کثرت ہوتا ہے؛ اور مقصود دونوں سے تایید وتقویت ہے۔

اعتبار: جس حدیث کے بارے میں فرد ہونے کا گمان ہو اس کے متابعات اور شواہد کو جاننے کے لیے اس حدیث کی سندوں کو تلاش کرنے کا نام ''اعتبار'' ہے۔

آحاد کی تقسیم ثانی

باعتبار زیادت از رواۃ

سوالات

متعلق بہ زیادتی از رواۃ حسان وصحاح

① کیا اس حدیث صحیح یا حسن میں زیادتی ہے؟ اگر ہے تو اس کی پانچ اقسام میں سے کون سی قسم ہے؟۔

تقسیم حدیث

بہ اعتبار زیادتی از رُواتِ حسان وصحاح

[۱] حدیث صحیح وحسن کے باعتبار زیادتی کے پانچ قسمیں ہیں: (۱) مقبول، (۲) محفوظ، (۳) شاذ، (۴) معروف، (۵) منکر۔

حدیث مقبول: ثقہ راوی کی وہ زیادتی ہے جو اوثق کے خلاف نہ ہو؛ ثقہ کے اس زائد مضمون کو یا تو مستقل حدیث قرار دیں گے یا حدیث کا باقی ماندہ حصہ کہیں گے، جیسے: سعيد بن عبد الرحمٰن الجُمَحي عن عبيد الله بن عمر عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہ أن رسول الله ﷺ فَرَض زكوٰة الفطر صاعًا من تمر أو صاعا من شعير أو صاعا من قُمْح۔[۱]

(مستدرك للحاكم، ج:۱-۴۱۰)

حکم: ثقہ راوی کی وہ زیادتی جو اوثق کے خلاف نہ ہو اس کو قبول کیا جائے گا۔

محفوظ: وہ حدیث مقبول ہے جس کو اوثق نے ثقہ کے خلاف روایت کیا ہو اور تطبیق دینا دشوار ہو، جیسے: حدثنا بشر بن معاذ حدثنا عبد الواحد بن زياد عن الأعمش عن أبي صالح عن أبي هريرة مرفوعًا "إذا صلّى

---

(۱) اس حدیث کے اندر "أو صاعا من قمح" کی زیادتی صرف سعید بن عبد الرحمن جمحی نے کی ہے، اکثر رواۃ نے وہ زیادتی نقل نہیں کی ہے، اور زیادتی سے بقیہ ٹکڑے کا کوئی تعارض نہیں؛ اس لیے اس کو قبول کیا جائے گا۔ (تحفة القمر: ۱۴۸)

أحدكم الفجر فليضطجع عن يمينه". ①

(ترمذی، باب ماجاء في الاضطجاع بعد ركعتي الفجر، برقم: ٤٢٠)

حکم: مقبول اور درجۂ قبولیت میں رواۃ کے احوال کے مطابق ہوگی۔

شاذ: وہ حدیث مقبول ہے جس کو ثقہ نے اوثق کے خلاف نقل کیا ہو، اور تطبیق دشوار ہو، جیسے: شاذ فی المتن: حدثنا بِشْر بن معاذ حدثنا عبد الواحد بن زياد عن الأعمش عن أبي صالح عن أبي هريرة مرفوعًا "إذا صلى أحدكم الفجر فَلْيَضْطَجِعْ عن يمينه".

(ترمذی، باب ماجاء في الاضطجاع بعد ركعتي الفجر، برقم: ٤٢٠)

شاذ فی السند: حدثنا سفيان بن عيينة عن عمرو بن دينار عن عوسجة عن ابن عباس رضی اللہ عنہ أن رجلا تُوُفِّي علىٰ عهد رسول الله ﷺ لم يَدَعْ وارثًا إلا مولىٰ هو أعْتَقَه. ② (ترمذی، كتاب الفرائض، برقم: ٢١٠٦)

حکم: مردود ہے۔

---

① امام بیہقی فرماتے ہیں کہ: اس میں عبدالواحد نے ایک جمِ غفیر کی روایت کے خلاف اس حدیث کو آپ کے قول میں سے ہونا نقل کیا ہے؛ جب کہ دیگر تمام لوگوں نے اس کو آپ کے فعل میں سے ہونا نقل کیا ہے؛ لہٰذا عبدالواحد کی روایت "شاذ" اور دوسروں کی "محفوظ" ہے۔

(تدريب الراوي ١-١٩٦، علوم الحديث: ١٩٠)

② ابن عیینہ کی طرح ابن جریج وغیرہ نے بھی اسے موصولاً روایت کیا ہے؛ لیکن حماد بن زید سے اسے مرسلاً روایت کیا ہے، اور حماد بن زید معتمد عادل وضابط راوی ہے؛ لیکن چوں کہ اُن کے مقابلہ میں متعدد ثقہ رواۃ نے حضرت ابنِ عباس کا ذکر کیا ہے؛ اس لیے ابو حاتم نے ابن عیینہ کی روایت کو ترجیح دی ہے، ابن عیینہ کی روایت محفوظ اور حماد کی شاذ ہے۔ (علوم الحديث: ١٨٩، تدريب الراوي: -١٩٦١)

معروف: وہ حدیث مقبول ہے جس کو ثقہ نے ضعیف کے خلاف روایت کیا ہو، جیسے: خُبیب بن حَبیب عن أبي اسحاق السَّبِيْعي عن العَيْزار بن حُرَيث عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال: ”من أقام الصلوٰة وآتى الزكوٰة وحَجَّ البيت وصام وقَرَى الضيف دخل الجنة“. (درِ منثور: ۲۹۷۱)

حکم: مقبول ہے۔

منکر: وہ حدیث مردود ہے جس کو ضعیف نے ثقہ کے خلاف روایت کیا ہو، جیسے: مثال گذر چکی۔

حکم: مردود ہے۔

① ابو حاتم کا قول ہے کہ یہ حدیث منکر ہے؛ اس لیے کہ معتمد رواۃ نے اس کو ابو اسحاق سے موقوفاً روایت کیا ہے یعنی: ابن عباس ہی سے نقل کیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں، مذکورہ روایت منکر ہے اور دوسری ثقات کی نقل کردہ معروف ہے۔ (نزھۃ النظر: ۱۱۲، علوم الحدیث: ۱۹۲)

آحاد کی تقسیم ثالث
باعتبار تعارض

سوالات

حدیث مقبول بہ اعتبار تعارض

① اگر یہ حدیث حدیث مقبول ہے تو کیا یہ معمول بہ ہوگی یا نہیں؟ اور اس کی سات قسموں میں سے کون سی قسم ہے؟

تقسیم حدیث مقبول بہ اعتبار تعارض

[۱] معمول بہ اور غیر معمول بہ کے اعتبار سے حدیثِ مقبول کی سات قسمیں ہیں: ① محکم، ② مختلف الحدیث، ③ ناسخ، ④ منسوخ، ⑤ راجح، ⑥ مرجوح، ⑦ متوقف فیہ۔

① **محکم:** وہ حدیث ہے جس کے مقابلہ میں کوئی دوسری حدیث نہ ہو، جیسے: عن ابن عمر رضی اللہ عنہ مرفوعًا قال: لا يقبل الله صلوٰة بغير طُهُور ولا صدقةً من غُلُول.[۱] (مسلم، کتاب الطهارة، برقم: ٢٢٤)

حکم: واجب العمل ہے۔

② **مختلف الحدیث:** وہ حدیث ہے جن کا مدلول بظاہر متعارض ہو اور ان میں تطبیق ممکن ہو، جیسے: عن أبي هريرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله ﷺ: لا عَدوٰى ولا طِيَرة. (مسلم، کتاب السلام، برقم: ٢٢٢٠)؛ "فِرَّ من المجذوم فِرارك من الأسد".[۲] (بخاری، باب الجذام، برقم: ٥٧٠٧).

---

① یہ بھی حقیقت پر مبنی ہے کہ ذخیرۂ احادیث میں زیادہ تر روایات وہ ہیں جو محکم ہیں، اس کے مقابلہ میں مختلف روایات بہت کم ہیں، جیسا کہ دکتور محمود الطحان لکھتے ہیں: "وأكثر الأحاديث من هٰذا النوع، وأما الأحاديث المتعارضة المختلفة، فهي قليلة بالنسبة لمجموع الأحاديث". (تیسیر مصطلح الحدیث: ٥٦)

② بظاہر ان دونوں حدیثوں میں تعارض ہے؛ مگر ان میں جمع و تطبیق ممکن ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ پہلی حدیث "لا عدوٰى ولا طيرة" کا مطلب یہ ہے کہ کوئی مرض فطری طور پر متعدی نہیں ہوتا جب تک اللہ تعالیٰ نہ چاہے، ہاں اگر اللہ تعالیٰ کا مریض اور صحت مند شخص کے ←

حکم: واجب العمل ہے۔

③ **ناسخ:** وہ حدیث مقبول ہے جو کسی پچھلے حکمِ شرعی کے رفع پر دلالت کرے، جیسے: عن جابر رضی اللہ عنہ قال: كان آخر الأمرين من رسول الله ﷺ ترْك الوضوء مما مسّت النار. (أبو داؤد، كتاب الطهارة، برقم: ۱۹۲)

حکم: واجب العمل ہے۔

④ **منسوخ:** وہ حدیث مقبول ہے جس کا حکم بعد میں آنے والی دلیلِ شرعی کے ذریعہ اٹھالیا گیا ہو، جیسے: عن أبي أيوب الأنصاري رضی اللہ عنہ أن النبي ﷺ قال: توضّؤوا مما غيّرت النار. (نسائي، كتاب الطهارة، برقم: ۱۷٦)

حکم: مردود وغیر معمول بہ ہے①۔

اختلاط سے متعدی ہونے کا ارادہ ہوتا ہے تب وہ مرض متعدی ہوتا ہے، چناں چہ حافظ ابن حجرؒ نے اس کی توجیہ یہ بیان کی کہ: ''چھوت چھات کی نفی حق ہے''، رہا مجذوم سے بھاگنے کا حکم تو بطورِ سدِ ذرائع ہے کہ ایک آدمی کسی مجذوم سے گھولے ملے، اور اتفاق سے از روئے تقدیر اس کو یہی مرض ہوجائے تو اس بد اعتقادی میں مبتلا ہوجائے کہ یہ مرض چھوت کی وجہ سے ہوگیا، پھر اسے حق سمجھنے لگے، ایسے لوگوں کی بد اعتقادی اور گناہ سے بچانے کے لیے یہ حکم دیا گیا ہے۔ (شرح نخبۃ الفکر: ٤٦)

① ذرائعِ علمِ نسخ:

۱۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصریح، جیسے: كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها. (مسلم شریف: ۹۷٦)

۲۔ صحابی کا بیان، جیسے: عن جابر رضی اللہ عنہ كان آخر الأمرين من رسول الله ترك الوضوء مما مست النار. (أبو داؤد، برقم: ۱۹۲)

۳۔ تاریخ ووقت کا علم، جیسے: حدیثِ شداد بن اوس: "أفطر الحاجم والمحجوم". (ترمذي: ۷۷٤)؛ اور حضرت ابن عباس کی حدیث: "احتجم النبي ﷺ وهو محرم صائم". (بخاري:

⑤ **راجح:** وہ حدیث مقبول ہے جس کے معارض دوسری حدیثِ مقبول ہو اور ان میں تطبیق ونسخ ممکن نہ ہو؛ مگر اس کے ساتھ کوئی وجہ ترجیح لگی ہوئی ہو، جس کی وجہ سے وہ فائق ہو جائے، جیسے: عن أبي سعيد الخدري رضی اللہ عنہ عن النبي ﷺ قال: الأرض كلها مسجد إلا المَقْبرة والحمّام.[1]

(ترمذی، أبواب الصلوٰۃ، رقم:۳۱۷)

حکم: واجب العمل ہے۔

⑥ **مرجوح:** وہ حدیثِ مقبول ہے جس کے معارض دوسری حدیثِ مقبول ہو اور ان میں تطبیق ونسخ ممکن نہ ہو؛ اور اس کے ساتھ کوئی وجہ ترجیح بھی لگی ہوئی نہ ہو، جیسے: مثال اوپر گذر چکی ہے[2]۔

برقم: ۱۹۳۸)، پہلی حدیث فتحِ مکہ کے وقت ارشاد فرمائی، جب کہ دوسری حدیث حجۃ الوداع کے موقع کی ہے، لہٰذا یہ ناسخ ہوگئی، اجماع کی دلالت، جیسے: من شرب الخمر فاجلدوهم؛ فإن عاد في الرابعة فاقتلوه. لیکن چوتھی دفعہ پینے پر عدمِ قتل پر صحابہ کا اجماع ہے۔ (أبو داؤد: ٤٤٨٤). (الباعث الحثيث: ١٥٥)

① اس حدیث کو حماد بن سلمہ نے "عن عمرو بن يحيیٰ عن أبيه عن أبي سعيد عن النبي ﷺ" کی سند سے روایت کیا ہے، اور سفیانِ ثوری نے "عن عمرو عن أبيه عن ا لنبي ﷺ" روایت کیا ہے، جب کہ حماد کی روایت میں ابو سعید زائد ہے؛ لیکن چوں کہ ثوری حماد سے اوثق ہے اس لیے ثوری کی روایت راجح ہے اور حماد کی روایت مرجوح ہے۔

② متعارض احادیث کے درمیان علماء نے ترجیح کی بہت سی صورتیں لکھی ہیں، ذیل میں چند اہم صورتیں درج کی جاتی ہیں جو بنیادی طور پر دو باتوں پر مشتمل ہے: ایک باعتبارِ متن، دوسری باعتبارِ سند:

باعتبارِ متن ترجیح: (۱) حرمت، اباحت پر؛ (۲) قول اگر عام ہے تو قولی روایت، فعلی روایت پر؛ (۳) مفہومِ شرعی، مفہومِ لغوی پر؛ (۴) اگر کسی روایت میں علت مذکور ہو اور دوسری روایت میں علت مذکور نہ ہو تو علت پر مشتمل روایت راجح ہوگی، (۵) نفی اگر مستقل بنیاد پر نہ ہو؛ بلکہ اصل حال وحکم کی رعایت میں ہو تو اثبات، نفی پر؛ (۶) قوی دلیل، کمزور پر؛ (۷) شارع کا بیان وتفسیر، غیر کے بیان وتشریح

حکم: مضطرب ضعیف درجہ کی ہوگی۔

⑦ **متوقف فیہ:** وہ حدیث مقبول ہے جس کے معارض دوسری حدیثِ مقبول ہو اور ان میں تطبیق، نسخ اور ترجیح ممکن نہ ہو[1]۔

← پر باعتبارِ سند: (۱) قوی سند، کمزور پر: (۲) سندِ عالی، سندِ نازل پر: (۳) متعدد سندوں سے مروی روایت راجح ہوگی اس پر جو ایک سند سے ہو، (۴) متفق علیہ سند پر مشتمل مختلف فیہ پر: (۵) اکابرِ صحابہ سے منقول روایت اصاغر صحابہ کی روایت پر راجح ہوگی۔ (تدریب علوم الحدیث: ۱۱۵)

① ملحوظہ: حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ: تلاشِ بسیار کے باوجود مجھے ایسی مثال نہیں ملی کہ کتاب و سنت میں آپس میں تعارض ہو اور ان میں تطبیق ممکن نہ ہو۔

(معاییر الحنفیة: ۸٤)

اَسبابِ رد
باعتبار سقط وطعن

سوالات

متعلق بہ اسباب رد

① اگر یہ حدیث مردود (نا قابل عمل) ہے تو حدیث کے نا قابل عمل ہونے کے اسباب کتنے ہیں؟ اور یہاں کونسا سبب ہے؟

② اگر اس حدیث میں سقط ہے تو سقطِ واضح ہے یا سقطِ خفی؟ اور اس کی کون سی قسم ہے؟

③ اگر کوئی راوی ساقط ہے تو بلحاظ سقط واضح حدیثِ مردود کی چار قسموں: ۱۔معلق، ۲۔مرسل، ۳۔معضل، ۴۔منقطع میں سے کون سی قسم ہے؟

④ اگر سقطِ خفی ہے تو اس کی دو قسموں ۱۔مدلّس، ۲۔مرسلِ خفی میں سے کون سی قسم ہے؟

⑤ تدلیس کی کتنی قسمیں ہیں؟ اور اس کی قسموں میں سے کون سی قسم ہے؟

⑥ اگر اس حدیث میں تدلیس ہوئی ہے تو اس تدلیس کا کیا حکم ہے؟

سقط وطعن

[۱] حدیث کے ناقابلِ عمل ہونے کے بنیادی دو سبب ہیں: ① سقط، ② طعن۔

سقط: اسناد میں کسی راوی کے چھوٹ جانے کا نام ''سقط'' ہے، جیسے: قال جابر بن عبداللّٰه: إذا ضحك في الصلوٰة أعاد الصلوٰة ولم يُعِدْ الوضوء. (بخاري، باب من لم يرى الوضوء، ص: ۳٤) اس روایت میں جابر بن عبد اللہ سے پہلے کی پوری سند نہیں ہے۔

طعن: راوی میں کوئی ایسی خرابی ہو جو قبولِ حدیث کے لیے مانع بنے، جیسے: إن اللّٰه إذا غَضِب انْتَفَخ على العرش حتى يَثْقُل علي حَمَلَتِه؛ اس میں ایوب بن عبدالسلام نامی راوی ہے وہ متہم بالکذب ہے۔

(منهج النقد، ص: ۳۰۳)

اقسامِ سَقْط

[۲] سقط کی دو قسمیں ہیں: ① سقط واضح، ② سقط خفی۔

سقطِ واضح: سلسلۂ سند سے کسی راوی کا ذکر اس طرح محذوف ہو کہ اس کا پتہ لگانا آسان ہو، جیسے: أخبرنا مالك عن زيد بن أسلم عن سعيد بن المسيب أن رسول الله ﷺ نهىٰ عن بيع اللحم بالحيوان. (موطا مالك: ۱۳۹۸) اس میں صحابی محذوف ہے۔

سقطِ واضح کی کل چار قسمیں ہیں: معلق، مرسل، معضل، منقطع ①۔

سقطِ خفی: سلسلۂ سند سے کسی راوی کا نام اس طرح محذوف ہو کہ بآسانی معلوم نہ ہوسکے؛ البتہ ماہرِ فن اس کو سمجھ سکتے ہوں، جیسے: حدثنا إبراهيم بن عبد الله الهروي حدثنا هشيم أخبرنا يونس بن عبيد عن نافع عن ابن عمرؓ قال قال رسول الله ﷺ: "مَطْلُ الغَنِي ظُلْمٌ".②

(ترمذي، كتاب البيوع، رقم: ١٣٠٩)

ملحوظہ: سقطِ خفی کی دو قسمیں ہیں: مدلَّس، مرسلِ خفی؛ تفصیل آگے ہے۔

اقسامِ سقطِ واضح

[٣] سقطِ واضح کی چار قسمیں ہیں: ① معلق، ② مرسل، ③ معضل، ④ منقطع۔

مُعَلَّق: وہ حدیث ہے جس کی سند کے شروع (مصنف کی طرف)

---

① سقوطِ جلی کو جاننے کے دو طریقے ہیں: (١) ایک یہ ہے کہ اگر راوی مروی عنہ کا ہم عصر زمانہ نہیں ہے تو معلوم ہو جائے گا کہ درمیان سے کوئی راوی ساقط ہے، (٢) اگر راوی مروی عنہ کا ہم عصر تو ہے؛ لیکن دونوں کا باہمی ملاقات نہ ہونا ثابت ہو، راوی کو شیخ سے اجازت و وجادت بھی نہ ہو تو معلوم ہو جائے گا کہ کوئی درمیان سے ساقط ہے، اور اگر اس کو مروی عنہ سے اجازت یا وجادت ہو تو اس وقت معنوی ملاقات ثابت ہوگی جس کی وجہ سے وہ روایت غیر متصل نہیں مانی جائے گی۔ (تيسير مصطلح الحديث: ٦٧-٦٨)

② یہ ظاہراً متصل السند ہے، یونس بن عبید، نافع کے معاصر ہے؛ لیکن ائمۂ نقد فرماتے ہیں کہ انھوں نے نافع سے نہیں سنا۔ (منهج النقد: ٣٨٧)

حاشیہ: سقوطِ خفی کے جاننے کے دو طریقے ہیں: (١) راوی خود وضاحت کر دے کہ میری مروی عنہ سے ملاقات نہیں ہوئی ہے، (٢) کوئی واقف کار امام یقین کے ساتھ کہہ دے کہ فلاں کی اس سے ملاقات نہیں ہوئی ہے۔ (تيسير مصطلح الحديث: ٦٨)

سے ایک یا چند یا سبھی راوی مسلسل محذوف ہوں، جیسے: قال أبو موسیٰ غَطّی النبي ﷺ رُکبَتَیه حین دخل عثمان. (بخاري، کتاب الصلوٰۃ، برقم: ۳۷۰)

حکم: اس قسم کی احادیث نا قابلِ قبول ہوگی؛ اس لیے کہ اس میں شرطِ قبولیت اتصالِ سند نہیں پائی جارہی ہے، مگر صحیحین یا اس طرح کی دوسری کتابیں جن میں صحیح احادیث ہی کے بیان کرنے کا التزام کیا گیا ہے اُن کا حکم کچھ اِس سے مختلف ہے[۱]۔

مُرسَل: وہ حدیث ہے جس کی سند کے آخر سے تابعی کے بعد راوی محذوف ہو، خواہ تابعی بڑے رتبہ کا ہو یا چھوٹے درجہ کا ہو، جیسے: عن سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ ﷺ نهیٰ عن المُزَابنة. اس سند میں تابعی سعید بن المسیب نے اپنے بعد کے راوی کو حذف کردیا۔(مسلم، کتاب البیوع، رقم: ۱۵۳۶)

حکم: اکثر محدثین ضعیف قرار دیتے ہیں؛ لیکن امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے نزدیک اگر ارسال کرنے والا تابعی خود ثقہ ہو اور ثقہ ہی سے روایت کرنے کا التزام کرتا ہو تو اس کی مرسل معتبر ہوگی، یہی رائے امام احمد کی بھی ہے۔

امام شافعیؒ کے نزدیک چند شرطوں کے ساتھ مقبول ہے:

---

① جو محدثین ہمیشہ صحیح احادیث بیان کرنے کا التزام کرتے ہیں اگر یہ حضرات جزم اور یقین کے صیغے "ذَکَرَ یا قَالَ" وغیرہ سے حدیث بیان کرے تو یہ قطعی طور پر صحیح ہوگی؛ مگر جب صیغۂ تمریض "قِیلَ، ذُکِرَ" کے ساتھ بیان کرے تو قابلِ قبول نہیں ہوگی؛ بلکہ اُن کی تحقیق ضروری ہے، اور جو محدثین صحیح اور غیر صحیح ہر طرح کی روایت بیان کرتے ہیں اُن کی تعلیقات مقبول نہیں ہے۔ (منهج النقد: ۳۷۵)

① کسی دوسرے طریق وسند سے متصلاً مروی ہو۔ ② یا مرسلاً مروی ہو؛ مگر ارسال کرنے والا اور اس کے اساتذہ وروات سند پہلی مرسل کے روات سے الگ ہو۔ ③ کسی صحابی کے قول کے موافق ہو۔ ④ یا اکثر اہلِ علم کے مضمون کے مطابق ہو۔ ⑤ یا عادل ہی ارسال کرے۔

مرسلِ صحابی: مرسلِ صحابی وہ حدیث ہے جس کو ایک صحابی نے دوسرے صحابی سے اخذ کیا ہو؛ لیکن بیانِ روایت میں ان کا نام ذکر نہ کیا ہو، جیسے: عن عائشة رضي الله عنها أول ما بُدِءَ به رسول الله ﷺ من الوحي الرؤيا الصالحة.[1] (بخاری)

حکم: اس جمہور کا اتفاق ہے کہ مرسلِ صحابی معتبر اور لائقِ اعتبار ہے۔

مُعْضَل: وہ حدیث ہے جس کی سند سے دو یا دو سے زائد راوی مسلسل محذوف ہوں، جیسے: عن مالك أنه بلغه أن أبا هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: للمَمْلوك طعامُه وكسوتُه بالمعروف ولا يُكلَّف من العمل إلا ما يُطِيق.[2] (موطا مالك، برقم: ١٨٨٧)

حکم: ضعیف شمار ہوتی ہے۔

مُنْقَطِع: وہ حدیث ہے جس میں درمیان سند سے ایک راوی یا ایک

---

① یہ حدیث مرسل اس طرح ہے کہ جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا آغاز ہوا حضرت عائشہؓ پیدا بھی نہیں ہوئی تھیں۔ (فتح المغیث: ۸۵، آسان اصولِ حدیث: ۳۰)

② اس میں حضرت ابوھریرہؓ اور امام مالک کے درمیان پے در پے دو راوی محمد بن عجلان اور ان کے والد مذکور نہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ امام مالکؒ نے دوسری جگہ اس طرح روایت کیا ہے: مالك عن محمد بن عجلان عن أبيه عن أبي هريرة رضي الله عنه. (تدریب الراوی: ١-٢١٢)

سے زائد راوی محذوف ہوں؛ البتہ مسلسل محذوف نہ ہوں؛ بلکہ الگ الگ جگہ سے محذوف ہوں، جیسے: حدثنا عبد الرزاق عن سفیان الثوري عن أبي اسحاق عن زید بن یُشَیِّع عن حذیفة عن النبي ﷺ قال: إن ولَّیْتُموها أبابکر فقوي أمین.[1] (معرفة علوم الحدیث: ٣٦)

حکم: راوی غیر مذکور کا حال معلوم نہ ہونے کی وجہ سے بالاتفاق ضعیف ہے۔

اقسامِ سقطِ خفی

[٤] سقطِ خفی کی دو قسمیں ہیں: ① مدلّس، ② مرسل خفی۔

مُدَلَّس: وہ حدیث ہے جس میں راوی اپنے استاذ کو حذف کر کے مافوق سے اس طرح روایت کرے کہ استاذ کا محذوف ہونا معلوم نہ ہو؛ بلکہ یہ محسوس ہو کہ مافوق ہی سے سنا ہے، جیسے: حدثنا قتیبة بن سعید حدثنا عبد السلام بن حَرْب عن الأعمش عن أنس رضی اللہ عنہ قال: کان النبي ﷺ إذا أراد الحاجة لم یرفع ثوبه حتی یَدنُو من الأرض.[2]

(ترمذي، أبواب الطهارة، رقم: ١٤)

حکم: جمہور فقہائے کرام اور محدثینِ عظام کی رائے یہ ہے کہ: جس

① حدیث میں سفیان ثوری اور ابو اسحاق کے درمیان شریک نامی راوی ساقط ہے؛ اس لیے کہ ثوری نے براہِ راست ابو اسحاق سے حدیث کی تحصیل نہیں کی ہے۔ (تیسیر مصطلح الحدیث: ٧٨)

② اعمش تدلیس کے وصف کے ساتھ موصوف ہے، اعمش کا سماع حضرت انس سے نہیں ہے، اس روایت کو اعمش نے حضرت انس سے عنعنہ سے روایت کیا ہے۔ (تهذیب الکمال: ١٢- ٧٧)

راوی کے بارے میں یہ تحقیق ہو جائے کہ وہ صرف ثقہ سے تدلیس کرتا ہے تو اس کی روایت مقبول ہے، اور جو راوی ضعیف سے تدلیس کرتا ہے تو جب تک سمع کی تصریح نہ ہو اس کی روایت قابلِ قبول نہیں ہے۔

مُرسلِ خَفی: وہ روایت ہے جس میں راوی اپنے شیخ کو حذف کر کے ایسے ہم عصر شیخ سے روایت کرتا ہے جس سے ملاقات نہیں ہوئی۔ (اس کو خفی اس لیے کہتے ہیں کہ: کبھی یہ انقطاع ماہرین پر بھی مخفی رہ جاتا ہے)، جیسے:

عمر بن عبدالعزیز عن عقبة بن عامر رضی اللہ عنہ مرفوعًا: رحم الله حَارِسَ الحَرَس.[1] (ابن ماجه، باب فضل الحرس، برقم: ٢٧٦٩)

حکم: ضعیف ہے؛ اس لیے کہ اس میں اِنقطاع ہے[2]۔

[۵] تدلیس کی تین قسمیں ہیں: (۱) تدلیس الاسناد، (۲) تدلیس الشیوخ، (۳) تدلیس التسویۃ۔

تدلیس الاِسناد: وہ تدلیس ہے جس میں راوی اپنے اس استاذ ۔جس سے حدیث سنی ہے۔ کو حذف کر کے اس کی نسبت ایسے استاذ الاستاذ کی

---

(۱) حافظ مزی نے کہا کہ: عمر بن عبدالعزیز کی حضرت عقبہ بن عامر سے ملاقات نہیں ہے۔ (تدريب الراوي: ٢ /١٨٣، ١٨٤)

(۲) مدلس اور مرسل خفی میں فرق: یہ ہے کہ مدلس میں ایسے شخص کی طرف روایت منسوب کی جاتی ہے جس سے لقاء ثابت ہو؛ لیکن مطلق سماع یا اس حدیث کا سماع نہ ہو؛ اور مرسلِ خفی میں ایسے شخص کی روایت منسوب کی جاتی ہے جس سے صرف معاصرت ہوتی ہے؛ لیکن لقاء معروف نہیں ہوتا۔

(تيسير مصطلح الحديث: ٨٠)

طرف کردے جس سے معاصرت اور لقاء تو ہو، مگر مطلق سماع نہ ہو؛ یا سماع بھی ہو مگر اس حدیث کا نہ ہو، اور لفظ ایسا استعمال کرے جس میں سماع اور عدم سماع دونوں کا احتمال ہو، جیسے: حدثنا ابراهيم سعيد الجوهري حدثنا عبد الوهاب بن عطاء عن ثور بن يزيد عن مكحول عن كُريب عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله ﷺ للعباس: ”إذا كان غدا للاثنين فأتِني أنت وولدك حتى أدعُوَ لهم بدَعوة ينفعك الله بها وولدَك فغدا وغدونا معه إلخ.[1] (ترمذي: مناقب، رقم: ٣٧٦٢)

[٦] حکم: مکروہِ تحریمی ہے۔

تدلیس الشیوخ: وہ تدلیس ہے جس میں راوی اپنے استاذ کا ذکر غیر معروف نام، یا غیر معروف کنیت، یا غیر معروف نسبت، یا غیر معروف صفت سے کرے، جیسے: حدثنا أحمد بن صالح حدثنا عبد الرزاق أخبرنا ابن جريج أخبرني بعضُ بني أبي رافع مولىٰ النبي ﷺ عن عكرمة عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال: طلق عبد يزيد -أبو ركانة وإخوته- أمَّ ركانة إلخ.[2]

(أبو داؤد، كتاب الطلاق، رقم: ٢١٩٦)

---

① یہ روایت نہایت ضعیف ہے عبد الوھاب نے اس حدیث میں تدلیس کی ہے، اس نے یہ حدیث ثور سے نہیں سنی۔ تقریب التہذیب میں ہے: أنكروا عليه حديثا في العباس يقال: دلسه عن ثور. (تقريب التهذيب: ٣٦٨)

② ابن جریج تدلیس میں مشہور ہے، انھوں نے اپنے شیخ کا نام اس حدیث میں مبہم رکھا۔ حاکم کی روایت میں اس نام کی تصریح موجود ہے، وہ ہے محمد بن عبید اللہ بن أبی رافع، اور وہ أحد الضعفاء ہے۔ (مستدرک الحاکم: -۴۹۱۲)

۲ حکم: مکروہِ تنزیہی ہے اگر غرضِ فاسد نہ ہو۔

تدلیس التسویة: وہ تدلیس ہے جس میں راوی اپنے استاذ کو تو حذف نہ کرے؛ البتہ حدیث کو عمدہ بنانے کے لیے اَثنائے سند سے ضعیف رُوات کو حذف کر کے اس سے اوپر والے کی طرف ایسے لفظ سے نسبت کر دے جس سے سَماع کا وہم ہو، جیسے: ما رواه اسحاق بن راهوَيْه عن بقية بن الوليد حدثني أبو وهب الأسَدي عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہ لا تحمَدوا إسلام المرء حتى تعرف عُقْدَة رأيه[1].

۲ حکم: قطعی حرام ہے۔

---

① ابن ابی حاتم فرماتے ہیں: اصل روایت اس طرح ہے: عبيد الله بن عمر عن اسحاق ابن أبي فروة عن نافع عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم لا تحمدوا إسلام المرء. عبید اللہ بن عمر ان کی کنیت ابو وھب ہے اور وہ اسدی ہے، بقیہ نے کنیت بیان کر کے بنو اسد کی طرف منسوب کر دیا۔ (تیسیر: ۸۲)

اسباب طعن

سوالات

متعلق بہ اسبابِ طعن

① اگر حدیث کے نا قابل ہونے کے اسباب میں سے طعن ہے تو وہ سبب متعلق بالعدالت ہے یا متعلق بالضبط ہے؟

② اگر متعلق بالعدالت ہے تو اس کے پانچ اسباب میں سے کون سا سبب ہے؟

③ اگر متعلق بالضبط ہے تو اس کے پانچ اسباب میں سے کون سا سبب ہے؟

④ اگر اس حدیث میں مخالفتِ ثقات ہے تو مخالفتِ ثقات کی کون سی قسم ہے؟

⑤ اگر راویِ حدیث میں جہالت ہے تو جہالت کے کتنے اسباب ہیں اور یہ کون سا سبب ہے؟

⑥ اگر اس حدیث کا راوی بدعت کا مرتکب ہے تو بدعت کی دو قسموں میں سے کون سی قسم ہے؟ اور اس کا حکم کیا ہے؟

⑦ اگر کوئی راوی سییٔ الحفظ ہے تو اس کی دو قسموں میں سے کون سی قسم ہے اور اس کا حکم کیا ہے؟

اَسبابِ طعن

[۱] اسبابِ طعن دس ہیں: پانچ عدالت سے متعلق اور پانچ ضبط سے متعلق۔

عدالت سے متعلق پانچ اسباب یہ ہیں: (۱) کذب، (۲) تہمتِ کذب، (۳) فسق، (۴) جہالت، (۵) بدعت۔

ضبط سے متعلق پانچ اسباب یہ ہیں: (۱) فحشِ غلط، (۲) کثرتِ غفلت، (۳) وہم، (۴) مخالفتِ ثقات، (۵) سوءِ حفظ۔

اسبابِ طعن متعلق بالعدالت

[۲] عدالت سے متعلق پانچ اسباب ہیں: (۱) کذب، (۲) تہمتِ کذب، (۳) فسق، (۴) جہالت، (۵) بدعت۔

كذب في الحديث: یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بالقصد کوئی جھوٹی بات منسوب کرنا ایسی حدیث کا نام "موضوع" ہے، جیسے: **محمد بن** شجاع البلخي عن حسّان بن هلال عن حماد بن سلمة عن أبي المُهزِّم عن أبي هريرة رضی اللہ عنہ مرفوعًا إن الله خلق الفرس فأجراها فعَرَقَت فخلق نفسه منها(۱).

---

(۱) محمد بن شجاع راوی بددین تھا اور حدیث وضع کرتا تھا، ابوالمہزم کے متعلق امام شعبہ کا قول ہے کہ اگر اس کو ایک درہم دو گے تو پچاس حدیثیں گھڑ دے گا۔ (تدریب الراوی)

ملحوظہ: وضع کا علم تین طرح ہوتا ہے: (۱) خود واضعِ حدیث کا اقرار، (۲) راوی کی ←

حکم: قطعاً حرام ہے۔

تہمتِ کذب: یعنی جھوٹ کا الزام؛ اس طعن کا مطلب یہ ہے کہ: راوی کے متعلق یہ بات تو ثابت نہ ہو کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف قصداً کوئی جھوٹی بات منسوب کی ہے، مگر کچھ ایسے قرائن پائے جاتے ہوں جن سے کذب فی حدیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بدگمانی ہوتی ہو؛ ایسی حدیث کو "متروک" کہتے ہیں، جیسے: صدقة الدَّقِيْقي عن فَرْقَد بن يعقوب عن مُرّة بن شراحيل عن أبي بكر الصديق مرفوعًا: "لايدخل الجنة خَبٌّ ولا مَنّان ولا بخيل. ① (ترمذي، كتاب البر، برقم: ١٩٦٣)

حکم: ایسی حدیث قبول نہیں کی جائے گی؛ اِلا یہ کہ ایسا راوی اپنی اس حرکت سے توبہ کرے۔

فسق: یعنی بددین ہونا؛ یہ طعن اس راوی پر لگتا ہے، جو کسی قولی یا فعلی گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہے، جیسے: "رأيت ربي يوم عرفة بعرفات على جمل أحمر عليه إزارك"②.

⊃ حالت ایسی ہے جس سے معلوم ہو جائے کہ اس کی حدیث موضوع ہے، مثلاً وہ امراء اور بادشاہوں سے تقرب کا بہت زیادہ خواہاں ہو، وغیرہ، (۳) مروی کی حالت ایسی ہو جس سے معلوم ہو جائے کہ یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز نہیں فرما سکتے، مثلاً: وہ قرآنِ کریم کے معارض ہو، یا سنتِ متواترہ کے خلاف ہو، یا عقلِ صریح کے معارض ہو۔ (تدریب الراوی)

① اس میں فرقد اس قسم کا راوی ہے؛ اس لیے یہ روایت متروک ہے۔ (تدریب الراوی)

② اس کو ابوعلی الاھوازی نے روایت کیا ہے اور وہ احد الکذابین ہے۔ (منهج النقد: ٣٠٣)

حکم: مردود ہے۔

جھالت: یعنی راوی کا حال معلوم نہ ہونا کہ: وہ ثقہ ہے یا غیر ثقہ؛ تفصیل آگے آرہی ہے۔

بدعت: یعنی دینِ متین میں کوئی ایسی جدّت (ایجادِ بندہ) کرنا جس کی اصلیت قرآنِ کریم میں یا حدیث شریف میں یا قرونِ مشہود لہا بالخیر میں نہ پائی جاتی ہو؛ تفصیل آگے آرہی ہے۔

اسباب طعن متعلق بالضبط

[۳] ضبط سے متعلق پانچ اسباب یہ ہیں: ① فحشِ غلط، ② کثرتِ غفلت، ③ وہم، ④ مخالفتِ ثقات، ⑤ سوءِ حفظ۔

فحشِ غلط: یعنی اغلاط کی بہتات؛ یہ طعن اس راوی پر لگتا ہے جس کی ادائے حدیث میں غلط بیانی صحت بیانی سے زائد ہو، جیسے: أبو هشام الرافعي: محمد بن يزيد الكوفي حدثنا يحيى بن اليَمان حدثنا سفيان عن زيد العَمّي عن أبي إياس معاوية بن قُرة عن أنس بن مالك رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله ﷺ: "الدعاء لا يُرَدّ بين الأذان والإقامة قالوا: فماذا نقول يارسول الله؟ يارسول الله، قال: سلوا الله العافية في الدنيا والآخرة".[1]

(ترمذي، أبواب الدعوات، رقم: ۳۵۹٤)

---

① سفیان کے دیگر تلامذہ "سلوا الله العافية إلخ" کا تذکرہ نہیں کرتے، جب کہ یحی ←

حکم: مردود ہے۔

کثرتِ غفلت: یعنی بہت زیادہ غفلت؛ یہ طعن اس راوی پر لگتا ہے جو تحمل اور سماع حدیث میں اکثر غفلت برتتا ہو، جیسے: أخبرنا القاضي أبو العلیٰ محمد بن علي الواسطي قال أخبرنا أبومسلم عبد الرحمٰن بن محمد بن عبد الله بن مهْران قال أخبرنا عبد المؤمن بن خَلَف قال سمعت أبا علي صالح بن محمد يقول: محمد بن خالد بن عبدالله الطّحّان صدوق غير أنه مُغَفّل. (الكفاية:۱۹۷)

حکم: مردود ہے[1]۔

وَهَم: بھول کر غلطی کرنا، یعنی: سند میں یا متن میں تغیر کر دینا؛ ایسی حدیث کو "معلل" کہتے ہیں، اور "معلول" بھی کہتے ہیں، جیسے: وليد بن مسلم حدثنا الأوزاعي عن قتادة أنه كتب إليه يخبره عن أنس بن

⊃ بہت زیادہ غلطی کرتے تھے اور آخر حیات میں ان کا حافظہ بگڑ گیا تھا، یعقوب بن شیبہ فرماتے ہیں: "كان صدوقًا كثير الحديث، وإنما أنكر عليه أصحابنا كثر الغلط".

(تهذيب الكمال: ۳۲/ ۵۵-۶۲)

① فحشِ غلط، کثرتِ غفلت، سوءِ حفظ: محدث دہلوی نے ان تینوں اصطلاحات میں یکسانیت کے باوجود فرق اعتباری ثابت کیا ہے، اس طریقہ پر کہ فرطِ غفلت کا تعلق شیخ سے اخذِ حدیث وسمع سے ہے، اور کثرتِ غلط حدیث کے نقل وبیان سے متعلق ہے اور سوءِ حفظ ان دونوں سے عام ہے یعنی: غفلت یا قصورِ ضبط کی بناء پر سیئ الحفظ راوی سے جو غلطیاں وجود پذیر ہوتی ہے وہ الگ الگ تو اس کی اصابت اور صحتِ بیانی سے کم ہے، مگر دونوں قسم کی مجموعی غلطیاں اس کی اصابت سے زائد یا مساوی ہے۔

(مقدمۂ عبدالحق محدث دہلوی)

مالك قال: صليت خلف النبي ﷺ وأبي بكر وعثمان فكانوا يستفتحون بالحمد لله رب العٰلمين لايذكرون بسم الله الرحمٰن الرحيم في أول قراءة ولا في آخرها. (مسلم، كتاب الصلوٰة، برقم: ٣٩٩)؛ وعن عثمان بن سليمان عن أبيه أنه سمع النبي ﷺ يقرأ في المغرب بالطور". ① (معرفة علوم الحديث: ١١٥)

حکم: اگر تحقیق سے راوی کی غلطی کا ظنِ غالب ہوجائے تو حدیث کی عدمِ صحت کا حکم لگایا جاتا ہے، اور اگر ظنِ غالب نہ ہو؛ بلکہ تردد ہو تو توقف کیا جاتا ہے۔

مخالفتِ ثقات: یعنی ثقہ راوی کی روایت کے خلاف روایت کرنا؛ اس کی پانچ قسمیں ہیں، تفصیل آگے آرہی ہے۔

سوءِ حفظ: یعنی یادداشت کی خرابی؛ یہ طعن اس راوی پر لگتا ہے جس

---

① مثالِ اول علت فی المتن کی ہے، اور مثالِ ثانی علت فی السند کی ہے۔

حاشیہ: اکثر لوگ صرف "يستفتحون بالحمد لله رب العٰلمين" تک روایت کرتے ہیں؛ چناں چہ متفق علیہ روایت میں صرف وہی جملہ ہے، مگر ولید بن مسلم نے وہم کی وجہ سے "لايذكرون بسم الله" کا اضافہ کردیا؛ اس لیے یہ حدیث معلل ہے۔ (مقدمة فتح الملهم: ٥٤)

حاشیہ: امام حاکم نے فرمایا: یہ حدیث تین طرح سے معلول ہے: (۱) عثمان ابوسلیمان کے بیٹے ہیں، سلیمان کے نہیں، (۲) عثمان نے اس حدیث کو نافع بن جبیر بن مطعم عن أبیہ کی سند سے روایت کیا ہے، (۳) ابوسلیمان نے آپ کو نہ دیکھا اور نہ آپ سے سنا۔ (معرفۃ علوم الحدیث: ۱۱۵)

ملحوظہ: وہم کا علم کیسے ہو؟ وہم کو جاننے کا طریقہ یہ ہے کہ حدیث کی جملہ سندوں کو تلاش کرکے جمع کیا جاوے، پھر دیکھا جاوے کہ جس کی روایت تمام لوگوں کے خلاف ہو اس کی روایت میں وہم ہوگا۔ (تیسیر مصطلح الحدیث: ۱۰۱)

کی غلط بیانی حافظہ کی خرابی کی وجہ سے صحتِ بیانی سے زائد یا برابر ہو؛ تفصیل آگے آرہی ہے۔

اقسامِ مخالفتِ ثقات

۴ مخالفت ثقات کی چھ قسمیں ہیں: ① مدرج الاسناد ② مدرج المتن ③ مقلوب ④ مزید فی متصل الاسانید ⑤ مضطرب، مُصَحَّف ومُحَرَّف۔

مُدرَج الاسناد: وہ حدیث مردود ہے جو سیاقِ سند میں تغیر کی وجہ سے ثقات کے خلاف مروی ہو۔

مدرج الاسناد کی چار صورتیں ہیں:

مدرج الاسناد کی پہلی صورت: متعدد اساتذہ سے مختلف سندوں کے ساتھ ایک حدیث سنی؛ مگر بیان کے وقت ہر ایک استاذ کی سند علیحدہ بیان نہ کی؛ بلکہ سب کی سندوں کو ملا کر ایک سند کر دی، جیسے: عبد الرحمٰن بن مَهدی عن سفيان الثوري عن واصل الأحْدَب ومنصور والأعمش عن أبي وائل عن عمرو بن شُرَحبِيل قال: قلت: يارسول الله! أي الذنب أعظم؟ الحديث.[1] (ترمذی، تفسیر، برقم: ۳۱۸۲)

مدرج الاسناد کی دوسری صورت: (الف) وہ حدیث ہے جس کے متن کو

---

① واصل احدب کی روایت منصور اور اعمش کی روایت میں مدرج ہے؛ کیوں کہ واصل نے اپنی سند میں عمرو بن شرحبیل کا ذکر نہیں کیا ہے؛ بلکہ عن ابی وائل عن ابن مسعود کی سند ذکر کی ہے۔ مذکورہ سند منصور اور اعمش نے ذکر کی ہے۔ (الباعث الحثیث: ۷۲)

راوی نے اپنے شیخ سے ایک سند سے سنا ہو، اور اسی شیخ سے دوسرا متن دوسری سند سے سنا ہو؛ مگر راوی دونوں متنوں کو کسی ایک ہی سند سے روایت کردے؛ (باء) وہ حدیث ہے جس کے متن کو راوی نے اپنے شیخ سے کسی ایک سند سے سنا ہو، اور اس شیخ سے دوسرا متن دوسری سند سے سنا ہو، مگر ایک متن کو تو اسی سند سے بیان کردے اور دوسرے متن کا کوئی ٹکرا بھی اس متن میں اضافہ کر کے روایت کرے، جیسے: سعيد بن أبي مريم عن مالك عن الزهري عن أنس أن رسول الله ﷺ قال: "لا تباغضوا ولا تحاسدوا ولا تدابروا ولا تنافسوا"①.

مدرج الاسناد کی تیسری صورت: (الف) وہ حدیث جس کا کل متن شیخ کے پاس ایک سند سے ہو؛ مگر اس کا کوئی ٹکڑا دوسری سند سے ہو، اور شیخ کا شاگرد دونوں حصوں کو ایک ہی سند سے روایت کریں؛ (باء) وہ حدیث ہے جس کا پورا متن راوی اپنے شیخ سے بلاواسطہ سنے؛ مگر اس کا کوئی ٹکڑا شیخ کے دوسرے شاگرد سے سنے، مگر بوقتِ روایت پورے متن کو اپنے شیخ سے روایت کریں اور واسطہ حذف کردے، جیسے: عن عاصم بن كليب عن أبيه عن وائل بن حجر...... اس سند سے

---

① اس میں "لا تنافسوا" کے الفاظ مذکورہ سند سے منقول نہیں؛ بلکہ یہ الفاظ مؤطا کے ہی دوسری حدیث کے ہے، جسے امام مالک نے بایں سند روایت کیا ہے: عن أبي الزناد عن الأعرج عن أبي هريرة ؓ عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إياكم والظن؛ فإن الظن أكذب الحديث، ولا تجسسوا ولا تحسسوا ولا تنافسوا ولا تحاسدوا. (موطا مالك، برقم: ۱۷۳۰) دونوں حدیثیں متفق علیہ ہیں، امام مالک کی سند سے مروی ہے؛ مگر پہلی سند میں "لا تنافسوا" نہیں ہے۔

(الباعث الحثيث: ۷۲)

آپ ﷺ کی صفتِ صلوٰۃ بیان کرنے کے بعد فرمایا: ثم جئت بعد ذٰلك في زمان برد شديد فرأيت الناس عليهم جُلّ الثياب، تحرّك أيديهم تحت الثياب.

حضرت وائل بن حجر کا مذکورہ قول مدرج ہے؛ کیوں کہ وہ ذکر کردہ سند سے مروی نہیں ہے؛ بلکہ اس کی سند یہ ہے: عن عاصم عن عبد الجبار بن وائل عن بعض أهله عن وائل. (تدريب الراوي: ۱/۲۳۰)

مدرج الاسناد کی چوتھی صورت: وہ حدیث ہے جس کی سند شیخ نے بیان کی، متن بیان کرنے سے پہلے اپنی طرف سے کوئی بات کہی، راوی نے اس بات کو مذکورہ سند کا متن خیال کر کے اس سند سے روایت کر دیا، مثلاً: عن ثابت بن موسى العابد الزاهد عن شريك عن الأعمش عن أبي سفيان عن جابر مرفوعًا: من كَثُرت صلوٰته بالليل، حَسُن وجهه بالنهار.[1]

(ابن ماجه: كتاب إقامة الصلوٰة والسنة فيها: ۱۳۳۳)

مدرج المتن: یہ ہے کہ متنِ حدیث میں کسی راوی (صحابی یا تابعی) کا کلام اس طرح داخل کر دیا جاوے کہ بظاہر خیال ہو کہ یہ بھی کلامِ رسول اللہ ہے، اور بظاہر متن اور مدرج میں کوئی امتیاز باقی نہ رہے؛ یہ ادراج عام طور سے

---

[1] امام حاکم فرماتے ہیں: ثابت بن موسیٰ قاضی شریک کے پاس گئے اس وقت وہ حدیث بیان کر رہے تھے، قال رسول اللہ کہہ کر خاموش ہو گئے، اتنے میں ثابت بن موسیٰ پر نظر پڑی تو شریک نے اپنی طرف سے یہ بات کہی "من كثرت صلوٰته إلخ"۔ ثابت بن موسیٰ یہ سمجھے کہ یہ جملہ اسی سند کا متن ہے اور اس سند کے ساتھ اس متن کو روایت کرنے لگے۔ (الباعث الحثيث: ۷۲)

آخرِ حدیث میں ہوتا ہے اور کبھی ابتدائے حدیث اور درمیانِ حدیث میں بھی ہوتا ہے، جیسے: متن کے شروع میں إدراج ہو، جیسے: أبو قُطْن وشبابة عن شعبة عن محمد بن زياد عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ أسبغوا الوضوء، ويل للأعقاب من النار①.

متن کے درمیان میں ادراج، جیسے: عبد الحميد بن جعفر عن هشام بن عروة عن أبيه عن بُسرة بنت صفوان قالت: سمعت رسول الله ﷺ يقول: من مَسَّ ذكرَه أو أُنْثَيَيْه أو رفغيه فليتوضأ②.

آخرِ حدیث میں ادراج کی مثال: عن أبي هريرة رضي الله عنه مرفوعا: "للمملوك أجران"، والذي نفسي بيده لولا الجهاد والحج وبِرُّ أمّي لأحببت أن أموت وأنا مملوك.③ (مسلم: رقم: ١٦٦)

حکم: اگر ادراج کسی غریب لفظ کی وضاحت کے لیے ہو تو جائز ہے، اور اگر عمداً ہو تو یہ ناجائز ہے، اور مقاصد کے اعتبار سے اس میں شدت وضعف آتا ہے۔

---

① اس حدیث میں پہلا جملہ "أسبغوا الوضوء" حضرت ابوھریرہ کا کلام ہے جس کو ابو قطن اور شبابہ نے ابتدائے حدیث میں مدرج کر دیا ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ امام بخاری نے اس حدیث کو اس طرح روایت کیا ہے: عن أدم بن إياس عن شعبة عن محمد بن زياد عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: أسبغوا الوضوء فإن أبا القاسم ﷺ قال: ويل للأعقاب من النار. (شرح شرح نخبة الفكر: ٤٦٨)

② امام دار قطنی نے فرمایا کہ عبد الحمید بن جعفر نے وہم کی وجہ سے "أو انثييه أو رفغيه" کا درمیان میں ادراج کر دیا ہے، وہ دو کلمے حضرت عروہ کے کلام میں سے ہے۔ (سنن دار قطني: ٣٤٨١، رقم: ٥٢٨)

③ "والذي نفسي بيده" إلخ یہ مدرج ہے ابوہریرہ کا قول ہے، یہ بات محال ہے کہ آپ یہ جملہ کہے اور آپ غلام ہونے کی تمنا کرے۔ (الباعث: ٧١)

فائدہ: مدرج سے عام طور پر مدرج المتن ہی مراد ہوتا ہے، مدرج فی السند شاذ و نادر ہوا کرتے ہیں۔

مدرج معلوم کرنے کی چند صورتیں ہیں: ① کسی روایت میں وہ حصہ ممتاز ہوکر آئے، ② کسی ماہرِ فن کی تصریح ہو، ③ خود راوی کا اقرارِ ادراج ہو، ④ حدیث مرسل کے نہ ہونے کا امکان قوی ہو۔

مقلوب: وہ حدیث مردود ہے جس کی سند یا متن میں وہم کی وجہ سے تقدیم وتاخیر ہوگئی ہو جس کی وجہ سے ثقات کی مخالفت ہو، جیسے: عن أبي هريرة رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله ﷺ: فذكر السبعة الذين يظلهم الله في ظِلّ عرشه ففيه حتى لا تعلم يمينُه ما تُنفِق شماله.[۱] (مسلم، کتاب الزکوٰۃ، برقم: ۱۰۳۱)

حکم: ① اگر قلب دوسروں پر اپنا علمی تفوّق ظاہر کرنے کی غرض سے ہو تو اس کے عدمِ جواز میں کوئی شک نہیں، ② امتحان کی غرض سے جائز ہے؛ بشرطیکہ اختتامِ مجلس سے پہلے اصل صورت کو بیان کر دیا جائے، ③ خطا وسہو عذر ہے اس کی بناء پر قلب کرنے والا معذور ہے۔

مزید فی متّصل الاَسانید: وہ حدیث مردود ہے جس کی سندِ متصل میں کسی راوی نے وہم کی وجہ سے واسطے کی زیادتی کر دی ہو، جس کی وجہ

---

① اس حدیث میں کسی راوی سے وہم کی وجہ سے شمالہ کی جگہ یمینہ ہوگیا ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ خود امام مالک کی دوسری روایت میں (باب ما جاء في المتحابين في الله: ۱۸۱۶) اور امام بخاریؒ کی روایت میں (کتاب الاذان: ٦٦٠) "حتى لا تعلم شماله ما تنفق يمنه" ہے۔

سے وہ ثقات کی روایت کے خلاف ہوگئی ہو، جیسے: حسن بن الربيع البَجَلي عن عبد الله بن المبارك حدثنا سفيان عن عبد الرحمٰن بن يزيد حدثني بُشر بن عبيد الله سمعت أبا إدريس سمعت واثلة بن الأسقع سمعت أبا مَرْثَد الغَنَوِي سمعت النبي ﷺ يقول: لا تجلسوا على القبور ولا تُصَلوا إليها.[1] (مسلم، كتاب الجنائز، برقم: ۹۷۲)

حکم: وہم کی بناء پر مردود ہوتی ہے بشرطیکہ زیادتی نہ کرنے والا زیادتی کرنے والے سے اَوثق ہو، موضعِ زیادتی میں سماع کی تصریح ہو؛ اگر یہ دونوں یا کوئی شرط مفقود ہو جائے تو زیادتی راجح قرار پاکر مقبول ہوگی، اور اِس سند کو جو اِس زیادتی سے خالی ہو منقطع مانی جائے گی۔

مُضْطَرِبْ: وہ حدیثِ مردود ہے جس کی سند یا متن میں یا دونوں میں راوی نے تبدیلی کردی ہو جس کی وجہ سے ثقات کی روایت کے خلاف ہوگئی ہو؛ نیز ان میں جمع وترجیح ممکن نہ ہو، جیسے: حدثنا أبو كُريب حدثنا معاوية بن هشام عن شَيْبان عن أبي اسحاق عن عكرمة عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال:

---

[1] اس حدیث کی سند میں وہم کی وجہ سے دو راوی کا اضافہ ہوگیا، ایک تو حضرت عبد اللہ بن مبارک سے روایت کرنے والے کسی راوی نے ان کے اور عبد الرحمن بن یزید کے درمیان سفیان کی زیادتی وہم کی وجہ سے کردی ہے، جبکہ عبد اللہ بن مبارک سے دوسرے ثقہ حضرات زیادتی کے بغیر روایت کرتے ہیں اور سماع کی تصریح بھی کرتے ہیں۔ دوسری زیادتی ابو ادریس کی ہے، جو کہ حضرت عبد اللہ بن مبارک نے وہم کی وجہ سے کردی ہے۔ ان کے علاوہ دوسرے ثقات اس زیادتی کو ذکر نہیں کرتے ہیں، اور اِخبار کی تصریح بھی کرتے ہیں۔ (تدريب الراوي: -۱۸۱۲)

عن أبي بكر رضی اللہ عنہ قال: يارسول الله أراك شِبْتَ؟ قال: شَيَّبَتْني هود وأخواتها.

(ترمذي، تفسير واقعة، رقم:۳۲۹۷)

جیسے: عن محمد بن جعفر بن زُبير عن عبيد الله بن عبد الله بن عمر رضی اللہ عنہ عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال: سمعت رسول الله ﷺ وهو يسأل عن الماء ليكون في الفلاة من الأرض وما يَنوبه من السِّباع والدواب؟ قال: إذا كان الماء قُلَّتين لم يحمل الخَبَث.[۱] (ترمذي، أبواب الطهارة: رقم: ٦٧)

حکم: ضعیف ومردود شمار ہوتی ہے۔

مُصَحَّف: وہ حدیث مردود ہے جس کی سند یا متن کے کسی حرف کے نقطے میں تبدیلی کی وجہ سے مخالفت ثقات ہوگئی ہو، اور اس حرف کے کلمہ کے خط کی

---

① مثالِ اول اضطراب فی السند کی ہے، یہ حدیث ابو اسحاق کے واسطے سے مروی ہے اور اس میں تقریباً دس طرح سے اضطراب ہے؛ کچھ رُوات اس کو موصولاً اور دیگر مرسلاً روایت کرتے ہیں، اور اس میں جمع وتطبیق ممکن نہیں! (تيسير مسطلح الحديث: ۱۱۳)

مثالِ ثانی مضطرب فی السند والمتن کی ہے۔ اس حدیث کی سند اور متن دونوں میں اضطراب ہے؛ بلکہ معنی میں بھی اضطراب ہے، سند کا اضطراب یہ ہے کہ اس کا مدار ولید بن کثیر پر ہے، کبھی تو وہ محمد بن جعفر بن زبیر سے روایت کرتا ہے اور کبھی محمد بن عباد بن جعفر سے۔ اس کے بعد بسا اوقات عبید اللہ بن عمر کو ذکر کرتا ہے اور کبھی عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر کو۔ متن کا اضطراب یہ ہے کہ بعض روایات میں "قلتين" ہے، بعض میں "قلتين أو ثلاثا"، اور بعض میں "أربعة قلة"، نیز بعض روایت مرفوعاً مروی ہے اور بعض موقوفاً مروی ہے۔ (معارف السنن: ۱/ ۲۳۳)

فائدہ: ثبوتِ اضطراب کے لیے ضروری ہے کہ مختلف روایات درجہ میں مساوی ہوں اور کوئی قرینۂ مرجحہ بھی نہ ہو؛ کیوں کہ قوی اور ضعیف کے درمیان اختلاف معتبر نہیں ہے؛ اسی طرح قرینۂ مرجحہ کی صورت میں بھی مرجوح، شاذ یا منکر ہو کر ساقط الاعتبار ہو جائے گی اور اضطراب مضر نہ ہوگا۔

(البيان المحقق: ٥٨)

صورت باقی رہے، جیسے: حديث شعبة عن العوام بن المُراجم عن أبي عثمان النَّهْدي عن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، قال قال رسول الله ﷺ: لتؤدنَّ الحقوق إلى أهلها. [مسلم، كتاب البر، رقم:۲۵۸۲]؛ عن أبي أيوب رضی اللہ عنہ قال، قال رسول الله ﷺ من صام رمضان وأتبعه سِتًّا من شوال....①

[ابن ماجه، كتاب الصوم، رقم: ۱۷۱٦]

حکم: اگر کسی راوی سے اتفاقاً یہ عمل سرزد ہوجائے تو ضبط متأثر نہیں ہوگا؛ لیکن اگر بہ کثرت ہو تو راوی مرتبۂ ضبط واتقان سے گرجائے گا۔

مُحَرَّف: وہ حدیث مردود ہے جس کی سند یا متن کے کسی کلمہ کی شکل میں تبدیلی کی وجہ سے مخالفتِ ثقات ہوگئی ہو، اور اس کی تحریر کی صورت باقی رہے، جیسے: عاصِم الأحْوَل کے بجائے واصِل الأحْدَب؛ أبو سفيان عن جابر رضی اللہ عنہ، قال: رمىٰ أُبَيٌّ يوم الأحزاب علىٰ أكْحَلِه، فكواهُ رسول الله ﷺ.②

[متفق عليه]

---

① حدیثِ اول تصحیف فی السند کی مثال ہے، اس کی سند میں لفظ "مُرَاجِم" ہے، یحییٰ بن معین نے اس کو "مُزَاحِم" کردیا ہے۔ اور حدیث ثانی تصحیف فی المتن کی ہے، اس میں لفظ "سِتًّا" کو ابوبکر صُولی نے "شَيئًا" سے بدل دیا ہے۔ (تدریب الراوی: ۲/ ۱۷۷، مقدمہ ابن الصلاح: ۱۰۵-۱۰۶)

② مثالِ اول تحریف فی السند کی ہے اور مثالِ ثانی تحریف فی المتن کی ہے، اس میں ایک لفظ "اُبَیٌّ" ہے اس سے مراد حضرت ابی بن کعب صحابیؓ ہیں، مگر غندر نے اس میں تحریف کرکے اس کو "اَبِیْ" کردیا؛ حالاں کہ حضرت جابرؓ کے والد حضرت عبداللہ غزوۂ احد ۳ھ میں شہید ہوچکے ہیں۔

(مقدمہ ابن الصلاح: ۱۶۹)

حکم: بعض حضرات نے مصحف ومحرف کو ایک ہی شمار کیا ہے[1]۔

اَسباب جہالت

[۵] جہالت کے چار اسباب ہیں:

(۱) راوی قلیل الروایہ ہو (۲) راوی کا نام مذکور نہ ہو (۳) راوی کا غیر معروف نام مذکور ہو (۴) عدمِ توثیقِ احد۔

ا۔ قلیل الروایہ راوی کی دو صورتیں ہیں: (۱) مجہول العین، (۲) مجہول الحال:

مجهول العين: وہ راوی ہے جن سے صرف ایک ہی راوی نے نام لے کر روایت کی ہو، جیسے: حماد بن سلمة عن أبي العُشَرَاء عن أبيه سألت رسول الله ﷺ أما تكون الذكاةُ إلا في الحلْق واللَّبَّة.[2]

(ترمذي:أبواب الذبائح، رقم: ١٤٨١)

حکم: روایت غیر مقبول ہے؛ اِلّا یہ کہ کسی ذریعہ سے توثیق ہوجائے[3]۔

مجهول الحال: وہ راوی ہے جس سے نام لے کر ایک سے زائد

---

(۱) محرف کا حکم علی حدہ نہیں مل سکا، ہوسکتا ہے اس کا وہی حکم ہو جو "مصحف" کا ہے۔

(۲) ابو العشراء دارمی تابعین میں سے ہے، ان سے صرف حماد بن سلمہ نے روایت کی ہے، امام ترمذیؒ فرماتے ہیں: هذا حديث غريب لانعرفه إلا من حديث حماد بن سلمة لانعرفه لأبي العشراء عن أبيه غير هذا الحديث، واختلفوا في اسم أبي العشراء۔ (ترمذی)

(۳) ذریعۂ توثیق دو ہیں: (۱) اُس مجہول سے روایت کرنے والے کے علاوہ کوئی دوسرا اس کی توثیق کرے، (۲) خود راوی توثیق کرے؛ بشرطیکہ وہ اُس مرتبہ واھلیت کا حامل ہو۔

(تيسير مصطلح الحديث: ١٢١)

راویوں نے روایت کی ہو؛ مگر کسی امام نے اس کی توثیق نہ کی ہو، اسی مجہول الحال کو ''مستور الحال'' بھی کہتے ہیں، جیسے: أحمد بن منيع عن حجاج بن محمد حدثني شعبة عن الحُرّ بن الصَّباح عن عبدالرحمٰن بن الأَخْنس عن سعيد بن زيد عن النبي ﷺ نحوه بمعناه. هذا حديث حسن.①

(ترمذي: كتاب المناقب: رقم: ٣٧٥٧)

حکم: جمہور کے صحیح قول کے مطابق اس کی روایت مردود ہے؛ لیکن تحقیقی بات جس پر امام حرمین نے اعتماد کیا ہے، اور جس کی طرف حافظ ابن حجر گئے ہیں کہ: اس سلسلہ میں توقف کیا جائے گا، اس کی حالت یعنی عدالت اور غیر عدالت کے ظاہر ہونے تک، پھر جیسی حالت ظاہر ہوگی اس کے مطابق حکم لگایا جائے گا، اس سے پہلے نہ مقبول کہا جائے گا اور نہ مردود۔

۲۔ مجهول الاسم: جسے محدثین مبہم کے عنوان سے ذکر کرتے ہیں وہ راوی جس کے نام کی تصریح نہ کی جاوے، جیسے: حجاج بن فُرَافِصَة عن

---

① اس حدیث کے تمام رواۃ ثقہ ہیں؛ مگر عبدالرحمٰن بن اخنس مستور الحال ہے، جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ نے ''تقریب التہذیب'' میں ص: ۳۳۶ پر فرمایا ہے؛ لہٰذا یہ حدیث ضعیف ہونی چاہیے؛ مگر امام ترمذی نے اس کی تحسین کی ہے؛ اس لیے کہ عبداللہ بن ظالم مازنی، ریاح بن حارث اور حمید بن عبدالرحمٰن نے اُن کی متابعت کی ہے اور حضرت ابوھریرہؓ ابن عباسؓ کی حدیثیں اس حدیث کے شواھد بھی ہیں؛ لہٰذا یہ حسن لغیرہ ہے۔

فائدہ: مجہول الحال کے لیے عام طور سے مستور کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے اور مجہول العین کے لیے مجہول کا لفظ بولا جاتا ہے۔ (البيان المحقق: ٩٤)

رجل عن أبي سلمة عن أبي هريرة عن النبي ﷺ أنه قال: المؤمن غِرٌّ كريم. (أبوداؤد، كتاب الأدب، رقم: ٤٧٩٠)؛ عن عائشة أن امرأة سألت النبي عن غُسْلها من الحيض فأمرها كيف تغتسل؟ فقال: خُذِي فِرْصة من مِسْك فتطهَّرِي بها. (بخاري: كتاب الحيض، برقم: ٣١٥)

حکم: روایت غیر مقبول ہے، جب تک کہ نام کا علم نہ ہو، خواہ راوی خود نام لے یا کسی دوسرے طریق وسند سے اس کے نام کا علم ہو①۔

۳۔ راوی کا غیر معروف نام مذکور ہو، جیسے: حدثنا علي بن المُنْكَدِر الكوفي حدثنا محمد بن فضيل حدثنا الأعمش عن عَطِيّة عن أبي سعيد② والأعمش عن حَبيب بن أبي ثابت عن زيد بن أرقم رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله ﷺ إني تارك فيكم إن تمسّكتم به لن تضلوا بعدي، أحدهما أعظم من الآخر كتاب الله حبل مَمْدُود من السماء إلى الأرض

---

① حدیثِ اول کی سند میں ابوسلمہ سے روایت کرنے والا شخص مبہم ہے، مگر ابوداؤد ہی کی دوسری روایت سے معلوم ہوگیا کہ وہ شخص "یحییٰ بن ابی کثیر" ہے، جیسا کہ "ابوداؤد، کتاب الادب: باب فی حسن العشرۃ" میں ہے۔

حدیثِ ثانی میں متنِ حدیث کے اندر آپ ﷺ سے سوال کرنے والی عورت مبہم ہے، مگر دوسری روایتوں میں اس کی تعیین موجود ہے، مثلاً: امام مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ وہ عورت "اسماء بنت یزید بن السکن" ہے، اور ایک روایت میں ہے کہ وہ "اسماء بنت شکل" ہے۔ (مسلم، کتاب الحیض، رقم: ۳۳۲)

② یہ حدیث قطعاً صحیح نہیں، پہلی سند میں عطیہ عوفی شیعہ تھا اور مدلس بھی تھا، اُس نے کلبی کی کنیت ابوسعید رکھ رکھی تھی اور عن ابی سعید کہہ کر روایت کرتا تھا، اور یہ دھوکہ دینا چاہتا تھا کہ وہ ابوسعید خدری سے روایت کرتا ہے۔ (تحفۃ الاحوذی: ۴-۲۰۸)

وعِتْرَتي: أهل بيتي ولن يتفرقا حتى يردا عليّ الحوض فانظروا كيف تخلفوني فيهما (ترمذي: أبواب المناقب، برقم: ۳۸۱۹)

۴- اگر کوئی راوی اپنے شیخ کا نام نہ لے، اور ایسے لفظ سے اس کو ذکر کرے جو تعدیل وتوثیق کے لیے مستعمل ہوتا ہے، مثلاً کہے: أخبرني الثقة، یا أخبرني العدل، یا أخبرني من لا اتهمه تو اس کو اصطلاح میں تعدیلِ مبہم کہا جاتا ہے۔

حکم: اصح قول کے مطابق مقبول نہیں ہے۔

اَقسامِ بدعت

[۲] بدعت کی دو قسمیں ہیں: (۱) بدعتِ مُکَفِّرہ، (۲) بدعتِ مُفَسِّقہ۔

بدعتِ مُکَفِّرَہ: یعنی ایسا اعتقاد رکھنا جو باعث تکفیر ہو، جیسے حضرت علی کے متعلق یہ اعتقاد رکھنا کہ: ان کی ذات میں خدا حلول کر چکا ہے، اور جیسے:

حدثنا قتيبة بن سعيد حدثنا جعفر بن سليمان الضُّبَعِي عن يزيد عن مُطَرِّف بن عبد الله عن عمران بن حسين قال: بعث رسول الله ﷺ جيشاً إلخ[1] (ترمذي، مناقب)

بدعتِ مُفَسِّقَه: راوی میں ایسا اعتقاد ہو جو فسق وگمراہی کا ذریعہ

---

(۱) یہ حدیث نہایت ضعیف ہے، جعفر بن سلیمان ضبعی شیعہ تھا، حضرت معاویہ کا ذکر آتا تو گالیاں دیتا تھا اور حضرت علی کا ذکر آتا تو رونے لگتا۔ نیز حضرتِ شیخین سے بغض رکھتا تھا گالیاں دیتا تھا۔

(تھذیب الکمال، ۵: ۴۳-۵۰)

ہو، یا ایسے عمل کا مرتکب ہو جو بدعت کے دائرے میں آتا ہو، جیسے: عباس بن عبد العظيم العَنْبري حدثنا أبوداؤد الطيالسي حدثنا عمران القطان عن قتادة عن سعيد بن أبي الحسن عن أبي هريرة رضی اللہ عنہ عن النبي ﷺ قال: ليس شيء أكرم على الله من الدعاء.①

(ترمذي، أبواب الدعوات، رقم: ۳۳۹۳)

حکم: بدعتِ مکفرہ کے مرتکب راوی کی روایت کسی طرح معتبر نہیں ہے؛ اور بدعتِ مفسقہ کے راوی کی روایت کے بارے میں اصح قول یہ ہے کہ: اگر بدعتی ایسا ہو جو بدعت کی طرف داعی نہ ہو، اور ایسی چیز روایت کر رہا ہو جس سے اس کی بدعت کو تقویت نہ ہوتی ہو تو اس کی حدیث مقبول ہے؛ اور اس کے برعکس مردود ہے۔

اَقسامِ سوءِ حفظ

۷ سيئ الحفظ کی دو قسمیں ہیں: ① سوءِ حفظ لازم، ② سوءِ حفظ طاری وعارض۔

سوءِ حفظ لازم: وہ سوءِ حفظ جو آغاز زندگی سے راوی کو لاحق ہو، جیسے: شعبة عن عاصم بن عبيد الله عن عبد الله بن عامر بن ربيعة عن أبيه أن امرأة من بني فَزَارَة تزَوَّجَتْ على نعلين، فقال النبي ﷺ:

---

① اس میں ابو العوام عمران بن داؤد قطان نامی راوی ہے، ابن حجرؒ فرماتے ہیں: صدوق يهم ورمی برأي الخوارج. علامہ مزی فرماتے ہیں کہ: عباس الدوری فرماتے ہیں: كان برأي رأي الخوارج، ولم يكن داعية. (تقريب التهذيب: ۴۲۹، تهذيب الكمال: ۲۲/۳۳۰)

أَرَضِيْت من نفسِكِ ومالِكِ بنعلين؟ قالت: نعم! قال: فأجاز.[۱]

(ترمذی: کتاب النکاح، برقم: ۱۱۱۳)

حکم: روایت مردود ہے۔

سوءِ حفظ طاری وعارض: وہ سوءِ حفظ ہے جو آغاز زندگی سے نہ ہو؛ بلکہ بعد میں لاحق ہوگیا ہو، جیسے: یزید بن ھارون عن المسعودي عن زیادبن عَلاقة قال: صلّٰی بنا المغیرة بن شعبة فلمّا صلّٰی رکعتین ولم یجلس فسَبَّح به مَنْ خلفه فأشار إلیهم أن قُوموا؛ فلما فرغ من صلوٰته سلّم وسجد سجدتي السهو وسلّم وقال: هٰکذا صنع رسول الله.[۲]

(ترمذی: أبواب الصلوٰۃ، ۳۶۵)

حکم: مختلِط نے جو ممتاز روایتیں اِختلاط سے پہلے بیان کی ہیں وہ مقبول ہیں، اور جو روایتیں اختلاط کے بعد بیان کی ہیں وہ غیر مقبول ہیں؛ اور جن روایتوں کی قبلیت وبعدیت کا علم نہ ہوسکے اس کا حکم حصول علم پر موقوف رہے گا۔

ملحوظہ: وہ حدیث جس کے کسی راوی کو سوءِ حفظ طاری ہوگیا ہو، ایسے

---

۱ عاصم بن عبید اللہ سیئ الحفظ ہے، اس کے باوجود امام ترمذی نے اس حدیث کو ''حسن'' کہا ہے؛ اس لیے کہ حضرت عمر، حضرت عائشہ، حضرت ابوھریرہ اور حضرت ابوحدرد رضی اللہ عنھم کی حدیثیں اس کے لیے شاھد ہیں۔ (اعلاء السنن: ۱۸/۷)

۲ اس حدیث میں ایک راوی ''مسعودی'' ہے، وہ مختلط ہے، اور یزید بن ھارون کا سمع اُن سے بعد از اختلاط ہے؛ لہٰذا یہ حدیث ضعیف ہونی چاہیے تھی؛ لیکن متعدد طرق سے مروی ہونے کی وجہ سے امام ترمذیؒ نے اس کی تحسین کی ہے۔ (اعلاء السنن: ۱۸/۷)

راوی کا نام "مُخْتَلِط" ہے اور اس حدیث کو "مُخْتَلَط" کہتے ہیں①۔

① اگر سیئ الحفظ راوی کے متابعات اور شواھد مل جائے تو اس کی روایت درجۂ رد و توقف سے ترقی کر کے درجۂ قبول و رجحان میں پہنچ جائے گی، یہی حکم حدیثِ مستور اور حدیثِ مدلَّس اور حدیثِ مرسل کا بھی ہے۔ (مقدمۂ شیخ عبد الحق:٦ ت)

تقسیم ثانی

بلحاظ غایت سند

سوالات

بہ لحاظ منتہائے سند

① منتہائے سند کے اعتبار سے حدیث کی کتنی قسمیں ہیں؟ اور یہ کون سی قسم ہے؟

② اگر یہ حدیث مرفوع ہے تو مرفوع کی کتنی قسمیں ہیں؟ اور یہ کون سی قسم ہے؟

③ اگر یہ حدیث مرفوع صریحی ہے تو مرفوع صریحی کی کتنی قسمیں ہیں؟ اور یہ کون سی قسم ہے؟

④ اگر یہ حدیث مرفوع حکمی ہے تو اس کی کتنی قسمیں ہیں؟ اور یہ کون سی قسم ہے؟

⑤ اگر یہ حدیث حدیث موقوف ہے تو اس کی کتنی قسمیں ہیں؟ اور یہ کون سی قسم ہے؟

⑥ صحابی، تابعی اور مخضرم کن کو کہتے ہیں؟

تقسیم حدیث بہ اعتبار منتہائے سند

[۱] منتہائے سند کے اعتبار سے حدیث کی تین قسمیں ہیں: (۱) مرفوع، (۲) موقوف، (۳) مقطوع۔

مرفوع: وہ حدیث ہے جس کی سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہو، جیسے: عن عائشة رضـ قالت: قال النبي ﷺ إذا أقْبَلتِ الحَيْضة فدعِي الصلوٰة وإذا أدبرتْ فاغسِلي عنكِ الدمَ وصَلِّي.

(بخاري: كتاب الحيض، برقم: ۳۳۱)

حکم: کبھی صحیح، کبھی حسن اور کبھی ضعیف درجہ کی ہوتی ہے۔

موقوف: وہ حدیث ہے جس کی سند کسی صحابیِ رسول تک پہنچتی ہو، جیسے: عن عبيد الله بن عمر عن نافع قال: سُئل ابن عمر عن الوضوء بعد الغسل فقال: أيُّ وضوءٍ أفضل من الغسل. (عبد الرزاق، برقم: ۱۰۴۰)

حکم: باعتبارِ قبولیت: مقبول ہوسکتی ہے اور غیر مقبول بھی۔

حکم باعتبارِ احتجاج: اگر حدیثِ موقوف حکماً مرفوع ہے تو وہ حجت ہوگی، اگر ہر اعتبار سے موقوف ہے تو یہ بات تو متفق علیہ ہے کہ اس سے احادیثِ ضعیفہ کو تقویت ملتی ہے۔ رہا مستقل حجت ودلیل ہونا تو جو امور اُن سے بغیر کسی اختلاف کے مروی ومنقول ہیں تو وہ تو حجت ہیں، جو اختلاف کے ساتھ مروی ہے اکثر کے نزدیک اُن کا بھی بایں معنی لحاظ کیا جائے گا۔

مقطوع: وہ حدیث ہے جس کی سند کسی تابعی تک یا تابعی کے بعد کے

کسی عالم تک پہنچتی ہو، جیسے: قول الحسن البصري في الصلوٰة خلف المبتدع: صلِّ وعليه بدعتُه. (بخاري: باب إمامة المفتون والمبتدع: ٦٩٥)

حکم: باعتبارِ قبولیت وعمل: مقبول بھی ہوسکتی ہے اور غیر مقبول بھی، اور باعتبارِ احتجاج: کسی وجہ سے مرفوع قرار پائے تو یہ مرفوع مرسل کے حکم میں ہوگی؛ اگر حکماً مرفوع نہ ہو تو موقوف کی حیثیت بالاتفاق حاصل نہیں ہوگی۔

اقسامِ مرفوع وموقوف

٢ مرفوع کی دو قسمیں ہیں: ① صریحی، ② حکمی۔

٣ مرفوع صریحی کی تین قسمیں ہیں: ① قولی ② فعلی ③ تقریری۔

مرفوع قولی صریحی: وہ حدیث ہے جس کی اسناد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتی ہو اور اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی صریح ارشاد نقل کیا گیا ہو، جیسے: عن رافع بن خَدِيج قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: أسفِروا بالفجر فإنه أعظم للأجر. (ترمذي: أبواب الطهارة: ١٥٤)

حکم: کبھی صحیح، کبھی حسن اور کبھی ضعیف درجہ کی ہوتی ہے۔

مرفوع فعلی صریحی: وہ حدیث ہے جس کی اسناد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتی ہو اور اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی عمل صراحۃً نقل کیا گیا ہو، جیسے: عن المغيرة بن شعبة رأيت النبي ﷺ يمسح علىٰ ظاهرهما.

(ترمذی: أبواب الطهارة، برقم: ١٩٨)

حکم: کبھی صحیح، کبھی حسن اور کبھی ضعیف درجہ کی ہوتی ہے۔

مرفوع تقریری صریحی: وہ حدیث ہے جس کی اسناد رسول اللہ ﷺ تک پہنچتی ہو اور اس سے آنحضرت ﷺ کا کسی کام کو یا کسی بات کو برقرار رکھنا صراحۃً نقل کیا گیا ہو، جیسے: عن ابن عباس قال: أكِل الضَّب علىٰ مائدة رسول الله ﷺ. (ترمذی: أبواب الأطعمة، برقم: ۱۷۹۰)

حکم: کبھی صحیح کبھی حسن اور کبھی ضعیف درجہ کی ہوتی ہے۔

تنبیہ: مرفوع حکمی کی تین قسمیں ہیں: ① قولی ② فعلی ③ حکمی۔

مرفوع قولی حکمی: وہ حدیث مرفوع ہے جس کی اسناد کسی ایسے صحابی تک پہنچتی ہو جو اسرائیلیات بیان نہ کرتے ہو، اور اس سے صحابی کی فرمائی ہوئی کوئی ایسی بات نقل کی گئی ہو جس کا اجتہاد سے کوئی تعلق نہ ہو، نیز نہ وہ کسی لفظ کے معنی ہوں، اور نہ ہی وہ کسی قلیل الاستعمال لفظ کی تشریح ہو؛ ایسی حدیث کو حکماً حدیث مرفوع کا درجہ دیا جائے گا؛ کیوں کہ ظاہر یہی ہے کہ اس صحابی نے وہ بات حضور ﷺ سے سن کر ہی بیان کی ہوگی، اس لیے کہ صحابۂ کرام کے علوم حضور ﷺ سے ہی مستفاد تھے، جیسے: عن ابن مسعود قال: من أتىٰ ساحرا أو عرَّافًا فقد كفر بما أنزل علىٰ محمد. (مسند أحمد: ۲-۴۲۹)

مرفوع فعلی حکمی: وہ حدیث ہے جس کی اسناد کسی صحابی تک پہنچتی ہو اور اس سے صحابی کا کوئی ایسا کام نقل کیا گیا ہو جس میں اجتہاد کی گنجائش نہ ہو؛ صحابی کے اس عمل کو حکماً حدیث مرفوع کا درجہ دیا جائے گا اور یہ سمجھا جائے گا کہ: صحابی نے یہ عمل حضور اکرم ﷺ کی ہدایت کے مطابق کیا ہوگا،

جیسے: حضرت علیؓ کا نمازِ کسوف میں ہر رکعت میں دو سے زیادہ رکوع کرنا۔

(سنن بیہقی کبریٰ: ۳/ ۳۳۰)

مرفوع تقریری حکمی: وہ حدیث ہے جس کی اسناد کسی صحابی تک پہنچتی ہو اور اس سے کسی صحابی کی یہ اطلاع دہی نقل کی گئی ہو کہ: لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دور میں فلاں کام کرتے تھے؛ اس اطلاع کو بھی حکماً حدیث مرفوع تقریری کا درجہ دیا جائے گا، جیسے: عن أبي سعيد الخدري رضی اللہ عنہ قال: كنا نَعْزِل والقرآن ينزل.[1] (بخاري: كتاب النكاح، برقم: ٥٢٠٨)

[۵] حدیثِ موقوف کی تین قسمیں ہیں: (۱) قولی صریحی، (۲) فعلی صریحی، (۳) تقریری صریحی۔

موقوفِ قولی صریحی: وہ حدیث جس میں کسی صحابی کا کوئی ارشاد منقول ہو، جیسے: قال علي بن أبي طالب: حَدِّثُوا الناس بما يَعرفون.

(بخاري: كتاب العلم، برقم: ١٢٧)

موقوفِ فعلی صریحی: وہ حدیث جس میں کسی صحابی کا کوئی فعل منقول ہو، جیسے: أَمَّ ابن عباس وهو مُتَيَمِّم.

(بخاري: كتاب التيمم، برقم: ٣٤٤)

---

(۱) وہ حدیثیں بھی حکماً مرفوع ہیں جو ایسے الفاظ سے مروی ہو جن کے ذریعہ محدثین مرفوع ہونے کا کنایہ کرتے ہیں، مثلاً: تابعی صحابی سے روایت کرتے ہوئے مندرجۂ ذیل الفاظ میں سے کوئی لفظ کہے: "يرفع الحديث، ينميه، يبلغ به، يرويه، روايةً، رواه" اسی طرح صحابی کا قول: "من السنة كذا، أمرنا بكذا، نهينا عن كذا، كنا نفعل كذا" یہ بھی حکماً مرفوع کے حکم میں ہے، اور یہی راجح ہے۔ (تیسیر مصطلح الحدیث: ۱۳۳، ۱۳۲)

موقوفِ تقریری صریحی: وہ حدیث جس میں کسی صحابی کی تائیدِ سکوتی منقول ہو، جیسے کسی تابعی کا یہ کہنا: فعلت كذا أمام أحد الصحابة ولم ينكر عليَّ. (تیسیر مصطلحات الحدیث: ۱۳۱)

ملحوظہ

[٦] **صحابی:** وہ ہے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بحالت ایمان ملاقات کی ہو اور اسلام ہی پر ان کا خاتمہ ہوا ہو؛ اگرچہ درمیان میں ارتداد پایا گیا ہو[1]۔

تابعی: وہ شخص ہے جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان کی حالت میں کسی صحابی سے ملاقات کی ہو اور اسلام ہی پر ان کا خاتمہ ہوا ہو، جیسے: امام ابوحنیفۃ رحمہ اللہ سعيد بن المسيب، عبد الله بن المبارك وغيره.

مُخَضْرَم: وہ حضرات ہیں جنہوں نے زمانۂ جاہلیت اور زمانۂ اسلام دونوں کو پایا ہو، مگر بحالتِ ایمان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار نہ ہوا ہو؛ چاہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار بالکل ہی نہ ہوا ہو یا کفر کی حالت میں ہوا ہو، جیسے: جبير بن نفير، زيد بن وهب، قيس بن ابى حازم، ابوعبدالله الصُّنابحى، ابومسلم الخَوْلانى، سُوَيْد بن غَفَلة وغيره. (شرح شرح النخبة: ص: ۵۹۹)

---

[1] جو شخص مرتد ہوکر دوبارہ مشرف باسلام ہوگیا ہو، تو امام شافعیؒ کے مذہب کے مطابق اس کی صحابیت باقی رہے گی، جب کہ امام مالکؒ اور امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک اسلام لانے کے بعد دوبارہ زیارت نبوی نہ ہو ان کو صحابی نہیں کہیں گے، جیسے: اشعث بن قیس بعد الایمان مرتد ہوکر ابوبکرؓ کے زمانہ میں قید ہوکر آئے، بعد میں مسلمان ہوئے، حضرت ابوبکرؓ نے اپنی ہمشیرہ: ام فروہ بنت قحافہ سے شادی کرادی۔

تقسیم ثالث

بلحاظ قلت و کثرت وسائط

سوالات

بہ لحاظ قلت وسائط و کثرت وسائط

① وسائطِ سند کی قلت و کثرت کے اعتبار سے حدیث کی کتنی قسمیں ہیں؟ اور یہ کون سی قسم ہے؟

② اگر اس حدیث کی سند عالی ہے تو علو سند کی کتنی قسمیں ہیں؟ اور یہ کون سی قسم ہے؟

③ اگر اس حدیث میں علوِ نسبی ہے تو اس کی چار قسموں میں سے کون سی قسم ہے؟

تقسیم حدیث بلحاظ قلت وکثرت وسائط

[۱] وسائط سند کی قلت وکثرت کے اعتبار سے حدیث کی تین قسمیں ہیں: ① عالی، ② نازل، ③ مساوی۔

عالی: حدیث کی وہ سند ہے جو اس کی دوسری سند کے مقابلے میں کم واسطوں سے انتہاء تک پہنچے، جیسے: حدثنا أبونُعيم عن زكريا بن زائدة عن عامر عن عبدالله بن عمروبن العاص رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله ﷺ: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده. (بخاري، برقم: ٦٤٨٤)

نازِل: حدیث کی وہ سند ہے جو اس کی دوسری سند کے مقابلے میں زیادہ واسطوں سے انتہاء تک پہنچے، جیسے: حدثنا آدم بن أبي إياس عن شعبة عن عبد الله بن ابي السَّفر واسماعيل عن الشَّعبي عن عبد الله بن عمرو قال: قال النبي ﷺ: "المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده"۔

(بخاري: برقم: ١٠)

مساوی: جن سندوں میں وسائط کی تعداد برابر ہوں وہ "مساوی" کہلاتی ہے، جیسے: حدثنا مسدّد عن يحيىٰ عن اسماعيل بن أبي خالد عن عامر عن عبد الله بن عمرو قال: قال النبي ﷺ: "المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده".(ابو داؤد: برقم: ٢٤٨١)؛ حدثنا عمرو بن علي

---

① اوپر والی سند میں امام بخاری چار واسطوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتے ہیں جب کہ دوسری سند میں پانچ واسطوں سے پہنچتے ہیں۔

عن يحيىٰ عن اسماعيل عن عامر عن عبدالله بن عمرو قال: قال النبي ﷺ: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده".

(نسائي، كبرىٰ، برقم: ۱۱۷۲۷)

اس حدیث کو امام ابو داؤد اور امام نسائی نے بیان کیا ہے اور دونوں میں وسائط کی تعداد برابر ہیں، دونوں پانچ واسطوں سے آپ ﷺ تک پہنچتے ہیں۔

اقسامِ علو

[۲] علو کے لحاظ سے سند کی دو قسمیں ہیں: (۱) علوِ مطلق، (۲) علوِ نسبی۔

علوِّ مُطْلَق: حدیث کی وہ سند ہے جو اس کی دوسری ایک یا متعدد سندوں کے مقابلے میں کم واسطوں سے آپ ﷺ تک پہنچتی ہو، جیسے: روى البخاري: حدثنا مكي بن إبراهيم قال: حدثنا يزيد بن أبي عبيد عن سلمة قال: سمعت النبي ﷺ يقول: من يقل عليّ ما لم أقل فليتبوأ مقعده من النار. (بخاري: كتاب العلم، برقم: ۱۰۹)

علوِّ نِسْبِی: حدیث کی وہ سند ہے جو اس کی دوسری ایک یا متعدد سندوں کے مقابلے میں کم واسطوں سے کسی بلند صفات کے حامل امام تک پہنچتی ہو، ہر چند کہ اس امام سے آخر تک واسطے زیادہ ہی کیوں نہ ہوں۔

[۳] علوِ نسبی کی چار قسمیں ہیں: (۱) موافقت، (۲) بدل، (۳) مساوات، (۴) مصافحہ۔

مُوَافَقَت: مصنفِ کتاب کے سلسلۂ سند کے علاوہ دوسری سند سے

مصنفِ کتاب کے شیخ تک کم واسطوں سے پہنچنا موافقت کہلاتا ہے، جیسے: قال: الحافظ العراقي في "شرح الألفية" ٣-١٠١: حديث رواه الترمذي لا بن مسعود مرفوعًا: "يوم كلّم الله موسىٰ كانت عليه جُبّة صوف". رواه الترمذي عن علي بن حجر عن خلف بن خليفة، فلو رويناه من طريق الترمذي وقع بيننا وبين خلف تسعة، فإذا رويناه من جزء ابن عرفة وقع بيننا وبينه سبعة بعلو درجتين.

بَدَل: مصنفِ کتاب کے سلسلۂ سند کے علاوہ دوسری سند سے مصنفِ کتاب کے شیخ الشیخ تک پہنچنا بدل کہلاتا ہے، خواہ وہ طریق عالی ہو یا نہ ہو، جیسے: قال العلامة المِزّي في "تهذيب الكمال" (١٤-٣٦٥، رقم:٣٢٠١): أخبرنا أبو اسحاق ابن الدَّرْجي قال أنبأنا أبوجعفر الصَّيْدَلاني ومحمد بن مَعْمر بن الفاخِر بن جماعة، قالوا: أخبرتنا فاطمة بنت عبدالله قالت أخبرنا أبوبكر بن رَندة قال أخبرنا أبوالقاسم الطَّبراني قال حدثنا علي بن عبد العزيز قال حدثنا محمد بن عبدالله الرَّقاشي قال حدثنا رافع بن سلمة بن زياد قال حدثني عبدالله بن أبي الجَعْد عن جُعَيْد الأشجعي قال: غزوت مع رسول الله ﷺ في بعض غزواته إلخ.

وقال: رواه النسائي في الكبرىٰ (٥-٢٥٣، رقم:٨٨١٨) أخبرنا محمد بن رافع قال حدثنا محمد بن عبدالله الرقاشي قال حدثني رافع بن سلمة بن زياد قال حدثني عبدالله بن أبي الجعد الأشجعي عن جعد

(جعيد) الأشجعي إلخ. وقال: فوقع لنا بدلا عاليا بدرجتين.

یہاں امام مزیؒ مصنفِ کتاب امام نسائی کی سند کے علاوہ اپنی سند سے امام نسائی کے شیخ الشیخ محمد بن عبداللہ الرقاشی تک پہنچ رہے ہیں۔

مُسَاوَات: ہم سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک کسی حدیث کی اسناد کے رواۃ کی تعداد، کسی مصنفِ کتاب سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک کے رواۃ کی تعداد کے برابر ہوجائے، جیسے: ذكر العلامة السيوطي حديثا عشاريا في "الفيض الجاري" بسنده إلى الطبراني عن أنس مرفوعًا "طوبىٰ لمن رآني وآمن بي ومن رأى من رآني ومن رأى من رآني". وقال: وقد وقع للنسائي حديث بينه وبين النبي ﷺ فيه عشرة أنفس وذٰلك مساواة لنا وهو ما رواه في كتاب الصلوٰة قال أخبرنا محمد بن بشار أخبرنا عبد الرحمٰن أخبرنا زائدة عن منصور عن هلال عن الربيع بن خَيثم عن عمرو بن ميمون عن ابن أبي ليلىٰ عن امرأة عن أبي أيوب عن النبي ﷺ قال: "قل هو الله أحد تعدل ثلث القرآن".

قال النسائي: ما أعلم في الحديث إسنادًا أطول من هذا، وفيه ستة من التابعين أولهم منصور، وقد رواه الترمذي عن قتيبة ومحمد بن بشار قالا: ثنا ابن مهدي ثنا زائدة به. وقال: حسن، والمرأة هي امرأة أبي أيوب، وهو عشاري للترمذي أيضا. (تدريب الراوي: ۲-۱۵۱)

مُصَافَحَه: وہ یہ ہے کہ کسی حدیث کو روایت کرنے میں ہم سے لے کر

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان کے رواۃ کی تعداد اتنی ہی ہو جتنی کہ کسی مصنف کے شاگرد اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان ہے، جیسے: اگر امام نسائی کسی حدیث کو اپنی کتاب میں روایت کریں، جس میں ان کے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان گیارہ واسطے ہوں، تو امام نسائی کے شاگرد اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان بارہ واسطے ہوں گے؛ اور اگر اسی حدیث کو حافظ ابن حجر امام نسائی کے علاوہ کسی دوسری سند سے روایت کریں جس میں حافظ ابن حجر اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان بارہ واسطے ہوں تو حافظ ابن حجر اس مخصوص سند سے قطع نظر کرتے ہوئے تعدادِ رواۃ میں امام نسائی کے شاگرد کے مساوی ہو گئے، لہٰذا دوسرے طریق پر روایت کرنا "مصافحہ" کہلائے گا۔

جیسے: أبوطاهر حدثنا أبوبكر بن خزيمة عن عتبة بن عبدالله، أخبرنا عبدالله بن المبارك أخبرنا سفيان عن جعفر بن محمد عن أبيه عن جابر بن عبدالله رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله ﷺ: "من ترك مالا فلأهله، ومن ترك دينا أو ضياعا فإليّ أو عليّ وأنا أولى المؤمنين".

(صحيح ابن خزيمة: ٣-١٤٣، رقم: ١٧٨٥)

أخبرنا عبدالله بن محمد الأزدي قال: حدثنا اسحاق بن ابراهيم قال أخبرنا عبدالرزاق قال أخبرنا معمر عن الزهري عن أبي سلمة عن

---

① اوپر کی سند میں ابن خزیمہ کے شاگرد ابو طاہر اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان سات واسطے ہیں، اسی طرح ابن حبان نے اس حدیث کو ابنِ خزیمہ کے علاوہ دوسری سند سے روایت کیا ہے جس میں ان کے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان سات واسطے ہیں، لہٰذا امام ابن حبان اس مخصوص سند سے قطع نظر کرتے ہوئے تعدادِ رواۃ میں امام ابن خزیمہ کے شاگرد کے مساوی ہو گئے، لہٰذا دوسرے طریق پر روایت کرنا "مصافحہ" کہلائے گا۔

جابر بن عبدالله عن النبي ﷺ....(صحیح ابن حبان: ۵-۲۷، رقم: ۳۰۵۳)

فوائد

① ہر حدیث کی صحت کے لیے چوں کہ روایت کی ثقاہت محقق کرنے کی ضرورت ہے؛ اس لیے درمیانی رواۃ جس قدر زیادہ ہوں گے اسی قدر ثقاہت کی تحقیق میں دشواری پیش آئیں گی اور جس قدر رواۃ کی تعداد کم ہوگی اس قدر آسانی ہوگی؛ اسی وجہ سے کم وسائط والی سند عالی (بلند رتبہ) اور زائد وسائط والی سند نازل (کم رتبہ) قرار دی گئی ہے۔

② علو، وصفِ مرغوب فیہ اس وقت ہے جب کہ سندِ عالی میں رواۃ کی تعداد کی کمی کے ساتھ تمام رواۃ ثقہ اور معتبر بھی ہوں اگر کسی جگہ سند نازل کی رُواۃ ثقاہت میں بڑھے ہوئے ہوں گے تو پھر باعتبار صفت نازل ہی عالی مرتبہ ہوگی۔

③ موضوع حدیث موضوعِ سند چوں کہ بالکل بے اصل ہے؛ اس لیے کہ وہ کسی شمار میں نہیں ہے خواہ وہ کتنی بھی عالی ہو۔

④ جس طرح عالی کے مختلف مراتب اور قسمیں ہیں اسی طرح نازل کے بھی مختلف مراتب اور قسمیں ہیں؛ کیوں کہ نازل مقابل ہے عالی کا۔

تقسیم رابع

بلحاظ راوی و مروی عنہ

سوالات

بلحاظ راوی ومروی عنہ

① راوی مروی عنہ کے اعتبار سے حدیث کی کتنی قسمیں ہیں؟ اور یہ کونسی قسم ہے؟

② شیخ اگر اپنی مرویات کا انکار کرے تو شاگرد کی روایت کو کب قبول کیا جائے گا اور کب رد کیا جائے گا؟

تقسیم حدیث بلحاظ راوی ومروی عنہ

[۱] راوی ومروی عنہ کے اعتبار سے حدیث کی چار قسمیں ہیں: ① روایت الاقران، ② مدبج، ③ روایت الاصاغر عن الاکابر، ④ روایت الاکابر عن الاصاغر۔

روایت الاَقْرَان: یہ ہے کہ شاگرد اور استاذ دونوں کسی امر میں ایک دوسرے سے قریب وشریک ہوں، مثلاً عمر میں یا ایک طبقہ کے شیوخ سے حدیث حاصل کرنے میں شریک ہوں، جیسے: رواية سليمان التيمي عن مسعر وهما قرينان، ولا نعلم لمسعر رواية عن التيمي. (منهج النقد: ١٥٤)

روایت المُدَبَّج: یہ ہے کہ ایک قرین دوسرے قرین سے روایت نقل کرے، جیسے: أبو هريرة وعائشة روى كل منهما عن الآخر، والزهري وعمر بن عبد العزيز، ومالك والأوزاعي. (منهج النقد: ١٥٤)

ملحوظہ: روایت الاقران میں دونوں طرف سے روایت ضروری نہیں ہے، اور مدبج میں دونوں طرف سے روایت ضروری ہے۔

روایت الاصاغر عن الاکابر: کم عمر راوی اپنے سے بڑے استاذ سے روایت نقل کرے؛ روایۃ الابناء عن الآباء اسی کے تحت داخل ہے، جیسے: بهز بن حكيم عن أبيه عن جده وغيره. (تحفۃ الدرر: ٥٦)

روایت الاکابر عن الاصاغر: یہ ہے کہ کوئی راوی اپنے سے علم وعمر، حفظ وضبط میں چھوٹے اور کمتر راوی سے روایت نقل کرے، جیسے: رواية

الرسولﷺ حديث الجَسَّاسَة عن تميم الداري ؓ . (مسلم شريف، كتاب الفتن: ٢٩٤٢)؛ وكرواية العباس عن ابنه الفضل: حديث الجَمْع بين الصلوٰتين بالمزدلفة. (شرح شرح النخبة: ٦٣٦ ٦٣٨)

روایتِ اکابر از اصاغر کو جاننے کا فائدہ: اس کا ایک فائدہ تو یہ ہے کہ اس سے روایت کے مقام ومرتبہ میں فرق کا علم ہوگا اور جس کا جو مرتبہ ہے اس کو اسی مقام پر رکھا جائے گا، دوسرا فائدہ سند میں قلب (یعنی برعکس بیان کرنے) کے وہم کو دور کرنا ہے۔

ملاحظات

① **مہمل:** اگر کوئی راوی ایسے دو شخصوں سے روایت کرے جو دونوں یا تو صرف اپنے نام میں متفق ہیں یعنی دونوں کا نام ایک ہی ہو یا باپ کے نام میں بھی متفق ہوں، یعنی: اُن کے اور ان کے باپ کا نام ایک ہی ہو یا دادا کے نام میں بھی متفق ہوں یا نسبت میں بھی متفق ہوں۔

صرف اپنے نام میں متفق ہونے کی مثال: أحمد عن ابن وهب (بخاری) امام بخاری کے شیوخ کے طبقے میں اس نام کے دو ہیں: ایک احمد بن صالح، اور دوسرے احمد بن عیسیٰ۔

رواۃ کے نام اور اُن کے باپ کے نام میں اتفاق کی مثال: خلیل بن احمد ہے، اس نام کے دو ہیں: ایک خلیل بن احمد بن عمرو بن تمیم خوئی تابعی عروض، اور دوسرے کا خلیل بن احمد ابو بشر مزنی۔

رواۃ، ان کے باپ اوران کے داداؤں کے نام میں اتفاق کی مثال: احمد بن جعفر بن حمدان اس نام کے متعدد حضرات ہیں: ایک: احمد بن جعفر بن حمدان بن مالک بغدادی، دوسرے: احمد بن جعفر بن حمدان بن عیسیٰ سقطی بصری، تیسرے: احمد بن جعفر بن حمدان دینوری، چوتھے: احمد بن جعفر بن حمدان طرطوسی ہے۔

رواۃ کے نام، ان کی نسبت اوران کے باپ کے نام میں اتفاق کی مثال: محمد بن عبداللہ انصاری ہے، اس نام کے دو ہیں: ایک قاضی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن مثنی انصاری بصری شیخ بخاری اور دوسرے ابوسلمہ محمد بن عبداللہ بن زیاد انصاری۔

مہمل رواۃ کا حکم: اگر کسی سند میں مہمل راوی ہوتو دیکھیں گے اگر اس نام کے اس طبقے میں جتنے رواۃ ہیں وہ سب ثقہ ہیں تو سند میں مہمل کا ہونا کوئی نقصان دہ نہیں ہے، لیکن اگر ثقہ اور غیر ثقہ دونوں طرح کے ہوں تو ان میں لامحالہ امتیاز کرنے کی ضرورت پیش آئے گی۔

امتیاز کا طریقہ: اسبابِ امتیاز چار ہیں: ① نسب (باپ، دادا وغیرہ)، ② نسبت (قبیلہ، پیشہ وغیرہ)، ③ لقب، ④ کنیت وغیرہ۔

ان اسبابِ اربعہ میں سے کسی ذریعہ سے امتیاز ہوسکتا ہوتو ان کے ذریعے سے امتیاز کیا جائے گا، ممکن نہ ہوتو پھر راوی کو جس شیخ کے ساتھ خصوصیت ہوگی اس سے روایت سمجھی جائے گی، اگر خصوصیت بھی سب کے ساتھ یکساں ہوں تو پھر قرائن اور ظنِ غالب سے امتیاز کیا جائے گا۔ (تحفۃ الدرر: ۵۷)

سابق ولاحق: ایسے دو راوی جو کسی استاذ سے روایت کی تحصیل میں

شریک ہوں، جن دونوں میں سے ایک کا انتقال پہلے ہوجائے؛ تو پہلے انتقال کرنے والے کو "سابق" اور بعد میں انتقال کرنے والے "لاحق" کہتے ہیں، جیسے: محمد بن اسحاق السَّرّاج اشترك في الرواية عنه البخاري والخَفَّاف وبين وفاتيهما مائة وسبع وثلٰثون سنة أو أكثر؛ لأن البخاري توفي:٢٥٦ والخفاف ٣٩٣، وكذا الإمام مالك اشترك في الرواية عنه الزهري وأحمد بن اسماعيل السَّهْمي وبين وفاتيهما مائة وخمس وثلٰثون سنة؛ لأن الزهري توفي سنة:١٢٤ والسهمي:٢٥٩، والزهري أكبر سنا من مالك.

(تيسير مصطلح الحديث: ١٩٥)

۲ من حدث ونسي: جس شیخ سے روایت کی جارہی ہے وہ شیخ اس کا یقینی طور پر انکار کرے، مثلاً کہے: "کہ یہ مجھ پر جھوٹ بول رہا ہے"، یا یہ کہتا ہے کہ: "میں نے یہ روایت بیان نہیں کی"؛ ایسی صورت میں وہ حدیث قابلِ عمل نہیں ہوگی۔

اور اگر احتمالی انکار ہو جیسے شیخ کہے: "مجھے یہ حدیث یاد نہیں"؛ ایسی صورت میں اصح مذہب یہ ہے کہ: حدیث مقبول ہے، بشرطیکہ راوی ثقہ ہو۔

بھولنے کے بعد روایت کرنے کی مثال: روى الخطيب من طريق حماد بن سلمة عن عاصم عن أنس رضی اللہ عنہ قال: حدثني إبناي عني عن النبي ﷺ أنه كان يكره أن يجعل فَصّ الخاتم مما سواه. (تدريب الراوي)

تقسیمات متفرقہ

تقسیم اول: بلحاظ اسمائے رواۃ

سوالات

بلحاظ اسمائے رُوات

① ہم نامی کی وجہ سے سند کے کسی راوی میں اشتباہ ہے؟ اور اس کی کتنی صورتیں ہیں؟

تقسیم اول بلحاظ اسمائے رُوات

۱ ہم نامی کی وجہ سے رُوات میں اشتباہ کی تین قسمیں ہیں: ۱) مُتَّفِق ومُفتَرِق، ۲) مُؤتَلِف ومُختَلِف، ۳) مُتشابہ۔

مُتَّفِقْ ومُفْتَرِقْ: سند میں مذکورہ رُوات جن کے نام مع ولدیت لکھنے اور بولنے میں یکساں ہوں یا کنیت یا نسبت وغیرہ میں متفق ہوں؛ اور ان کی شخصیتیں مختلف ہوں، جیسے: سند میں صرف حماد نام کا ذکر ہو، اس نام کے ایک ہی طبقے میں دو روات ہیں: حماد بن زید بھی اور حماد بن سلمہ، اسی طرح خلیل بن احمد نامی رُوات چھ ہیں۔

متفق ومتفرق کو جاننے کا فائدہ: اس کا فائدہ یہ ہے کہ دو شخصوں یا زیادہ کو ایک گمان کر لینے سے انسان بچ جاتا ہے۔

مُؤْتَلِفْ ومُخْتَلِفْ: سند میں مذکورہ رُوات جن کے نام، لقب یا نسب، خطاً یکساں ہوں اور نطقاً مختلف ہوں؛ خواہ نطق کا یہ اختلاف نقطوں کی وجہ سے ہو یا اعراب کی وجہ سے ہو یا دونوں کی وجہ سے ہو، جیسے: حمزۃ اور جمرۃ، عَقیل اور عُقَیل۔

مُتَشَابِہْ: سند میں مذکورہ رُوات ہیں جن کے نام تحریر اور تلفظ دونوں میں متفق ہوں اور ان کے باپوں کے نام صرف تحریر میں متفق ہوں اور تلفظ میں مختلف ہوں یا اس کے برعکس ہو، یعنی ان کے باپوں کے نام تو تحریر اور تلفظ دونوں میں متفق ہوں اور ان روات کے نام صرف تحریر میں متفق ہوں اور تلفظ میں

مختلف ہوں، یا رواۃ کے اپنے نام اور ان کے باپوں کے نام تحریر وتلفظ دونوں میں متفق ہوں؛ مگر ان کی نسبتیں صرف تحریر میں متفق ہوں اور تلفظ میں مختلف ہوں، جیسے: پہلی صورت کی مثال: محمد بن عَقیل اور محمد بن عُقَیل، دوسری صورت کی مثال: شُرَیح بن النعمان اور سُرَیج بن النعمان، اور تیسری صورت کی مثال: محمد بن عبدالله مُخْرَمي اور محمد بن عبدالله مَخرمي۔

تقسیم ثانی

بلحاظ صِیَغ اداء

سوالات

بلحاظ صیغ اداء

① نقل حدیث کے لیے کون سے الفاظ ہیں؟

② اگر یہ روایت عنعنہ ہے تو کیا عنعنہ کو سماع پر محمول کیا جائے گا؟

③ اجازت کی کتنی قسمیں ہیں؟

④ حدیثِ مسلسل کس کو کہتے ہیں؟

تقسیم ثانی بلحاظ صِیَغ اداء

[أ] ① سمعت، حدثني: ان دونوں کا استعمال اس وقت کیا جاتا ہے جب کہ شاگرد سن رہا ہو اور استاذ پڑھ کر سنا رہا ہو۔

② سمعنا، حدثنا: اگر شاگرد متعدد ہوں اور استاذ پڑھ کر سنائے تو ان میں سے ہر شاگرد بوقتِ روایت "سمعنا فلانا" یا "حدثنا فلان" کہے گا۔

③ قرأت عليه، أخبرني: ان کا استعمال وہ راوی کرتا ہے جس نے تنہا استاذ کے سامنے پڑھا ہو اور استاذ نے سنا ہو؛ خواہ استاذ نے حفظ سے سنا ہو یا کتاب میں دیکھ کر۔

④ أخبرنا، قرأنا عليه: بصیغۂ جمع، اور "قرئ عليه وأنا اسمع"، اس وقت بولے جاتے ہیں جب شاگرد نے دیگر ساتھیوں کی موجودگی میں شیخ کے سامنے وہ حدیث پڑھی ہو۔

⑤ إنباء: متقدمین کے نزدیک یہ إخبار کے ہم معنی ہے؛ اور متاخرین کے نزدیک اس کا استعمال وہ شخص کرتا ہے جس نے کسی شیخ سے بطریق اجازت روایت کی ہو۔

⑥ عنعنه وحديث معنعن: لفظ عن سے روایت کرنے کا نام عنعنہ ہے؛ اور جو حدیث بصیغۂ عن روایت کی جاتی اس کو "معنعن" کہتے ہیں، جیسے:
حدثنا عثمان بن أبي شيبة حدثنا معاوية بن هشام حدثنا سفيان عن أسامة بن زيد عن عثمان بن عروة عن عروة عن عائشة قالت: قال

رسول الله ﷺ: إن الله وملٰئكته يصلون على مَيامِن الصفوف.

(ابن ماجه: كتاب إقامة الصلوٰة، برقم: ۱۰۰۵)

[۲] عنعنہ کا حکم: عنعنہ دو شرطوں کے ساتھ سماع پر محمول کیا جاتا ہے:
۱۔راوی اور مروی عنہ میں معاصرت ہو، یعنی: دونوں کا زمانہ ایک ہو؛ ۲۔عنعنہ کرنے والا مدلِّس نہ ہو۔

⑦ اِجَازَتْ: یہ ہے کہ شیخ اپنی سند سے روایت کرنے کی کسی کو اجازت دیدے؛ خواہ اس سے راوی نے وہ حدیث سنی ہو یا نہ سنی ہو۔

⑧ مُشَافَهَهْ: اس کا مطلب یہ ہے کہ: شیخ اپنی زبان سے روایت کرنے کی اجازت دے۔

⑨ مُكَاتَبَهْ: متاخرین کی اصطلاح میں یہ ہے کہ شیخ کسی کو اپنی سند سے روایت کرنے کی تحریری اجازت دے اور متقدمین کے نزدیک مکاتبہ یہ ہے کہ شیخ حدیث لکھ کر تلمیذ کو پہنچادے، خواہ روایت کی اجازت دے یا نہ دے۔

⑩ مُنَاوَلَهْ: یہ ہے کہ شیخ اپنی اصل کتاب یا اس کی نقل تلمیذ کو دیدے یا تلمیذ شیخ کی کتاب نقل کر کے شیخ کے روبرو پیش کرے، اور دونوں صورتوں میں شیخ کہے کہ: میں اس کتاب کو فلاں سے روایت کرتا ہوں اور میں تمھیں اپنی سند سے اس کو روایت کرنے کی اجازت دیتا ہوں، (اجازت کی یہ صورت سب سے اعلیٰ وارفع ہے)۔

---

① عنعنہ میں امام بخاری کے نزدیک معاصرت کے ساتھ لقاء شرط ہے، جب کہ امام مسلم کے نزدیک صرف معاصرت کافی ہے۔

⑪ وِجَادَت: کسی راوی کو کسی شیخ کی کوئی لکھی ہوئی حدیث مل جائے اور طرزِ تحریر، دستخط یا شہادت کے ذریعے یقین ہو جائے کہ: یہ فلاں ہی کی تحریر ہے۔

وِجادہ سے روایت کا حکم: جو حدیث بطریق وجادہ روایت کی جائے، ان کا حکم یہ ہے کہ وہ منقطع ہیں؛ لیکن ان میں ایسا انقطاع ہے کہ کچھ شائبہ اتصال کا بھی ہے؛ کیوں کہ راوی "وجدت فلان بخط فلان" یا اس جیسا کوئی دوسرا کلمہ ذکر کرتا ہے۔

وجادہ کی روایتوں پر عمل کا حکم: بہت سے محدثین اور فقہاء فرماتے ہیں کہ عمل جائز نہیں، امام شافعی اور اُن کے متبعین سے منقول ہیں کہ ان پر عمل جائز ہے؛ بلکہ بعض محققین شوافع فرماتے ہیں کہ جب ان پر اعتماد ہو جائے تو عمل واجب ہو جاتا ہے، حافظ ابن صلاح اور امام نووی وغیرہ نے فرمایا ہے کہ: یہی بات صحیح ہے۔

⑫ وصیت کتاب: کوئی استاذ اپنی وفات یا سفر کے وقت کسی کے لیے یہ وصیت کر دے کہ: یہ کتاب فلاں کو دے دی جائے۔

وصیت بالمکتوب سے روایت کا حکم: بعض حضرات مثلاً ابو قلابہ اور ایوب سختیانی فرماتے ہیں کہ محض وصیت کی بناء پر موصیٰ لہٗ کے لیے جائز ہے کہ مجموع سے روایت کرے، اور جمہور محدثین نے جس طرح وجادہ اور مناولہ کے روایت کے جواز کے لیے اجازت کی شرط لگائی ہے، اسی طرح وصیت میں بھی اِذن کی روایت کی شرط لگائی ہے۔

⑬ اِعْلَام: اِعلام یہ ہے کہ کوئی شیخ کسی شاگرد کو بتلادے کہ: میں اس

کتاب کو فلاں شیخ سے روایت کرتا ہوں۔

اعلام سے روایت کا حکم: جمہور کہتے ہیں کہ اعلام سے روایت کے جواز کے لیے شرط یہ ہے کہ اس طالبِ علم کو اس محدث سے روایت کی اجازت حاصل ہو، بہت سے فقہاء، محدثین اور اصولیین کا مسلک یہ ہے کہ طالبِ علم کے لیے جائز ہے کہ اس محدث سے کتاب مذکور کی روایتوں کو نقل کریں خواہ اجازت ہو یا نہ ہو۔

تقسیم ثالث

بلحاظِ طرق روایت

۳ اجازت کی پانچ قسمیں ہیں: ① اجازتِ خاصہ، ② اجازت عامہ، ③ اجازت للمجہول، ④ اجازت بالمجہول، ⑤ اجازت للمعدوم۔

① **اجازتِ خاصہ:** یہ ہے کہ شیخ جس کو اجازت دے رہا ہے وہ (مُجازلہ) متعین ہو اور جس کی اجازت دے رہا ہے وہ (مُجازبہ) بھی متعین ہو، مثلاً یہ کہے: أجزت لك صحيح البخاري.

حکم: اجازت کی یہ قسم تمام قسموں سے اعلیٰ ہے بشرطیکہ وہ مناولہ سے خالی ہو، جمہور متأخرین کے نزدیک روایت وتحمل دونوں جائز ہے۔

② **اجازتِ عامہ:** یہ ہے کہ کوئی شیخ کہہ دے کہ میں نے اپنی سند سے روایت کرنے کی فلاں جماعت کو یا تمام مسلمانوں کو اجازت دیتا ہوں۔

③ **اجازت للمجہول:** یہ ہے کہ شیخ کسی نامعلوم شخص کو روایت

کی اجازت دیدے، مثلاً کہے کہ: میں نے ایک طالبِ علم کو یا ثقہ کو روایت کی اجازت دیدی، یا کسی مسمّٰی کو اجازت دے مگر وہ مسمّٰی اپنے ہم ناموں کے ساتھ اشتباہ کی وجہ سے غیر معلوم ہوجائے، مثلاً کہے کہ: ''میں نے محمد کو اجازت دی'' دراں حالاں کہ محمد نامی کئی آدمی ہوں۔

④ **اجازت بالمجهول:** یہ ہے کہ شیخ کسی کو غیر معلوم حدیث کی روایت کرنے کی اجازت دے، مثلاً کہے کہ: میں نے تم کو حدیث کی کتاب یا اپنی بعض مسموعات کے روایت کرنے کی اجازت دی، اور وہ کتاب اور بعض مسموعات کسی بھی طرح معلوم اور متعین نہ ہوسکتے ہوں۔

⑤ **اجازت للمعدوم:** یہ ہے کہ شیخ کسی غیر موجود شخص کو روایت کی اجازت دے، مثلاً کہے کہ: میں نے فلاں بچے کو۔جو پیدا ہوگا۔ روایت کی اجازت دی۔

ملحوظہ: اخیری چار صورتوں میں روایت کے بارے میں اصح مذہب یہ ہے کہ: ان صورتوں میں سے کسی صورت میں بھی روایت کرنا جائز نہیں۔

ملحوظہ

۴ **حدیث مسلسل:** وہ حدیث ہے جس کی سند کے رُوات کا کسی ایک صفت یا ایک حالت پر تسلسل قائم رہا ہو، جیسے: إن النبي ﷺ قال لمعاذ بن جبل إني أحِبُّك، فقُلْ في دبُر كل صلوٰة: ''اللّٰهم أعِنِّي علىٰ ذكرك وشكرك وحُسن عبادتك''. وعن أنس مرفوعًا: لا يجد العبد حلاوة

الإيمان حتى يؤمن بالقدر، وخيره وشره، حُلْوه ومرّه. وقال أنس وقبض رسول الله ﷺ على لحيته: عن أبي هريرة رضي الله عنه شبَّك بيدي أبو القاسم وقال: خلق الله الأرض يوم السبت①.

حکم: مسلسلات کے طریقۂ تسلسل میں بیشتر ضعف در آیا ہے، ہاں! کبھی اصل متن حدیث صحیح ہوتا ہے؛ لیکن طریقۂ اسناد کے تسلسل میں ضعف ہوتا ہے۔

---

① مثالِ اول: حدیثِ قولیہ کی ہے اس حدیث کو روایت کرتے وقت ایک راوی اسی طرح اپنے شاگرد سے کہا کرتا تھا کہ "إني أحبك فقل إلخ".

مثالِ ثانی: حدیثِ قولیہ وفعلیہ یہ ہے کہ یہ حدیث روایت کرتے وقت ہر ایک راوی اپنی ڈاڑھی پکڑ کر "آمنت بالقدر" کہا کرتا تھا۔

مثالِ ثالث: حدیثِ فعلیہ کی یہ ہے کہ اس حدیث کو بھی ہر ایک راوی اپنے شاگرد کے ہاتھ میں تشبیک کرکے بیان کرتا تھا۔ (تحفۃ الدرر: ۵۹)

تقسیم رابع

بلحاظِ احوالِ رواۃ

طبقات محدثین

طبقہ: محدثین کی اصطلاح میں طبقہ ایسی جماعت کو کہتے ہیں جو عمر میں یا اساتذہ سے پڑھنے میں شریک ہو۔ حافظ ابن حجرؒ نے تقریب التہذیب میں بارہ طبقات بیان کیے ہیں وہ مندرجۂ ذیل ہیں؟

طبقۂ اولیٰ: تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا طبقہ۔

طبقۂ ثانیہ: کبارِ تابعین کا طبقہ، جیسے: حضرت سعید بن المسیبؒ (مخضرمین اسی طبقہ میں شمار کیے گئے ہیں)۔

طبقۂ ثالثہ: تابعین کا درمیانی طبقہ جیسے: حضرت حسن بصریؒ اور محمد بن سیرینؒ۔

طبقۂ رابعہ: تابعین کے طبقۂ وسطیٰ سے ملا ہوا طبقہ، جن کی اکثر روایات کبارِ تابعین سے ہیں، جیسے امام زھریؒ اور قتادہؒ۔

طبقۂ خامسہ: تابعین کا طبقۂ صغریٰ، جنہوں نے ایک دو ہی صحابہ کو دیکھا ہو، جیسے امام الاعمشؒ۔

طبقۂ سادسہ: طبقہ خامسہ کا معاصر طبقہ، مگر کسی صحابی سے ان کی ملاقات نہیں ہوئی، جیسے: ابن جریج۔

طبقۂ سابعہ: کبار تبع تابعین کا طبقہ، جیسے: امام مالکؒ اور امام ثوریؒ۔

طبقۂ ثامنہ: تبعِ تابعین کا درمیانی طبقہ، جیسے: سفیان بن عیینہؒ

اور اسماعیل ابن علیہؒ۔

طبقۂ تاسعہ: تبعِ تابعین کا طبقۂ صغریٰ، جیسے: یزید بن ھارون، امام شافعی، ابوداؤد طیالسی اور عبدالرزاق صنعانی رحمہم اللہ۔

طبقۂ عاشرہ: تبعِ تابعین سے روایت کرنے والے بعد کے طبقہ کے اکابر جن کی کسی بھی تابعی سے ملاقات نہیں ہوسکی، جیسے: امام احمد بن حنبلؒ۔

طبقۂ حادیہ عشرہ: تبعِ تابعین سے روایت کرنے والا بعد کے طبقہ کا طبقۂ وسطیٰ، جیسے: امام بخاریؒ، امام ذہلیؒ۔

طبقۂ ثانیہ عشرہ: تبعِ تابعین سے روایت کرنے والا بعد کے طبقہ کا طبقۂ صغریٰ، جیسے: امام ترمذیؒ وغیرہ۔ (تحفۃ الدرر: ۲۹)

مراتبِ جرح وتعدیل

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے تقریب التہذیب میں جرح وتعدیل بارہ مراتب شمار کرائے ہیں، اور وہ یہ ہیں:

مرتبۂ اولیٰ: صحابی ہونا۔

حکم: یہ توثیق کا سب سے اعلیٰ رتبہ ہے، تمام صحابہ کرام بلاشبہ عادل ہیں؛ حکم لگانے سے بے نیاز ہے۔

مرتبۂ ثانیہ: میں وہ رُوات ہیں جن کی تعدیل ائمۂ جرح وتعدیل نے تاکید کے ساتھ کی ہے، خواہ صیغۂ اسم تفضیل استعمال کیا ہو، جیسے: "أوثق الناس" یا کسی صفتِ مادحہ کو لفظاً مکرر استعمال کیا ہو، جیسے: "ثقة ثقة" یا

معنیً مکرر استعمال کیا ہو، جیسے: "ثقة حافظ".

حکم: نمبر ایک کی صحیح لذاتہ۔ ہاں! وھم والی روایت کو ضعیف قرار دیا جائے گا۔

مرتبۂ ثالثه: میں وہ رُوات ہیں جن کی تعدیل ائمہ نے ایک صفتِ مادحہ سے کی ہے، جیسے: "ثقة" یا "متقن" (احادیث کو مضبوط کرنے والا) یا "ثبت" (مضبوط) یا "عدل" (معتبر)۔

حکم: نمبر دو کی صحیح لذاتہ۔ ہاں وھم والی روایت کو ضعیف قرار دیا جائے گا۔

مرتبۂ رابعه: میں وہ رُوات ہیں جو مرتبۂ ثالثہ سے کچھ کم رتبہ ہیں، ان کے لیے حافظ صاحب نے تقریب میں "صدوق" یا "لا بأس به" یا "ليس به بأس" کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔

حکم: نمبر تین کی صحیح لذاتہ۔ ہاں وھم والی روایت کو ضعیف قرار دیا جائے گا۔

مرتبۂ خامسه: میں وہ رُوات ہیں جو مرتبۂ رابعہ سے کچھ کم رتبہ ہیں، اِن کے لیے "صدوق سيّء الحفظ" یا "صدوق يهِم" یا "صدوق له أوهام" یا "صدوق يخطيء" یا "صدوق تغيّر بآخرة" (یا بآخرہ) کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ نیز وہ تمام رُوات بھی اسی رتبہ میں ہیں جن پر کسی بھی بدعقیدگی کا اتہام ہے، مثلاً شیعہ ہونا، قدری ہونا، ناصبی ہونا، مرجئ ہونا یا جہمی وغیرہ ہونا۔

حکم: نمبر ایک کی حسن لذاتہ ہے، کثرتِ طرق سے صحیح لغیرہ ہوگی۔ ہاں! جب وہم، خطا یا مخالفت واضح ہو جائے تو وہ روایت ضعیف ہوگی۔

مرتبۂ سادسہ: میں وہ رواۃ ہیں جن سے بہت ہی کم احادیث مروی ہیں اور ان کے بارے میں کوئی ایسی جرح ثابت نہیں جس کی وجہ سے ان کی حدیث کو متروک قرار دے دیا جائے؛ ان کے لیے اگر کوئی متابع ہے تو "مقبول" ورنہ "لین الحدیث" کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔

حکم: مقبول کی حدیث نمبر دو کی حسن لذاتہ۔ لین الحدیث کی نمبر تین کی حسن لذاتہ۔

مرتبۂ سابعہ: میں وہ رواۃ ہیں جن سے روایت کرنے والے تو ایک سے زائد تلامذہ ہیں مگر کسی امام نے ان کی توثیق نہیں کی ان کے لیے "مستور" یا "مجھول الحال" کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔

حکم: توقف کیا جائے اور متابع یا شواہد پر نمبر ایک کی حسن لغیرہ ہوتی ہے۔

مرتبۂ ثامنہ: میں وہ رواۃ ہیں جن کے قابلِ اعتبار توثیق نہیں کی گئی البتہ تضعیف کی گئی ہے اگر چہ وہ تضعیف مبہم ہو؛ ان کے لیے "ضعیف" استعمال کیا ہے۔

حکم: ضعیف کہلاتی ہے، تعدد طرق سے نمبر دو کی حسن لغیرہ ہوگی۔

مرتبۂ تاسعہ: میں وہ رواۃ ہیں جن سے روایت کرنے والا صرف ایک ہی شاگرد ہیں اور کسی امام نے اس کی توثیق نہیں کی؛ ان کے لیے "مجھول" استعمال کیا ہے۔

حکم: ضعیف کہلاتی ہے، اور تعدد طرق سے نمبر تین کی حسن لغیرہ ہوتی ہے۔

مرتبۂ عاشرہ: یں وہ رواۃ ہیں جن کی کسی نے بھی توثیق نہیں کی اور ان کی نہایت سخت تضعیف کی گئی ہے؛ ان کے لیے "متروك" یا "متروك الحديث" یا "واهي الحديث" یا "ساقط" کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔

حکم: ضعیف جدا کہلاتی ہے اور اعتبار کی صلاحیت نہیں رکھتی۔

مرتبۂ حادیہ عشرہ: یں وہ رواۃ ہیں جو کذب کے ساتھ مبہم کیے گئے ہیں بایں وجہ کہ ان کی روایت شریعت کے قواعد معلومہ کے خلاف ہے یا لوگوں کے ساتھ بات چیت میں ان کا جھوٹ ثابت ہو چکا ہے۔

حکم: حدیث "متروک" یا "مطروح" کہلاتی ہے۔

مرتبۂ ثانیہ عشرہ: یں وہ رواۃ ہیں جن کے متعلق کذب اور وضع کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔

حکم: "موضوعات" اور "اباطیل" کہلاتی ہیں۔ (تحفۃ الدرر: ۷۲، ۷۳) بزیادۃ

ملحوظہ: ان مراتب جرح کا نقشہ مع القاب واحکام صفحہ ۱۴۱ پر ملاحظہ فرمالیں۔

اِجراء کا طریقہ

کسی بھی حدیث پر اصول کا اجراء کرنے کے لیے اوّلاً: اس کی متعدد اسانید کا سامنے ہونا ضروری ہے؛ حدیث کی متعدد اسانید و مآخذ کو معلوم کرنے کے لیے "موسوعة المعجم المفهرس" اور "موسوعة أطراف الحديث" بے حد مفید ثابت ہوں گی؛ ہاں! ضرورت محسوس ہونے پر دیگر کتب حدیث سے مراجعت کی جائے۔

ثانیاً: رُوات کی عدالت وضبط کی تحقیق کے لیے حافظ ابن حجرؒ کی "تقريب التهذيب" کی طرف مراجعت کی جائے۔

ثالثاً: رجالِ اسناد کی تعیین اور اتصال سند کے لیے حافظ مِزّی کی "تهذيب الكمال" کی طرف مراجعت کی جائے۔

ان چاروں کتابوں کا مختصر تعارف اور استفادہ کا طریقہ صفحہ:۱۲۸ ملاحظہ فرمائیں:

امثلۂ اجرائے اصولِ حدیث

مثال اوّل

حدثنا أبو نعيم عن زكريا عن عاصم عن عبدالله بن عمرو عن النبي ﷺ قال: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده". (رواه البخاري)

بلحاظِ تعدادِ اسانید حدیث کی چار کی قسموں میں سے کون سی قسم ہے؟ سب

سے پہلے ہم اس حدیث کی تخریج کریں گے کہ: یہ حدیث کہاں کہاں ہے؟ ہم نے "المعجم المفهرس" کی مدد سے اس حدیث کی تخریج کی چناں چہ "بخاری" میں یہ روایت دوجگہ پائی:

(۱)حدثنا أبونعيم عن زكريا عن عامر عن عبدالله بن عمرو عن النبي ﷺ إلخ. (كتاب الرقاق، باب الانتهاء عن المعاصي)

(۲) حدثنا آدم بن إياس عن شعبة عن عبد الله بن أبي السفر واسماعيل بن أبي خالد عن الشعبي عن عبدالله بن عمرو عن النبي ﷺ إلخ. (كتاب الإيمان، باب: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده").

مسلم شریف میں: حدثنا أبوالطاهر أحمد بن عمرو بن عبدالله عن ابن وهب عن يزيد بن أبي حبيب عن أبي الخيْر عن عبدالله بن عمرو عن النبي ﷺ إلخ. (كتاب الإيمان، باب بيان تفاضل الإسلام)

ابوداؤد میں: حدثنا مسدد عن يحيي عن اسماعيل بن أبي خالد عن عامر بن عبدالله بن عمرو عن النبي ﷺ إلخ.

(كتاب الجهاد، باب في الهجرة هل انقطعت)

نسائی کبریٰ میں دوجگہ: (۱) حدثنا عمرو بن علي عن يحيي عن اسماعيل عن عامر عن عبدالله عمرو عن النبي ﷺ إلخ.

(كتاب الإيمان وشرائعه، باب صفة المسلم)؛

(۲) حدثنا محمد بن عبدالله بن يزيد عن سفيان عن داؤد بن أبي خالد عن النبي ﷺ؛ ح: وأخبرنا يوسف بن عيسىٰ عن الفضل بن

موسیٰ عن اسماعيل عن عامر عن عبدالله بن عمرو عن النبي ﷺ إلخ. (كتاب السِّير، باب تفسير الهجرة)

مسند احمد میں دو جگہ: (١) حدثنا يعلى بن عبيد عن الأعمش عن أبي سعد عن رجل عن عبدالله عمرو عن النبي ﷺ إلخ.

(مسند احمد: ٢-٢٠٢)

(٢) حدثنا أبوالجواب عن عمار بن رزيق عن الأعمش عن أبي سعد عن عبد الله بن عمرو عن النبي ﷺ إلخ. (مسند أحمد: ٢-٢٠٩).

صحیح ابن حبان میں دو جگہ: (١) حدثنا أبومعاوية عن داؤد بن أبي هند عن الشعبي عامر بن شراحيل عن عبدالله بن عمرو عن النبي ﷺ إلخ. (صحيح ابن حبان: ١-٣٠٨، رقم: ٣٩٩)؛

(٢) أخبرنا عبدالله بن مَحْطَبة، حدثنا محمد بن الصبّاح حدثنا عَبِيْدة بن حُميد عن بيان بن بِشر عن عامر به. (١-٢٢٧، رقم: ٢٣٠)

ان اسانید کو جمع کرنے سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ: یہ حدیث ''حدیثِ مشہور'' ہے؛ اس لیے کہ ہر طبقہ میں روایت کرنے والے دو سے زائد ہیں۔

اس کے بعد تمام اسانید کو نیز تقریب التهذيب لابن حجر کو سامنے رکھے اور ہر ایک کا طبقہ دیکھتے جائے: عبداللہ بن عمرو سے روایت کرنے والے:

(١) شعبي عامر بن شراحيل: من الثالثة، (٢) أبوالخير مَرثَد بن عبدالله: من الثالثة، (٣) أبوسعد الأزدي: من الثالثة.

دوسرے طبقہ میں: (١) عبدالله بن أبي السفر: من السادسة،

(٢) زكريا بن أبي زائدة: من السادسة، (٣) بيان بن بشر: من السادسة، (١) يزيد بن أبي حبيب: من الخامسة، (٢) سليمان بن مهران الأعمش: من الخامسة، (٣) داؤد بن أبي هند: من الخامسة.

تیسرے طبقے میں: (١) الفضل بن دكين أبو نعيم، من التاسعة، (٢) يحيي بن سعيد القطان: من التاسعة، (٣) الفضل بن موسىٰ: من التاسعة، (٤) يعلى بن عبيد: من التاسعة.

چوتھے طبقہ میں: (١) مسدد: من العاشرة، (٢) عمرو بن علي: من العاشرة، (٣) محمد بن عبدالله بن يزيد: من العاشرة، (٤) يوسف بن عيسىٰ: من العاشرة.

یہ خبرِ واحد ہے، چوں کہ مشہور خبرِ واحد ہی کی ایک قسم ہے۔

باعتبارِ احوالِ رواۃ ''مقبول'' ہے؛ اس لیے کہ ہم نے تقريب التهذيب میں ہر راوی کو دیکھا کہ شرائطِ قبولیت موجود ہیں۔

مقبول اخبار کی قسموں میں سے ''صحیح لذاتہٖ'' ہے؛ اس لیے کہ ہم نے تقريب التهذيب اور تهذيب الكمال میں دیکھا کہ سب راوی عادل اور تام الضبط ہیں اور سند بھی متصل ہیں۔

اور معمول بہ وغیر معمول بہ کے اعتبار سے ''محکم'' ہے؛ اس لیے کہ اس کے مقابلہ میں کوئی معارض حدیث نہیں۔

منتہائے سند کے اعتبار سے حدیث کی قسموں میں سے ''مرفوع'' ہے؛ چوں کہ اس کی سند آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے، اور ''قولی'' ہے چوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کا قول ہے اور ''صریحی'' ہے۔

اور وسائط سند کی قلت وکثرت کے اعتبار سے بخاری کی سند ''عالی اور علوِ مطلق'' ہے؛ چوں کہ دوسری اسانید کے مقابلہ میں اس کے وسائط کم ہیں؛ راوی مروی عنہ کے اعتبار سے "رواية الأصاغر عن الأكابر" ہے۔

مثال ثانی

حدثنا هارون بن عبدالله حدثنا أبوأسامة عن الوليد بن كثير عن محمد بن كعب عن عبيدالله عن عبدالله بن رافع عن أبي سعيد الخدري رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله ﷺ: "إن الماء طهور لا يُنَجِّسه شيء".

(رواه النسائي)

بلحاظِ تعداد اسانید حدیث کی چار قسموں میں سے کون سی قسم ہے؟ سب سے پہلے اس حدیث کی تخریج کریں گے کہ کون کون سی کتابوں میں ہے ہم نے المعجم المفهرس کی مدد سے اس حدیث کو مختلف کتابوں میں پایا۔

(۱) سنن ابی داؤد میں: حدثنا محمد بن العلاء والحسن بن علي ومحمد بن سليمان الأخبَاري قالوا حدثنا أبوأسامة عن الوليد بن كثير عن محمد بن كعب عن عبيدالله بن عبدالله بن رافع عن أبي سعيد الخدري رضی اللہ عنہ إلخ. (أبو داؤد، كتاب الطهارة، باب ما جاء في بئر بضاعة).

(۲) سنن ترمذی میں: حدثنا هنَّاد والحسن بن علي الخلَّال وغير واحد قالوا: حدثنا أبوأسامة عن الوليد بن كثير عن محمد بن كعب

عن عبيدالله بن عبدالله بن رافع عن أبي سعيد الخدري ؓ إلخ.

(كتاب المياه، باب ما جاء في ذكر بئر بضاعة).

(۳) نسائی صغریٰ میں: حدثنا هارون بن عبدالله حدثنا أبوأسامة عن الوليد بن كثير عن محمد بن كعب عن عبيدالله بن عبدالله بن رافع عن أبي سعيد الخدري ؓ إلخ. (كتاب المياه، باب ذكر بئر بضاعة)

ان اسانید کو جمع کرنے کے بعد ہمیں پتہ چلتا ہے کہ: یہ حدیث ''غریب'' ہے؛ اس لیے کہ عبید اللہ بن عبد اللہ تنہا ابوسعید الخدری سے روایت کرتے ہیں؛

غریب کی قسموں میں سے ''فردِ مطلق'' ہے؛ اس لیے کہ طبقہَ تابعین میں غرابت ہے۔ (عبید اللہ بن عبد اللہ تابعین میں سے ہے اس کا علم ہمیں تقریب التهذیب سے چلا)۔

اور خبرِ آحاد کی قسموں میں سے ''مردود'' ہے: کیوں کہ عبید اللہ بن عبد اللہ کو ہم نے ''تقريب التهذيب'' میں دیکھا تو ان کے بارے میں حافظ ابن حجر نے لکھا ہے ''مستور''؛

نیز حدیث مردود (یعنی حدیث کے نا قابل عمل ہونے) کے دو سبب ہیں:

(۱) سقط، (۲) طعن، ان دو میں سے ''طعن'' ہے؛

اور طعن کی قسموں میں سے متعلق بعدالت میں سے ''جہالت'' ہے، اور جہالت کی قسموں میں سے ''مجهول الحال'' ہے؛ لیکن چوں کہ ایسی حدیث کا کوئی متابع یا شاهد ہو تو وہ حسن کے درجہ کو پہنچ جاتی ہے؛ لہٰذا اس حدیث کے بھی متابع اور

شواہد موجود ہیں؛ لہٰذا یہ حدیث "حسن لغیرہ" ہوگی۔

متابع: حدیث ابن أبي سعید، عند أحمد: ۳-۱۵؛ ومن حدیث رجل من بني عدي عند أحمد: ۳-۳۱؛ یہاں متابعت "متابعت قاصرہ" ہے۔

شواهد: حدیث ابن عباس عند أحمد: ۲۳۵۱؛ اور ابن خزیمہ نے (۱/۴۸) پر، اور ابن حبان نے (۲/۲۷۱) حدیث عائشہ کی تخریج کی ہے: عند أبي یعلی (رقم: ۱۳۰٤)؛ وحدیث جابر عند ابن ماجه. (الطهارة، المیاه)

معمول بہ وغیر معمول بہ کے اعتبار سے "محکم" ہے؛ اس لیے کہ: اس کے مقابلہ میں کوئی دوسری نص نہیں ہے۔

منتہائے سند کے اعتبار سے حدیث کی قسموں میں سے "مرفوع" ہے اور قولی صریحی"؛ کیونکہ اس کی سند آپ ﷺ تک پہنچی ہے، اور وسائط سند کی قلت وکثرت کے اعتبار سے "عالی" اور "علو مطلق" ہے؛ اس لیے کہ اس کی دوسری سندوں کے مقابلہ میں کم واسطے ہیں۔

اور راوی ومروی عنہ کے اعتبار سے روایة الأصاغر عن الأکابر ہے۔

مثال ثالث

حدثنا ابراهیم بن عبدالله الهروي حدثنا هشیم أخبرنا یونس بن عبید عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله ﷺ: "مطل

الغني ظلم"۔ (رواه الترمذي)

بلحاظِ تعداد اسانید حدیث کی قسموں میں سے کون سی قسم ہیں؟ سب سے پہلے اس حدیث کی تخریج کریں گے کہ: کون کون سی کتابوں یہ حدیث میں ہے؛ لہٰذا ہم نے المعجم المفهرس کی مدد سے اس کو مختلف کتابوں میں پایا۔

ترمذی میں: حدثنا ابراهيم بن عبدالله الهروي حدثنا هشيم أخبرنا يونس بن عبيد عن نافع عن ابن عمر رضـ إلخ

(ترمذی، كتاب البيوع، باب ما جاء في مطل الغني ظلم)،

سنن ابن ماجہ میں: حدثنا اسماعيل بن توبة عن هشيم عن يونس بن عبيد عن نافع عن ابن عمر رضـ إلخ. (ابن ماجه: باب الحوالة)

مسند احمد میں: حدثنا سريج بن النعمان حدثنا هشيم عن يونس بن عبيد عن نافع عن ابن عمر رضـ إلخ. (مسند أحمد: ۲-۷۱)

ان اسانید کو جمع کرنے کے بعد ہمیں پتہ چلا کہ: یہ حدیث "حدیث غریب" ہے؛ اس لیے اکثر طبقات میں تفرد ہے، اور غرابت کی قسموں میں سے "فردِ نسبی" ہے؛ اس لیے کہ وسطِ سند یا آخر سند میں غرابت ہے۔

خبر واحد کی قسموں میں سے "مردود" ہے؛ اس لیے کہ شرائطِ قبولیت میں سے "اتصالِ سند" مفقود ہے۔

حدیث کے ناقابلِ عمل کے اسباب میں سے "سقط" ہے اور سقط کی قسموں میں سے "سقطِ خفی" ہے؛ اس لیے کہ ہم نے تقريب التهذيب اور دوسری "اسماء

رجال“ کی کتب کو دیکھا تو پتہ چلا کہ: یونس بن عبید کا سماع نافع سے نہیں ہے۔

سقطِ خفی کی قسموں میں سے ”مرسل خفی“ ہے۔

تدلیس کی اقسام میں سے ”تدلیس الاسناد“ ہے؛ اس لیے کہ: یونس بن عبید نے اپنے استاذ کو حذف کر کے استاذ الاستاذ کی طرف نسبت کردی؛ لیکن یہ حدیث ”حسن لغیرہ“ ہے اس لیے کہ: اس کے شواھد موجود ہے۔

شاھد: بخاری نے (كتاب الاستقراض، باب مطل الغني ظلم) اور مسلم نے (كتاب المساقاة، باب تحريم مطل الغني ظلم) من طريق معمر عن همام عن أبي هريرة رضی اللہ عنہ تخریج کی ہے۔

اور منتہائے سند کے اعتبار سے ”مرفوع قولی صریحی“ ہے؛ اس لیے کہ: اس کی نسبت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے۔

وسائط سند کی قلت وکثرت کے اعتبار سے ”مساوی“ ہے؛ اس لیے تمام سندوں کے رواۃ کی تعداد برابر ہے۔

راوی ومروی عنہ کے اعتبار سے رواية الاصاغر عن الاكابر ہے۔

ملحوظہ: واضح رہے کہ حدیث پر صحت، حسنیت اور ضعف کے فیصلہ کا مدار ہمیشہ ارذل راوی کے حال پر ہوگا؛ لہٰذا اگر کسی سند میں چار ثقہ رجال ہوں اور ایک ضعیف ہو تو اس ضعیف راوی کی وجہ سے حدیث پر ضعف ہونے کا حکم لگے گا۔

مراتبِ جرح وتعدیل مع احکام

نمبر	القاب	ملقبین حضرات	احکام
۱	الصحابة	شرفِ صحابیت ثابت ہوجائے یا راجح ہو۔	حکم لگانے سے بے نیاز ہے۔
۲	أوثق الناس، أثبت الناس، أصدق الناس، ثقة، ثبت ثبت، ثقة حافظ، عدل ضابط.	یہ علمائے جرح وتعدیل اور ائمہ نقد کی حیثیت رکھنے والے ہیں۔	نمبر ایک کی صحیح لذاتہ۔ ہاں! وھم والی روایت کو ضعیف قرار دیا جائے گا۔
۳	ثقة، متقن، حجة، حافظ، ثبت، عدل	جن کی ثقاہت پر ائمہ جرح وتعدیل متفق ہیں، نیز جن کی صحابیت محقق نہیں۔	نمبر دو کی صحیح لذاتہ۔ ہاں وھم والی روایت کو ضعیف قرار دیا جائے گا۔
۴	صدوق، لابأس به، ليس به بأس	جن کی ثقاہت پر تقریبا ائمہ جرح وتعدیل متفق ہوں، یا کسی ایک کا ثقاہت میں اختلاف ہو۔ (جرح غیر معتبر)	نمبر تین کی صحیح لذاتہ۔ ہاں وھم والی روایت کو ضعیف قرار دیا جائے گا۔
۵	صدوق يهم، صدوق يخطئ، صدوق له أوهام، صدوق سيء الحفظ، صدوق يخطئ كثيرا، صدوق تغير بآخره، رُمي بنوع من البدعة كالتشيع أو القدر أو الإرجاء	جن کی ثقاہت جمہور نے بیان کی ہوں اور کسی نے جرح معتبر بھی کی ہو۔ یہ مختلف فیہ رواۃ ہیں، نیز بدعقیدگی سے متہم رواۃ بھی داخل ہیں جن کے لیے صدوق رُمی بتشیع آتا ہے۔	نمبر ایک کی حسن لذاتہ ہے، کثرتِ طرق سے صحیح لغیرہ ہوگی۔ ہاں! جب وہم، خطا یا مخالفت واضح ہوجائے تو وہ روایت ضعیف ہوگی۔
۶	مقبول، لين الحديث	وہ قلیل الحدیث ہے جس سے ایک سے دس تک احادیث مروی ہوں اور ایسی جرح بھی نہ ہو جس سے ان کی حدیث متروک قرار دی جائے۔	مقبول کی حدیث نمبر دو کی حسن لذاتہ۔ لین الحدیث کی نمبر تین کی حسن لذاتہ۔

۷	مستور، مجهول الحال، لايعرف حاله	جس سے روایت کرنے والے ایک سے زائد ہوں؛ لیکن توثیق کسی نے نہ کی ہو۔	توقف کیا جائے اور متابع یا شواہد پر نمبر ایک کی حسن لغیرہ۔
۸	ضعيف، ليس بالقوي، فيه ضعف، ضعيف الحفظ	جس کے متعلق معتبر امام کی توثیق نہ ہو؛ بلکہ ائمہ جرح وتعدیل سے اس کی تضعیف (مصرح یا مبہم) موجود ہو۔	ضعیف کہلاتی ہے، تعدد طرق سے نمبر دو کی حسن لغیرہ ہوگی۔
۹	مجهول- أي مجهول العين-، لايعرف	جس سے روایت کرنے والا صرف ایک راوی ہو اور سرے سے کسی نے توثیق نہ کی ہو۔	ضعیف کہلاتی ہے، اور تعدد طرق سے نمبر تین کی حسن لغیرہ ہوتی ہے۔
۱۰	متروك، متروك الحديث، واهي الحديث، ساقط، منكر الحديث	جس کے متعلق توثیق بالکل نہ ہو؛ البتہ ائمہ جرح وتعدیل نے سخت تضعیف کی ہو۔	ضعیف جدا کہلاتی ہے اور اعتبار کی صلاحیت نہیں رکھتی۔
۱۱	متهم بالكذب	عام بول چال میں کذب بیانی کا مرتکب ہو یا اس کی روایت شریعت کے قواعدِ معلومہ کے خلاف ہو، اور حدیث رسول میں کذب بیانی ثابت نہ ہو۔	حدیث ''متروک'' یا ''مطروح'' کہلاتی ہے۔
۱۲	كذاب، وضاع	حدیث رسول میں جھوٹ کا مرتکب، ایسے شخص کی حدیث توجہ کے بعد بھی قبول نہیں کی جاتی۔	''موضوعات'' اور ''اباطیل'' کہلاتی ہیں۔

(تخریج الحدیث، حدیث فہمِ حدیث، درر)

سلسلة إحياء العلوم وحفظ المتون

المتن الشهير في اصطلاحات أصول الحديث

المسمیٰ بـــ

نخبة الفكر

لأبي الفضل الحافظ ابن حجر العسقلاني

(م: ۸۵۲هـ)

عُني بها

محمد الياس بن عبد الله الغدوي، الغجراتي

(خادم الطلبة بمدرسة دعوة الإيمان، مانيكفور تكولي)

الناشر

إدارة الصديق دابيل، گجرات، الهند

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَزَلْ عَالِماً قَدِيْراً، وَصَلَّى اللّٰهُ عَلىٰ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ الَّذِيْ أَرْسَلَه إِلَى النَّاسِ كَافَّةً بَشِيْراً وَّنَذِيْراً، وَعَلىٰ آلِ مُحَمَّدٍ وَصَحْبِه وَسَلَّمَ تَسْلِيْماً كَثِيْراً.

أَمَّا بَعْدُ:

فَإِنَّ التَّصَانِيْفَ فِيْ اِصْطِلَاحِ أَهْلِ الْحَدِيْثِ قَدْ كَثُرَتْ، وَبُسِطَتْ وَاخْتُصِرَتْ؛

فَسَأَلَنِيْ بَعْضُ الإِخْوَانِ أَنْ أُلَخِّصَ لَهُ الْمُهِمَّ مِنْ ذٰلِكَ، فَأَجَبْتُه إِلىٰ سُؤَالِه رَجَاءَ الْاِنْدِرَاجِ فِيْ تِلْكَ الْمَسَالِكِ، فَأَقُوْلُ:

* * * * * * * * *

اَلْخَبَرُ إِمَّا أَنْ يَكُوْنَ لَه: طُرُقٌ بِلا عَدَدٍ مُعَيَّنٍ، أَوْ مَعَ حَصْرٍ: بِمَا فَوْقَ الْاِثْنَيْنِ، أَوْ بِهِمَا، أَوْ بِوَاحِدٍ:

فَالْأَوَّلُ: "الْمُتَوَاتِرُ" الْمُفِيْدُ لِلْعِلْمِ الْيَقِيْنِيِّ بِشُرُوْطِه.

وَالثَّانِيْ: "اَلْمَشْهُوْرُ" وَهُوَ الْمُسْتَفِيْضُ عَلىٰ رَأْيٍ.

وَالثَّالِثُ: "اَلْعَزِيْزُ"، وَلَيْسَ شَرْطاً لِلصَّحِيْحِ، خِلافاً لِّمَنْ زَعَمَه.

وَالرَّابِعُ: "اَلْغَرِيْبُ".

وَكُلُّهَا -سِوَى الْأَوَّلِ- آحَادٌ.

وَفِيْهَا: الْمَقْبُوْلُ وَالْمَرْدُوْدُ؛ لِتَوَقُّفِ الاسْتِدْلالِ بِهَا عَلَى الْبَحْثِ عَنْ

أَحْوَالِ رُوَاتِهَا، دُوْنَ الْأَوَّلِ.

وَقَدْ يَقَعُ فِيْهَا مَا يُفِيْدُ الْعِلْمَ النَّظَرِيَّ بِالْقَرَائِنِ عَلَى الْمُخْتَارِ.

ثُمَّ "الْغَرَابَةُ"، إِمَّا: أَنْ تَكُوْنَ فِيْ أَصْلِ السَّنَدِ، أَوْ لا.

فَالْأَوَّلُ: "اَلْفَرْدُ الْمُطْلَقُ".

وَالثَّانِيْ: "اَلْفَرْدُ النِّسْبِيُّ"، وَيَقِلُّ إِطْلاقُ الْفَرْدِيَّةِ عَلَيْهِ.

وَخَبَرُ الْآحَادِ بِنَقْلِ عَدْلٍ، تَامِّ الضَّبْطِ، مُتَّصِلَ السَّنَدِ، غَيْرَ مُعَلَّلٍ وَلا شَاذٍّ: هُوَ "الصَّحِيْحُ لِذَاتِه".

وَتَتَفَاوَتُ رُتَبُه بِتَفَاوُتِ هٰذِهِ الْأَوْصَافِ؛

وَمِنْ ثَمَّ قُدِّمَ صَحِيْحُ الْبُخَارِيِّ، ثُمَّ مُسْلِمٍ، ثُمَّ شَرْطُهُمَا.

فَإِنْ خَفَّ الضَّبْطُ: فَـ"الْحَسَنُ لِذَاتِه"، وَبِكَثْرَةِ طُرُقِه يُصَحَّحُ.

فَإِنْ جُمِعَا فَلِلتَّرَدُّدِ فِي النَّاقِلِ حَيْثُ التَّفَرُّدُ، وَإِلاَّ فَبِاعْتِبَارِ إِسْنَادَيْنِ.

****

وَزِيَادَةُ رَاوِيْهِمَا "مَقْبُوْلَةٌ"، مَا لَمْ تَقَعْ مُنَافِيَةً لِمَنْ هُوَ أَوْثَقُ، فَإِنْ خُوْلِفَ: بِأَرْجَحَ فَالرَّاجِحُ "الْمَحْفُوْظُ"، وَمُقَابِلُهُ "الشَّاذُّ"؛ وَمَعَ الضُّعْفِ، فَالرَّاجِعُ "الْمَعْرُوْفُ"، وَمُقَابِلُهُ "الْمُنْكَرُ".

وَ"الْفَرْدُ النِّسبِيُّ": إِنْ وَافَقَه غَيْرُه فَهُوَ "الْمُتَابِعُ"، وَإِنْ وُجِدَ مَتْنٌ يُشْبِهُه فَهُوَ "الشَّاهِدُ"؛

وَتَتَبُّعُ الطُّرُقِ لِذٰلِكَ هُوَ "الاعْتِبَارُ".

****

ثُمَّ "الْمَقْبُوْلُ": إِنْ سَلِمَ مِنَ الْمُعَارَضَةِ فَهُوَ "الْمُحْكَمُ"، وَإِنْ عُوْرِضَ بِمِثْلِهِ: فَإِنْ أَمْكَنَ الْجَمْعُ فَـ"مُخْتَلِفُ الْحَدِيْثِ"، أَوْ لا، وَثَبَتَ الْمُتَأَخِّرُ فَهُوَ "النَّاسِخُ"، وَالْآخَرُ "الْمَنْسُوْخُ"؛ وَإِلاَّ فَالتَّرْجِيْحُ، ثُمَّ التَّوَقُّفُ.

****

ثُمَّ "الْمَرْدُوْدُ" إِمَّا: أَنْ يَكُوْنَ لِسَقْطٍ، أَوْ طَعْنٍ.

فَـ"السَّقْطُ": إِمَّا أَنْ يَكُوْنَ مِنْ مَبَادِيِ السَّنَدِ مِنْ مُصَنِّفٍ، أَوْ مِنْ آخِرِهِ بَعْدَ التَّابِعِيِّ، أَوْ غَيْرِ ذٰلِكَ؛

فَالْأَوَّلُ: "اَلْمُعَلَّقُ"، وَالثَّانِيْ: "اَلْمُرْسَلُ"، وَالثَّالِثُ: إِنْ كَانَ بِاثْنَيْنِ فَصَاعِدًا مَعَ التَّوَالِيْ، فَهُوَ: "اَلْمُعْضَلُ"، وَإِلاَّ فَـ"الْمُنْقَطِعُ"؛

ثُمَّ قَدْ يَكُوْنُ وَاضِحًا، أَوْ خَفِيًّا،

فَالْأَوَّلُ: يُدْرَكُ بِعَدَمِ التَّلَاقِيْ؛ وَمِنْ ثَمَّ احْتِيْجَ إِلَى التَّارِيْخِ.

وَالثَّانِيْ: "اَلْمُدَلَّسُ"، وَيَرِدُ بِصِيْغَةٍ تَحْتَمِلُ اللُّقِيَّ، كَعَنْ، وَقَالَ؛ وَكَذَا الْمُرْسَلُ الْخَفِيُّ مِنْ مُعَاصِرٍ لَمْ يلقَ.

****

ثُمَّ "الطَّعْنُ": إِمَّا أَنْ يَكُوْنَ:

لِكَذِبِ الرَّاوِيْ، أَوْ تُهْمَتِهِ بِذٰلِكَ، أَوْ فُحْشِ غَلَطِهِ، أَوْ غَفْلَتِهِ، أَوْ فِسْقِهِ، أَوْ وَهْمِهِ، أَوْ مُخَالَفَتِهِ، أَوْ جَهَالَتِهِ، أَوْ بِدْعَتِهِ، أَوْ سُوْءِ حِفْظِهِ:

فَالْأَوَّلُ: "اَلْمَوْضُوْعُ"، وَالثَّانِيْ: "اَلْمَتْرُوْكُ"، وَالثَّالِثُ: "اَلْمُنْكَرُ"

عَلىٰ رَأْيٍ، وَكَذَا الرَّابِعُ وَالْخَامِسُ.

ثُمَّ "الْوَهْمُ": إِنِ اطُّلِعَ عَلَيْهِ بِالْقَرَائِنِ، وَجَمْعِ الطُّرُقِ: فَـ"الْمُعَلَّلُ".

ثُمَّ "الْمُخَالَفَةُ": إِنْ كَانَتْ بِتَغْيِيْرِ السِّيَاقِ، فَـ"مُدْرَجُ الإِسْنَادِ"؛

أَوْ بِدَمْجِ مَوْقُوْفٍ بِمَرْفُوْعٍ، فَـ"مُدْرَجُ الْمَتْنِ"؛

أَوْ بِتَقْدِيْمٍ أَوْ تَأْخِيْرٍ، فَـ"الْمَقْلُوْبُ"؛

أَوْ بِزِيَادَةِ رَاوٍ، فَـ"الْمَزِيْدُ فِيْ مُتَّصِلِ الْأَسَانِيْدِ"؛

أَوْ بِإِبْدَالِهِ وَلَا مُرَجِّحَ، فَـ"الْمُضْطَرِبُ"،

وَقَدْ يَقَعُ الإِبْدَالُ عَمَداً امْتِحَاناً؛

أَوْ بِتَغْيِيْرِ حُرُوْفٍ مَعَ بَقَاءِ السِّيَاقِ، فَـ"الْمُصَحَّفُ وَالْمُحَرَّفُ".

وَلَا يَجُوْزُ تَعَمُّدُ تَغْيِيْرِ الْمَتْنِ بِالنَّقْصِ وَالْمُرَادِفِ إِلَّا لِعَالِمٍ بِمَا يُحِيْلُ الْمَعَانِيْ.

فَإِنْ خَفِيَ الْمَعْنٰى احْتِيْجَ إِلىٰ شَرْحِ الْغَرِيْبِ، وَبَيَانِ الْمُشْكِلِ.

ثُمَّ "الْجَهَالَةُ"، وَسَبَبُهَا:

أَنَّ الرَّاوِيَ قَدْ تَكْثُرُ نُعُوْتُه، فَيُذْكَرُ بِغَيْرِ مَا اشْتُهِرَ بِه لِغَرَضٍ، وَصَنَّفُوْا فِيْهِ "الْمُوْضِّحَ".

وَقَدْ يَكُوْنُ مُقِلاًّ فَلَا يَكْثُرُ الْأَخْذُ عَنْهُ، وَصَنَّفُوْا فِيْهِ "الْوُحْدَانَ"،

أَوْ لَا يُسَمّٰى اخْتِصَاراً، وَفِيْهِ "الْمُبْهَمَاتُ"؛

وَلَا يُقْبَلُ الْمُبْهَمُ وَلَوْ أُبْهِمَ بِلَفْظِ التَّعْدِيْلِ عَلَى الْأَصَحِّ.

فَإِنْ سُمِّيَ وَانْفَرَدَ وَاحِدٌ عَنْهُ فَـ "مَجْهُوْلُ الْعَيْنِ"، أَوِ اثْنَانِ فَصَاعِداً، وَلَمْ يُوَثَّقْ، فَـ "مَجْهُوْلُ الْحَالِ"، وَهُوَ "الْمَسْتُوْرُ".

ثُمَّ "الْبِدْعَةُ": إِمَّا بِمُكَفِّرٍ، أَوْ بِمُفَسِّقٍ:

فَالأَوَّلُ: لا يَقْبَلُ صَاحِبَهَا الْجُمْهُوْرُ.

وَالثَّانِيْ: يُقْبَلُ مَنْ لَّمْ يَكُنْ دَاعِيَةً إِلَىٰ بِدْعَتِهِ فِي الْأَصَحِّ، إِلاَّ إِنْ رَوَى مَا يُقَوِّيْ بِدْعَتَه فَيُرَدُّ عَلَى الْمُخْتَارِ، وَبِهِ صَرَّحَ الْجُوْزَجَانِيُّ شَيْخُ النَّسَائِيِّ.

ثُمَّ "سُوْءُ الْحِفْظِ": إِنْ كَانَ لازِماً فَـ "الشَّاذُّ" عَلَىٰ رَأْيٍ، أَوْ طَارِئاً فَـ "الْمُخْتَلِطُ"؛

وَمَتَىٰ تُوْبِعَ السَّيِّءُ الْحِفْظِ بِمُعْتَبَرٍ، وَكَذَا الْمَسْتُوْرُ وَالْمُرْسَلُ، وَالْمُدَلَّسُ: صَارَ حَدِيْثُهُمْ "حَسَناً لا لِذَاتِه"؛ بَلْ بِالْمَجْمُوْعِ.

* * * * * * * *

ثُمَّ الإِسْنَادُ: إِمَّا أَنْ يَّنْتَهِيَ:

إِلَى النَّبِيِّ ﷺ تَصْرِيْحاً، أَوْ حُكْماً: مِنْ قَوْلِه، أَوْ فِعْلِه، أَوْ تَقْرِيْرِه.

أَوْ إِلَى الصَّحَابِيِّ كَذٰلِكَ، وَهُوَ: مَنْ لَقِيَ النَّبِيَّا مُؤْمِناً بِه، وَمَاتَ عَلَى الإِسْلامِ وَلَوْ تَخَلَّلَتْ رِدَّةٌ فِيْ الأَصَحِّ.

أَوْ إِلَى التَّابِعِيِّ: وَهُوَ مَنْ لَقِيَ الصَّحَابِيَّ كَذٰلِكَ:

فَالْأَوَّلُ "الْمَرْفُوْعُ"، وَالثَّانِيْ "الْمَوْقُوْفُ"، وَالثَّالِثُ "الْمَقْطُوْعُ"، وَمَنْ دُوْنَ التَّابِعِيِّ فِيْهِ مِثْلُهُ؛

وَيُقَالُ لِلْأَخِيْرَيْنِ: "اَلْأَثَرُ".

****

وَ"الْمُسْنَدُ": مَرْفُوْعُ صَحَابِيٍّ بِسَنَدٍ ظَاهِرُهُ اَلْاتِّصَالُ.

فَإِنْ قَلَّ عَدَدُهُ: فَإِمَّا أَنْ يَّنْتَهِيَ إِلَى النَّبِيِّ، أَوْ إِلىٰ إِمَامٍ ذِيْ صِفَةٍ عَلِيَّةٍ، كَشُعْبَةَ.

فَالْأَوَّلُ: "اَلْعُلُوُّ الْمُطْلَقُ".

وَالثَّانِيْ: "اَلنِّسْبِيُّ".

وَفِيْهِ "الْمُوَافَقَةُ"، وَهِيَ: الْوُصُوْلُ إِلىٰ شَيْخِ أَحَدِ الْمُصَنِّفِيْنَ مِنْ غَيْرِ طَرِيْقِهِ.

وَفِيْهِ "الْبَدَلُ"، وَهُوَ: الْوُصُوْلُ إِلىٰ شَيْخِ شَيْخِه كَذٰلِكَ.

وَفِيْهِ "الْمُسَاوَاةُ"، وَهِيَ: اِسْتِوَاءُ عَدَدِ الإِسْنَادِ مِنَ الرَّاوِيْ إِلىٰ آخِرِه مَعَ إِسْنَادِ أَحَدِ الْمُصَنِّفِيْنَ.

وَفِيْهِ "الْمُصَافَحَةُ"، وَهِيَ: اَلْاِسْتِوَاءُ مَعَ تِلْمِيْذِ ذٰلِكَ الْمُصَنِّفِ، وَيُقَابِلُ الْعُلُوَّ بِأَقْسَامِه النُّزُوْلُ؛

****

فَإِنْ تَشَارَكَ الرَّاوِي وَمَنْ رَوَى عَنْهُ فِي السِّنِّ وَاللُّقِيِّ فَهُوَ "الْأَقْرَانُ"؛

وَإِنْ رَوَى كُلٌّ مِّنْهُمَا عَنِ الْآخَرِ: فَـ"الْمُدَبَّجُ"؛

وَإِنْ رَوَى عَمَّنْ دُوْنَهُ: فَـ"الْأَكَابِرُ عَنِ الْأَصَاغِرِ"، ومنه: "اَلْآبَاءُ عَنِ الْأَبْنَاءِ"؛ وَفِيْ عَكْسِه كَثْرَةٌ، وَمِنْهُ مَنْ رَوَى عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّه.

وَإِنِ اشْتَرَكَ اِثْنَانِ عَنْ شَيْخٍ، وَتَقَدَّمَ مَوْتُ أَحَدِهِمَا، فَهُوَ: "السَّابِقُ وَاللاَّحِقُ".

وَإِنْ رَوَى عَنِ اثْنَيْنِ مُتَّفِقَيِ الْاِسْمِ وَلَمْ يَتَمَيَّزَا، فَبِاخْتِصَاصِه بِأَحَدِهِمَا يَتَبَيَّنُ الْمُهْمَلُ.

وَإِنْ جَحَدَ مَرْوِيَّهُ جَزْماً رُدَّ، أَوِ احْتِمَالاً قُبِلَ فِي الْأَصَحِّ، وَفِيْهِ: "مَنْ حَدَّثَ وَنَسِيَ".

****

وَإِنِ اتَّفَقَ الرُّوَاةُ فِيْ صِيَغِ الْأَدَاءِ، أَوْ غَيْرِهَا مِنَ الْحَالاتِ، فَهُوَ "الْمُسَلْسَلُ".

وَصِيَغُ الْأَدَاءِ: سَمِعْتُ، وَحَدَّثَنِيْ؛ ثُمَّ: أَخْبَرَنِيْ، وَقَرَأْتُ عَلَيْهِ؛ ثُمَّ: قُرِئَ عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ؛ ثُمَّ:أَنْبَأَنِيْ؛ ثُمَّ:نَاوَلَنِيْ؛ ثُمَّ:شَافَهَنِيْ؛ ثُمَّ:كَتَبَ إِلَيَّ؛ ثُمَّ:عَنْ، وَنَحْوُهَا.

فَالْأَوَّلانِ: لِمَنْ سَمِعَ وَحْدَهُ مِنْ لَفْظِ الشَّيْخِ، فَإِنْ جَمَعَ فَمَعَ غَيْرِه؛ وَأَوَّلُهَا: أَصْرَحُهَا وَأَرْفَعُهَا فِي الإِمْلاءِ.

وَالثَّالِثُ وَالرَّابِعُ: لِمَنْ قَرَأَ بِنَفْسِه، فَإِنْ جَمَعَ: فَهُوَ كَالْخَامِسِ.

وَالإِنْبَاءُ: بِمَعْنَى الإِخْبَارِ؛ إِلاَّ فِيْ عُرْفِ الْمُتَأَخِّرِيْنَ فَهُوَ لِلإِجَازَةِ، كَـعَنْ؛

وَ"عَنْعَنَةُ الْمُعَاصِرِ" مَحْمُوْلَةٌ عَلَى السَّمَاعِ إِلاَّ مِنَ الْمُدَلِّسِ؛ وَقِيْلَ: يُشْتَرَطُ ثُبُوْتُ لِقَائِهِمَا وَلَوْ مَرَّةً، وَهُوَ الْمُخْتَارُ.

وَأَطْلَقُوْا "الْمُشَافَهَةَ" فِي الإِجَازَةِ الْمُتَلَفَّظِ بِهَا، وَ"الْمُكَاتَبَةَ" فِي الإِجَازَةِ الْمَكْتُوْبِ بِهَا؛

وَاشْتَرَطُوْا فِيْ صِحَّةِ "الْمُنَاوَلَةِ" اقْتِرَانَهَا بِالإِذْنِ بِالرِّوَايَةِ، وَهِيَ أَرْفَعُ أَنْوَاعِ الإِجَازَةِ.

وَكَذَا اشْتَرَطُوا الإِذْنَ فِي الْوِجَادَةِ، وَالْوَصِيَّةِ بِالْكِتَابِ، وَفِي الإِعْلَامِ؛ وَإِلاَّ فَلاعِبْرَةَ بِذٰلِكَ، كَالإِجَازَةِ الْعَامَّةِ، وَلِلْمَجْهُوْلِ، وَلِلْمَعْدُوْمِ عَلَى الْأَصَحِّ فِيْ جَمِيْعِ ذٰلِكَ.

****

ثُمَّ الرُّوَاةُ إِنِ اتَّفَقَتْ أَسْمَاؤُهُمْ وَأَسْمَاءُ آبَائِهِمْ فَصَاعِداً، وَاخْتَلَفَتْ أَشْخَاصُهُمْ، فَهُوَ "الْمُتَّفِقُ وَالْمُفْتَرِقُ"؛

وَإِنِ اتَّفَقَتِ الْأَسْمَاءُ خَطًّا وَاخْتَلَفَتْ نُطْقاً، فَهُوَ "الْمُؤْتَلِفُ وَالْمُخْتَلِفُ".

وَإِنِ اتَّفَقَتِ الْأَسْمَاءُ وَاخْتَلَفَتِ الْآبَاءُ، أَوْ بِالْعَكْسِ، فَهُوَ "الْمُتَشَابِهُ"؛

وَكَذَا إِنْ وَقَعَ الْاِتِّفَاقُ فِي الْاِسْمِ وَاِسْمِ الْأَبِ، وَالْاِخْتِلَافُ فِي النِّسْبَةِ؛

وَيَتَرَكَّبُ مِنْهُ وَمِمَّا قَبْلَه أَنْوَاعٌ مِنْهَا: أَنْ يَحْصُلَ الْاِتِّفَاقُ أَوِ الْاِشْتِبَاهُ إِلاَّ فِيْ حَرْفٍ أَوْ حَرْفَيْنِ، أَوْ بِالتَّقْدِيْمِ وَالتَّأْخِيْرِ، أَوْ نَحْوِ ذٰلِكَ.

خاتمة

وَمِنَ الْمُهِمِّ: مَعْرِفَةُ طَبَقَاتِ الرُّوَاةِ وَمَوَالِيْدِهِمْ، وَوَفَيَاتِهِمْ، وبُلْدَانِهِمْ، وَأَحْوَالِهِمْ تَعْدِيْلاً، وَتَجْرِيْحاً، وَجَهَالَةً.

وَمَرَاتِبِ الْجَرْحِ: وَأَسْوَأُهَا الْوَصْفُ بِأَفْعَلَ، كَأَكْذَبِ النَّاسِ، ثُمَّ دَجَّالٌ، أَوْ وَضَّاعٌ، أَوْ كَذَّابٌ.

وَأَسْهَلُهَا: لَيِّنٌ، أَوْ سَيِّئُ الْحِفْظِ، أَوْ فِيْهِ مَقَالٌ.

****

وَمَرَاتِبِ التَّعْدِيْلِ:

وَأَرْفَعُهَا الْوَصْفُ بِأَفْعَلَ: كَـ"أَوْثَقُ النَّاسِ"؛

ثُمَّ: مَا تَأَكَّدَ بِصِفَةٍ أَوْ صِفَتَيْنِ، كَـ"ثِقَةٌ ثِقَةٌ"، أَوْ "ثِقَةٌ حَافِظٌ"؛

وَأَدْنَاهَا: مَا أَشْعَرَ بِالْقُرْبِ مِنْ أَسْهَلِ التَّجْرِيْحِ: كَـ"شَيْخٌ".

وَتُقْبَلُ التَّزْكِيَةُ مِنْ عَارِفٍ بِأَسْبَابِهَا وَلَوْ مِنْ وَاحِدٍ عَلَى الْأَصَحِّ.

وَالْجَرْحُ مُقَدَّمٌ عَلَى التَّعْدِيْلِ إِنْ صَدَرَ مُبَيَّناً مِنْ عَارِفٍ بِأَسْبَابِهِ، فَإِنْ خَلا عَنِ التَّعْدِيْلِ قُبِلَ مُجْمَلاً عَلَى الْمُخْتَارِ.

فَصْلٌ

وَمِنَ الْمُهِمِّ: مَعْرِفَةُ كُنَى الْمُسَمِّيْنَ، وَأَسْمَاءَ الْمُكَنِّيْنَ، وَمَنْ اِسْمُهُ كُنْيَتُه، وَمَنِ اخْتُلِفَ فِيْ كُنْيَتِه، وَمَنْ كَثُرَتْ كُنَاهُ أَوْ نُعُوْتُهُ، وَمَنْ وَافَقَتْ كُنْيَتُه اِسْمَ أَبِيْهِ، أَوْ بِالْعَكْسِ، أَوْ كُنْيَتُهُ كُنْيَةَ زَوْجَتِه، أَوْ وَافَقَ اِسْمُ شَيْخِهِ اِسْمَ أَبِيْهِ،

وَمَنْ نُسِبَ إِلىٰ غَيْرِ أَبِيْهِ، أَوْ إِلىٰ أُمِّه، أَوْ إِلىٰ غَيْرِ مَا يَسْبِقُ إِلىَ الْفَهْمِ؛

وَمَنِ اتَّفَقَ اِسْمُهُ، وَاِسْمُ أَبِيْهِ وَجَدِّه؛ أَوْ اِسْمُ شَيْخِه وَشَيْخِ شَيْخِه فَصَاعِداً.

وَمَنِ اتَّفَقَ اِسْمُ شَيْخِه وَالرَّاوِيْ عَنْهُ.

وَمَعْرِفَةُ الْأَسْمَاءِ الْمُجَرَّدَةِ وَالْمُفْرَدَةِ، وَالْكُنىٰ، وَالْأَلْقَابِ، وَالْأَنْسَابِ؛ وَتَقَعُ إِلىَ الْقَبَائِلِ وَالْأَوْطَانِ، بِلاداً، أَوْ ضِيَاعاً، أَوْ سِكَكاً، أَوْ مُجَاوَرَةً؛ وَإِلىَ الصَّنَائِعِ وَالْحِرَفِ؛

وَيَقَعُ فِيْهَا الْاِتِّفَاقُ وَالْاِشْتِبَاهُ كَالْأَسْمَاءِ، وَقَدْ تَقَعُ أَلْقَاباً.

وَمَعْرِفَةُ أَسْبَابِ ذٰلِكَ، وَمَعْرِفَةُ الْمَوَالِي مِنْ أَعْلىٰ وَمِنْ أَسْفَلَ، بِالرِّقِّ، أَوْ بِالْحِلْفِ؛ وَمَعْرِفَةُ الإِخْوَةِ وَالْأَخَوَاتِ.

وَمَعْرِفَةُ آدَابِ الشَّيْخِ وَالطَّالِبِ، وَسِنِّ التَّحَمُّلِ وَالْأَدَاءِ، وَصِفَةِ كِتَابَةِ الْحَدِيْثِ وَعَرْضِه، وَسَمَاعِه وَإِسْمَاعِه، وَالرِّحْلَةِ فِيْهِ، وَتَصْنِيْفِهِ، إِمَّا: عَلىَ الْمَسَانِيْدِ، أَوِ الْأَبْوَابِ، أَوِ الْعِلَلِ أَوِ الْأَطْرَافِ.

وَمَعْرِفَةُ سَبَبِ الْحَدِيْثِ، وَقَدْ صَنَّفَ فِيْهِ بَعْضُ شُيُوْخِ الْقَاضِيْ أَبِيْ يَعْلىٰ بْنِ الْفَرَّاءِ، وَصَنَّفُوْا فِيْ غَالِبِ هٰذِهِ الْأَنْوَاعِ، وَهِيَ نَقْلٌ مَحْضٌ، ظَاهِرَةُ التَّعْرِيْفِ، مُسْتَغْنِيَةٌ عَنِ التَّمْثِيْلِ.

فَلْتُرَاجَعْ لَهَا مَبْسُوْطَاتُهَا.

وَاللهُ الْمُوَفِّقُ وَالْهَادِي، لا إِلٰهَ إِلاَّ هُوَ.

اقسامِ حدیث پر مطبوعہ کتب

متواتر

١	القواعد المتكاثرة في الأخبار المتواترة	العلامة السيوطي	٩١١
٢	الأزهار المتناثرة في الأخبار المتواترة	العلامة السيوطي	٩١١
٣	قطف الأزهار	العلامة السيوطي	٩١١
٤	نظم المتناثر من حديث المتواتر	محمد بن جعفر الكتاني	١٣٤٥
٥	اتحاف ذوى الفضائل المشتهرة بما وقع من الزيادة على الأزهار المتناثرة في الأحاديث المتواترة	الشيخ عبد العزيز الغماري	
٦	اللآلي المتناثرة في الأحاديث المتواترة	محمد بن طولون الدمشقي	٩٥٣
٧	نظم اللآلي المتناثرة في الأحاديث المتواترة	محمد مرتضى الزبيدي المصري	١٢٠٥

مشهور

١	التذكرة في الأحاديث المشتهرة	علامه زركشی	٧٩٤
٢	اللآلي المنثورة في الأحاديث المشهورة	حافظ ابن حجر	٨٥٢
٣	المقاصد الحسنة في بيان كثير من الأحاديث المشتهرة على الألسنة	حافظ سخاوی	٩٠٢

٤	الدرر المنتشرة في الأحاديث المشتهرة	حافظ سيوطى	٩١١
٥	الغُماز على اللُّماز	نور الدين علي بن عبد الله	٩١١
٦	الوسائل السنية من المقاصد السخاوية والجامع والزوائد الأسيوطية	علي بن محمد بن محمد بن خلف	٩٣٩
٧	الدرة اللامعة في بيان كثير من الأحاديث الشائعة	أحمد بن محمد بن عبد السلام المنوفى	٩٣١
٨	تمييز الطيب من الخبيث فيما يدور على ألسنة الناس من الحديث	عبد الرحمٰن بن علي الشهير ابن الديبع	٩٤٤
٩	الشذرة في الأحاديث المشتهرة	محمد طولون الصالحي	٩٥٣
١٠	تسهيل السبيل إلى كشف الالتباس عما دار من الأحاديث بين الناس	محمد بن أحمد الخليلي	١٠٥٧
١١	إتقان ما يحسن من الأحاديث الدائرة على الألسن	نجم الدين محمد بن الغزي	١٠٦١
١٢	كشف الخفاء ومزيل الإلباس عما اشتهر من الأحاديث على ألسنة الناس	علامه العجلوني	١١٦٢

۱۳	أسنى المطالب في أحاديث مختلفة للمراتب	محمد بن درويش الحوت البيرتي	۱۲۷۶

غريب

۱	الافراد	امام دار قطنی	۹۵۲
۲	الافراد	ابن شاهين	۳۸۵
۳	غرائب مالك	امام دار قطنی	۹۵۲
٤	التفرد: السنن التي تفرد بكل سنة من أهل بلد	امام ابو داؤد	۲۷۵
۵	من لم يكن عنده إلا حديث واحد ومن لم يحدث عن شيخه إلا بحديث واحد	حافظ ابو محمد الخلال	۳۱۱
٦	الأفراد المخرجه من أصول أبي الحسن	احمد بن عبد الله بن حميد	
۷	غرائب شعبة	ابن مندة	۳۹۵

الغريب لغة

۱	غريب الحديث	نضر بن شميل	۲۰٤
۲	غريب الحديث	معمر بن مثنى	۲۱۰
۳	غريب الحديث	امام أصمعی	۲۱۱-۲۱٦
٤	غريب الحديث	ابو عبيد القاسم بن سلام	۲۲٤
۵	غريب الحديث	عبد الله بن مسلم بن قتيبة دينوري	۲۷٦

٦	غريب الحديث	قاسم بن ثابت سرقسطي	٣١٣
٧	غريب الحديث	علامه خطابي	٣٢٨
٨	غريبين	أبو عبيد هروى	٤٠١
٩	ذيل الغريبين يا تتم الغريبين	أبو موسى مديني	٥٨١
١٠	كتاب حازمى		٥٨٤
١١	مجمع الغرائب	عبد الغافر بن اسماعيل	٥٢٩
١٢	الفائق	جار الله زمخشرى	٥٣٨
١٣	النهاية في غريب الحديث والأثر	مبارك بن محمد بن اثير	٦٠٦
١٤	غريب الحديث	موفق بن قدامة	٦٢٠
١٥	كتاب صلاح الدين علائي		٧٦١
١٦	مختصر النهاية	علامه متقى برهان پورى	٩٧٦
١٧	مجمع بحار الأنوار	محمد بن طاهر پٹنى	٩٨٦
١٨	الدر النشير في تلخيص نهاية ابن اثير	علامه سيوطى	٩١١

مختلف الحديث

١	اختلاف الحديث	امام الشافعي	٢٠٤
٢	تأويل مختلف الحديث	ابن قتيبة	٢٧٦
٣	شرح مشكل الآثار	امام طحاوى	٣٢١

٤	مشكل الحديث	محمد بن حسن بن فورك	٤٠٦
٥	التحقيق في أحاديث الخلاف	أبو الفرج ابن جوزي	٥٩٧
٦	كتاب ابن خزيمة	ابن خزيمة	٣١١

ناسخ ومنسوخ

١	الناسخ والمنسوخ	امام احمد	٢٤١
٢	الاعتبار في الناسخ والمنسوخ من الآثار	أبو بكر محمد بن موسىٰ الحازمى	٥٨٤
٣	تجريد الأحاديث المنسوخة	ابن جوزي	٥٩٧

المعلق

١	التوفيق	ابن حجر	٨٥٢
٢	تعليق التعليق	ابن حجر	٨٥٢
٣	التشويق إلىٰ وصل المهم من التعليق	ابن حجر	٨٥٢
٤	تقييد المهمل وتمييز المشكل	أبو علي الغسّاني	٤٩٨

المرسل

١	المراسيل	إمام أبو داؤد	٢٧٥
٢	المراسيل	ابن أبي حاتم	٣٢٧

۳	جامع التحصيل لأحكام المراسيل	أبو سعيد صلاح الدين العلائي	۷٦۱

المرسل الخفي

۱	كتاب التفصيل لمبهم المراسيل	خطيب بغدادي	٤٦۳

المدلس

۱	التبيين لأسماء المدلسين	خطيب بغدادي	٤٦۳
۲	التبيين لأسماء المدلسين	برهان الدين إبراهيم بن محمد بن الحلبي	۸٤۱
۳	تعريف أصل التقديس بمراتب الموصوفين بالتدليس	ابن حجر	۸۵۳

الضعيف

۱	الضعفاء الكبير	محمد بن عمرو بن موسىٰ العقيلي	۳۲۳
۲	الكامل في الضعفاء	عبد الله بن عدي	۳٦۵
۳	العلل المتناهية	ابن جوزي	۵۹۷
٤	أحاديث القصاص	ابن تيميه	٦٦۱
۵	كتاب الضعفاء	ابن حبان	۷۳۹
٦	ميزان الاعتدال	علامه ذهبي	۷۲۸
۷	سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة	ناصر الدين الألباني	۱٤۲۰

الموضوع

١	كتاب الموضوعات	ابن جوزي	٥٦٠
٢	اللالي المصنوعة في الأحاديث الموضوعة	علامه سيوطي	٩١١
٣	تنزيه الشريعة المرفوعة في الأحاديث الشنيعة الموضوعة	ابن عراق الكناني	٩٦٣
٤	تذكرة الموضوعات	محمد بن طاهر الفتني	٩٨٦
٥	الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة	ملا علي القاري	١٠١٤
٦	المصنوع في معرفة الحديث الموضوعة	ملا علي القاري	١٠١٤
٧	الكشف الألبهي عن شديد الضعف والموضوع الواهي	محمد بن محمد الطرابلسي	١١٧٧
٨	الفوائد المجموعة في الأحاديث الموضوعة	علامه شوكاني	١٢٥٥
٩	الاثار المرفوعة في الأخبار الموضوعة	أبو الحسنات علامه عبد الحي اللكهنوي	١٣٠٤
١٠	اللؤلؤ المرصوع فيما قيل: لا أصل له أو بأصل الموضوع	أبو المحاسن محمد بن خليل	١٣٠٥

١١	المنار المنيف في الصحيح والضعيف	ابن قيم جوزي	٧٥١
١٢	الموضوعات الكبير	ملا علي القاري	١٠١٤

المعلل

١	العلل ومعرفة الرجال	امام يحيٰ بن معين	٢٣٣
٢	كتاب العلل	ابن المديني	٢٣٤
٣	المسند المعلل	امام يعقوب بن شيبة	٢٦٢
٤	العلل ومعرفة الرجال	أحمد بن حنبل	٢٤١
٥	العلل الكبير والعلل الصغير	امام ترمذي	٢٧٩
٦	كتاب العلل	امام الخلّال	٣١١
٧	علل الحديث	ابن أبي حاتم	٣٢٧
٨	العلل الواردة في الأحاديث النبوية	إمام دار قطني	٣٨٥

المدرج

١	الفصل للوصل المدرج في النقل	خطيب بغدادي	٤٦٣
٢	تقريب المنهج بترتيب المدرج	ابن حجر	٨٥٢

المقلوب

١	كتاب رافع الارتياب في المقلوب من الأسماء والأنساب	خطيب بغدادي	٤٦٣

المزيد في متصل الأسانيد

١	كتاب تمييز المزيد في متصل الأسانيد	خطيب بغدادي	٤٦٣

المضطرب

١	كتاب المقترب في بيان المضطرب	حافظ ابن حجر رح	٨٥١

المصحف

١	إصلاح خطأ المحدثين	خطابي	٣٢٨
٢	تصحيفات المحدثين	أبو أحمد العسكري	٣٨٢
٣	التصحيف	إمام دار قطني	٣٨٥

الجهالة

١	موضح أوهام الجمع والتفريق	خطيب بغدادي	٤٦٣
٢	إيضاح الإشكال في الرواة	علامه عبد الغني بن سعيد مصري	٤٠٩

المبهمات

١	الغوامص والمبهمات	علامه عبد الغني	٤٠٩
٢	تلخيص واستدراكات الرواة	أبو عبد الله محمد بن عبدالله صوري	٤٤١
٣	المستفاد من مبهمات المتن والإسناد	ولي الدين العراقي	٨٢٦

٤	الأسماء المبهمة في الأنباء المحمكمة	خطيب بغدادي	٤٦٣
٥	غوامض الأسماء المبهمة الواقعة في متون الأحاديث المسندة	خلف بن عبد الملك المعروف بابن بشكوال القرطبي	٥٧٨
٦	الإشارات إلى المبهمات	إمام نووي	٦٧٦

الموقوف والمقطوع

١	المصنف	عبد الرزاق	٢١١
٢	المصنف	ابن أبي شيبة	٢٣٥
٣	تفسير	ابن جرير	٣١٠
٤	تفسير	ابن أبي حاتم	٣٢٧
٥	تفسير	ابن المنذر	٣١٨

الإسناد العالي والنازل

١	ثلاثيات البخاري	ابن حجر	٨٥٢
٢	ثلاثيات أحمد بن حنبل	الفاريني	١١٨٨

المسلسل

١	المسلسلات الكبرى	علامه سيوطي	٩١١
٢	المناهل السلسلة في الأحاديث المسلسلة	محمد عبد الباقي الأيوبي	١٣٦٤

٣	الفضل المبين	شاه ولي الله الدهلوي رحمه الله	١١٧٦

رواية الأكابر عن الأصاغر

١	كتاب ما رواه الكبار عن الصغار والآباء عن الأبناء	حافظ أبو يعقوب اسحٰق بن إبراهيم الورّاق	٤٠٣

رواية الآباء عن الأبناء

١	كتاب رواية الآباء عن الأبناء	خطيب بغدادي	٤٦٣
٢	كتاب ما روي الصحابة عن التابعين	خطيب بغدادي	٤٦٣

رواية الأبناء عن الآباء

١	رواية الأبناء عن اٰبائهم	أبو نصر عبيد الله بن سعيد الوائلي	٤٤٤
٢	جزء من روي عن أبيه عن جده	قاسم بن قطلوبغا	٨٧٩
٣	كتاب الوشي المعلم في من روي عن أبيه عن جده	حافظ العلائي	٧٦١

المدبج ورواية الأقران

١	المدبج	إمام دار قطني	٣٨٥
٢	رواية الأقران	أبو الشيخ الأصفهاني	٤٣٠

السابق واللاحق

١	كتاب السابق واللاحق	خطيب بغدادي	٤٦٣

معرفة الصحابة

١	الإصابة في تمييز الصحابة	حافظ ابن حجرؒ	٨٥٢
٢	أسد الغابة في معرفة الصحابة	علي بن محمد الجزري المعروف بابن الأثير	٦٠٦
٣	الاستيعاب في أسماء الأصحاب	ابن عبد البر	٤٦٣

معرفة التابعي

١	كتاب معرفة التابعين	أبو المطرف بن فطيس الأندلسي	٤٥٢

معرفة الإخوة والأخوات

١	كتاب الإخوة	أبو المطرف فطيس الأندلسي	٤٥٢
٢	كتاب الإخوة	أبو العباس السراج	٣١٣

المتفق والمفترق

١	كتاب المتفق والمفترق	خطيب بغدادي	٤٦٣
٢	كتاب الأنساب المتفقة	حافظ محمد بن طاهر	٥٠٧

المؤتلف والمختلف

١	المؤتلف والمختلف (كتاب مشتبه النسبة)	عبد الغني بن سعيد مصري	٤٠٩
٢	الإكمال في رفع الارتياب	ابن ماكولا	٤٧٥-٤٨٦

٣	المشتبه في أسماء الرجال	حافظ ذهبي	٧٤٨
٤	تبصير المشتبه بتحرير المشتبه	حافظ ابن حجر	٨٥٢

المتشابه

١	تلخيص المتشابه في الرسم وحماية ما أشكل منه عن بوادر التصحيف والوهم	خطيب بغدادي	٤٦٣
٢	تالي التلخيص	خطيب بغدادي	٤٦٣

المهمل

١	كتاب المكمل في بيان المهمل	خطيب بغدادي	٤٦٣

من حدّث ونسى

١	كتاب أخبار من حدّث ونسي	خطيب بغدادي	٤٦٣

الحديث القدسي

١	الاتحافات السنية بالأحاديث القدسية	محمد بن محمود طبرزوني مدني حنفي	١٢٠٠
٢	الاتحافات السنية بالأحاديث القدسية	عبد الرؤوف المناوي	١٠٣١
٣	الأحاديث القدسيّة ومنزلتها في التشريع	شعبان بن محمد بن إسماعيل	

حسن

١	جامع الترمذي	إمام ترمذي	٢٧٩
٢	سنن أبي داؤد	إمام أبو داؤد السجستاني	٢٧٥
٣	سنن دار قطني	إمام دار قطني	٩٥٢

اجراء کے چار اہم مراجع کا تعارف

المعجم المفهرس لألفاظ الحديث النبوي ﷺ

اس کتاب کو چند مستشرقین نے مل کر مرتب کیا ہے، ان میں پیش پیش پروفیسر آرنٹ جان ونسنک ہولندی (م:۱۹۳۹) ہے اور استاذ محمد فواد عبد الباقی صاحب (م:۱۳۸۸) نے ان کا تعاون کیا ہے، اس کتاب میں مندرجۂ ذیل نو کتابوں کے کلماتِ غریبہ ومبہمہ کو الف باء کی ترتیب پر مرتب کر کے کتابوں کا مع باب یا مع رقم الحدیث حوالہ دیا ہے۔

خ:	صحیح البخاری	م:	مسلم شریف	د:	ابوداؤد السجستانی
ت:	سنن ترمذی	ن:	نسائی شریف	جہ	ابن ماجہ
ط:	مؤطا امام مالک	دی	سننِ دارمی	حم	مسندِ احمد

ملحوظہ: ① ابن ماجہ کے لیے پوری کتاب میں ''جہ'' کا رمز استعمال کیا ہے، سوائے جزء اول کے تیئیس (۲۳) صفحات کے، ان میں (ق) کا رمز استعمال کیا ہے۔

② مسندِ احمد بن حنبل اس کتاب کا حوالہ دینے کے لیے جلد اول کے شروع میں تیئیس (۲۳) صفحات میں ''حل'' کا رمز استعمال کیا ہے، اور مابقیہ میں ''حم'' کا لفظ استعمال کیا ہے۔

یہ کتاب آٹھ جلدوں میں ہے؛ لیکن آٹھویں جلد کی ترتیب کچھ الگ ہے،

اس جلد میں احادیث کے الفاظ نہیں ہے؛ بلکہ احادیث میں وارد لوگوں کے نام، مکان، قرآن کی سورتیں وغیرہ مذکور ہیں۔

کلمات کی ترتیب:

حدیث سے کلمۂ غریبہ ومبہمہ کو اختیار کرنے کے بعد مندرجۂ ذیل طریقہ پر اس کو مرتب کرتے ہیں، اوّلاً: فعلِ مجرد ماضی معروف کے چودہ صیغے علمِ صرف کی ترتیب پر ذکر کرتے ہیں، پھر اسی ترتیب پر مضارع کو ذکر کرتے ہیں، پھر فعلِ امر کے چھے صیغے، پھر اسمِ فاعل اور اسمِ مفعول کے چھ چھ صیغے اسی ترتیب پر ذکر کرتے ہیں، پھر فعلِ مزید فیہ کو اسی ترتیبِ مذکورہ پر ذکر کرتے ہیں۔

ثانیاً: اسمائے معانی، جیسے: صلوٰۃ وزکوٰۃ امر وغیرہ کا ذکر کرتے ہیں۔

ثالثاً: پھر دیگر مشتقات، جیسے: اسمِ صفت، اسمِ ظرف، اسمِ آلہ، افعل التفضیل وغیرہ کا تذکرہ کرتے ہیں۔

کلمۂ غریبہ یا کلمۂ مبہمہ کا ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ اُس حدیث کا تھوڑا سا ٹکڑا بھی ذکر کرتے ہیں جس میں یہ کلمہ ہوتا ہے، حدیث کا جزو ذکر کرنے کے بعد کتبِ تسعہ میں سے جس نے اس حدیث کی تخریج کی ہوتی ہے اس کا رمز تحریر کرتے ہیں، اس کے بعد کتاب کا عنوان، جیسے: الصلوٰۃ لکھتے ہیں، اس کے بعد رقم الباب اور مسلم اور موطا کا رقم الحدیث تحریر کرتے ہیں، اور اگر مسندِ احمد کی روایت ہوتی ہے تو بڑے حروف میں جزو کا رقم اور چھوٹے حروف میں صفحہ کا رقم ذکر کرتے ہیں۔ کبھی صفحہ کے رقم پر دو نجم (ستارہ) ڈالتے ہیں، اُس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ کلمہ اس

حدیث میں یا اس باب میں یا اس صفحہ میں ایک سے زائد مرتبہ آیا ہے۔

اس کتاب سے تخریج کرنے کے لیے طالب کو مذکورہ ذیل باتوں کا لحاظ کرنا ہوگا۔

(۱) مطلوبہ حدیث سے کلماتِ غریبہ ومبہمہ کو اختیار کرنا ہوگا۔

(۲) ان کلماتِ مختارہ سے معجم میں مراجعت کرکے ذکر کیے گئے معلومات کو کاپی میں نقل کرنا۔

(۳) معلومات میں مکررات حذف کرنا اور زوائد کو لے لینا۔

(۴) جن کتابوں کا حوالہ دیا گیا ہے اُن کتابوں کی مراجعت کرنا۔

(۵) تحقیق سند یا تحقیقِ الفاظِ حدیث کے لیے ان احادیث کو مع اسانید کے کاپی میں نقل کرنا۔ (تخريج الحديث نشأته ومنهجيته، ص: ٦٩)

موسوعة أطراف الحديث

مؤلف: استاذ ابو ہاجر محمد السعید بن بسیونی زغلول۔

اس کتاب میں مؤلف نے حدیث، سیرت، فقہ، علل، رجال، موضوعات وغیرہ سے متعلق (۱۵۰) کتابوں کے اطراف کو الف، باء کی ترتیب پر مرتب کر دیا ہے، اور ہر کتاب کے لیے الگ الگ رمز استعمال کیا ہے، جن کا ذکر جلدِ اول کے شروع میں کر دیا ہے یہ ایک بہترین موسوعہ ہے جس سے تخریجِ حدیث کا کام بڑی سرعت وسہولت کے ساتھ ہو جاتا ہے، اس کتاب کے ساتھ

ذیل علی الموسوعہ کے نام سے ایک ذیل بھی ملحق ہے، جس میں مزید کتابوں کے اطراف کو لے لیا گیا ہے۔ اس طرح کل (۲۰۰) کے قریب کتابوں کی احادیث کا بڑا ذخیرہ اس کتاب میں جمع ہوگیا ہے۔

(تخريج الحديث نشأته ومنهجيته، ص: ٨٤)

تقريب التهذيب

کتبِ ستہ اور اس کے ملحقات کے راویوں کی معلومات کے لیے یہ ایک مختصر، جامع ترین اور انتہائی مفید کتاب ہے، جو بہ قامت کہتر بقیمت بہتر کی مصداق ہے۔ اس کتاب کو حافظ ابن حجرؒ نے تہذیب التہذیب کے بعد تصنیف کیا ہے، تہذیب التہذیب جس میں تہذیب الکمال کو مختصر اور مہذب کیا گیا تھا، مختصر ہونے کے باوجود بھی کافی طویل تھی، (جو فی الحال بارہ جلدوں میں مطبوع ہے) اس لیے کچھ محبینِ علم نے ان سے یہ درخواست کی کہ اس کتاب کو بھی مختصر کر دیا جائے تو بہتر ہوگا، چناں چہ کچھ پس و پیش کے بعد انہوں نے اس کے اختصار کا بیڑا اٹھایا اور ایسے نرالے ڈھنگ سے تیار کیا جس کی نظیر نہیں ملتی، معمولی سے وقت میں چند کلمات کے ذریعہ راوی کے بارے میں ضروری معلومات حاصل ہوجاتی ہے، یہ کتاب اپنے اس قالب میں انتہائی مشہور اور متداول ہوئی علماء نے اس پر بھرپور اعتماد کیا، جس کو تفصیل و تحقیق کی ضرورت ہوتی ہے، وہی دوسری کتابوں کی مراجعت کرتا ہے ورنہ اسی کو کافی سمجھتا ہے۔

ترتیب:

یہ کتاب ہو بہو اپنی اصل تہذیب التہذیب کی طرح حروفِ معجم پر مرتب ہے۔ آخر میں کنیت اور دیگر چار فصلیں اس میں بھی ہیں، البتہ خواتین کے باب میں مبہمات کا اضافہ کیا گیا ہے جو تہذیب التہذیب میں نہیں ہے، ان مبہم خواتین کی ترتیب ان سے روایت کرنے والوں کے نام پر مرتب ہے۔

اہم خوبی:

اس کتاب کی سب سے اہم خوبی یہ ہے کہ اس میں ہر راوی کی شخصیت اور اس کے بارے میں وارد شدہ اقوال کا بغائر مطالعہ کر کے ایک جامع فیصلہ تیار کیا گیا ہے، جس میں جرح وتعدیل کے جو بارہ مرتبے ہیں، ان کو سامنے رکھ کر راوی کے لیے جو مناسب کلمہ ومرتبہ ہوتا تھا، اس پر حکم لگا دیا گیا ہے، مثلاً ثقہ، ثبت، ثقہ، صدوق، لا بأس بہ، مقبول، ضعیف وغیرہ راوی کے بارے میں خاص طور سے متضاد اقوال کا یہی جامع خلاصہ وفیصلہ اس کتاب کے مقبول ومتداول ہونے کا سب سے اہم سبب ہے، اس لیے کہ راویوں کے حالات معلوم کرنے کا سب سے اہم مقصد یہی ہے۔

کیفیت:

اس کتاب میں عموماً تراجم ایک یا دو سطر میں مکمل ہوگیے ہیں جس میں راوی اور اس کے باپ دادا کے نام کے ساتھ ساتھ اس کی مشہور نسبت، کنیت،

لقب وغیرہ کا ذکر آ گیا ہے، مشکل اور متشابہ نام کا حروف کے ذریعہ ضبط کر دیا گیا ہے، راویوں کے اساتذہ وتلامذہ کو ذکر نہیں کیا گیا ہے؛ بلکہ اس کی جگہ ان کو طبقات پر تقسیم کیا گیا ہے اور جو راوی جس طبقہ کا ہے اس کا ذکر اس کے ترجمہ میں کر دیا گیا ہے۔ انہیں طبقات کے ذریعہ راوی کی تاریخِ وفات کی تعیین بھی کی گئی ہے، ان طبقات کا سمجھنا اس کتاب میں تاریخ وفات کی تعیین کے لیے بہت ضروری ہے، اس کے بغیر تاریخِ وفات سمجھنا ممکن نہیں۔

بذریعہ طبقات وفات کی تعیین:

۱۔ اگر راوی پہلے یا دوسرے طبقہ کا ہوگا تو اس کی سنِ وفات ایک سو ہجری سے پہلے کی ہوگی۔

۲۔ اگر تیسرے طبقہ سے لے کر آٹھویں طبقہ کے آخر تک کا ہے تو اس کی سنِ وفات ایک سو ہجری کے بعد ہوگی۔

۳۔ اور اگر نویں طبقہ سے لے کر بارہویں کے آخر تک کا ہے تو اس کی سنِ وفات دو سو کے بعد ہوگی، اگر کہیں اس کے برخلاف ہے تو اس کی وضاحت کر دی گئی ہے۔

مزید وضاحت:

مثال کے طور پر اس کتاب کے سب سے پہلے روای ''احمد بن ابراہیم'' ہیں ان کا ترجمہ کتاب میں اس طرح ہے: أحمد بن إبراهيم بن خالد

الموصلي أبو علي نزيل بغداد صدوق من العاشر مات سنة ست وثلاثين دفق

احمد بن ابراہیم بن خالد جو اصلاً موصل کے رہنے والے تھے، لیکن بغداد کو اپنا وطن بنایا، یہ راوی صدوق ہیں یعنی یہ کہ مراتبِ تعدیل کے چوتھے درجہ کے راوی ہیں جن کی روایت قابل قبول ہوتی ہے، ان کا تعلق دسویں طبقہ سے ہے، ان کا انتقال سن ۳۶ھ میں ہوا ہے یعنی چوں کہ یہ دسویں طبقہ کے ہیں اس لیے ان کی وفات سن دوسو ہجری کے بعد کی ہے لہٰذا سن ۳۶ھ پر دوسو کا اضافہ کریں، اس طرح سے ان کی وفات سن ۲۳۶ھ میں ہوئی ہے۔ د، فق یعنی یہ سنن ابوداؤد اور ابن ماجہؒ کی کتاب التفسیر کے راوی ہیں۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ راوی کے ترجمہ میں جو تاریخِ وفات موجود ہے اگر وہ راوی پہلے یا دوسرے طبقہ کا ہے تو اس کی تاریخ میں کسی قسم کا اضافہ نہ ہوگا وہی اس کی تاریخِ وفات ہوگی، لیکن اگر تیسرے سے لے کر آٹھویں طبقہ تک کا ہے تو تاریخِ وفات میں مذکور عدد پر ایک سو کا اضافہ کر دیا جائے گا اور اگر نویں سے بارھویں طبقہ تک کا ہے تو مذکورہ عدد پر دوسو کا اضافہ کر دیا جائے گا۔ (برائے تفصیل دیکھئے: تقریب التھذیب بتحقیق محمد عوامہ)

تهذيب الكمال

تهذيب الكمال في أسماء الرجال، تاليف: ابو الحجاج يوسف بن عبد الرحمٰن دمشقی حافظ مزی (م: ۷٤۲)

کتبِ ستہ کے راویوں کے حالات ذکر کرنے میں ''الکمال'' کے بعد تہذیب الکمال دوسرے نمبر کی تصنیف ہے، جسے کتبِ ستہ کے علاوہ کتبِ ستہ کے مؤلفین کی دیگر تالیفات میں موجود راویوں کے حالات بیان کرنے میں شرف اولیت بھی حاصل ہے۔

یہ امام مزی کا وہ مایہ ناز علمی شاہکار ہے جس کی جس قدر تعریف کی جائے کم ہے، کتبِ ستہ کے راویوں کے تعارف میں اس کتاب کو امام اور اصل کا درجہ حاصل ہے۔ امام مزی نے اس تالیف کے ذریعہ ایسا کارنامہ انجام دیا ہے جس نے امتِ اسلامیہ کی جبین پر چار چاند لگا دیے ہیں۔ امہات کتب حدیث (صحاح ستہ) جن پر اسلام کا دارومدار ہے ان کے راویوں کے مبنی بر حقیقت حالات کو جس فنی مہارت، ترتیب بدیع اور خوش اسلوبی سے جمع کیا گیا ہے اس کی نظیر نہیں ملتی۔

اضافی کام:

اس کتاب میں امام مزی نے جو اضافی کام کیا ہے وہ یہ ہے۔

(۱) کتبِ ستہ کے رجال میں سے جن کا نام اور ترجمہ امام مقدسی سے فوت ہو گیا تھا (جن کی تعداد تقریباً سترہ سو ہیں) ان کو تحریر کیا۔ البتہ کچھ ایسے رواۃ جو کتبِ ستہ کے نہیں تھے غلط فہمی کی وجہ سے ''الکمال'' میں ان کا ترجمہ درج ہو گیا تھا ان کو حذف کر دیا۔

(۲) علامہ مقدسی نے صرف کتبِ ستہ میں موجود راویوں کے حالات قلمبند کیے تھے، امام مزی نے اصحابِ کتب ستہ کے دیگر مؤلفات کے راویوں کا بھی ذکر کیا اور ان کے حالات قلمبند کیے۔

(۳) بعض ایسے رواۃ کا اضافہ کیا جو کتبِ ستہ یا ان کے مؤلفین کی دیگر کتابوں کے راوی نہیں تھے؛ لیکن کتبِ ستہ کے رواۃ کے ہم نام تھے، تا کہ دونوں میں تمیز کی جا سکے ایسے راویوں کے نام پر لفظ "تمیز" لکھ دیا ہے۔

(۴) اکثر و بیشتر تراجم میں معلومات کا اضافہ کیا ہے، جس میں صاحبِ ترجمہ کے اساتذہ، تلامذہ اور ان کے بارے میں علماءِ جرح و تعدیل کے اقوال، تاریخِ پیدائش و وفات کا اضافہ کیا۔

(۵) بعض راویوں کے ترجمہ میں ان کے واسطے سے وارد شدہ حدیثوں میں سے بطورِ مثال ایک دو حدیثوں کو عالی سند سے ذکر کیا ہے۔

(۶) کتاب کے آخر میں چار فصلوں کا اضافہ کیا ہے، جو انتہائی مفید و نفع بخش ہیں، جن سے راویوں کی تلاش میں بڑی آسانی ہوتی ہے۔

(تھذیب الکمال: ۴۴)

پہلی فصل:

ان راویوں کے بیان میں جو اپنے باپ، دادا، ماں اور چچا وغیرہ کی جانب منسوب ہیں اور اسی سے معروف بھی ہیں ایسے راویوں کو ہر فصل میں حروفِ معجم پر مرتب کر دیا ہے جیسے: ابن جریج، ابن شہاب، ابن علیہ وغیرہ۔

دوسری فصل:

ان راویوں کے بیان میں جو قبیلہ، شہر، گاؤں یا صنعت و حرفت کی جانب منسوب اور مشہور ہیں، جیسے: اوزاعی، شافعی وغیرہ۔

تیسری فصل:

ان راویوں کے بیان میں جو لقب وغیرہ سے مشہور ہیں، جیسے: اعرج، اعمش، غندر وغیرہ۔

چوتھی فصل:

ان راویوں کے بیان میں جن سے روایات مبہم طور سے وارد ہے، صراحت کے ساتھ نام موجود نہیں۔ ان میں جن کا نام معلوم ہو سکا ہے ان کی وضاحت کر دی ہے، انہیں ناموں کی ترتیب پر اس کو مرتب کیا ہے۔

(تھذیب الکمال)

کیفیتِ تراجم:

ہر راوی کے ترجمہ میں اس کے مکمل نام ونسب اور نسبت کا ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد اس کے جملہ اساتذہ اور شاگردوں کا ذکر ہے، جن کو حروفِ معجم پر مرتب کر دیا ہے۔ ان میں راویوں کے نام کے ساتھ رموز لگا دیئے ہیں، جس سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ صاحبِ ترجمہ سے کتبِ ستہ کے راویوں میں سے کس کس کی روایت ان سے پائی جاتی ہے۔ اساتذہ اور شاگردوں کے ذکر کے بعد علماء جرح وتعدیل کے اقوال ذکر کیے ہیں، اس کے بعد کچھ دیگر احوال واخبار وصفات کا حسب موقع ذکر کیا ہے، پھر راوی کی تاریخِ وفات کی نشان دہی کی گئی ہے، بہت سے راویوں کے تراجم کے آخر میں اپنی عالی سند کے ذریعہ ایک آدھ حدیث ذکر کی ہے۔ (تھذیب الکمال: ۱/۴۱-۴۴)

کتبِ ستہ کے علاوہ کے رجال کا مسئلہ

جیسا کہ معلوم ہے کہ نقدِ اسناد کا مذکورہ بالا معیار ''تقریب التہذیب'' حدیث کی صرف کتبِ ستہ اور ان کے بعض ملحقات کے تعلق سے ہے، اس لیے باحث کو اس وقت پریشانی ہوسکتی ہے جب کہ اس کے سامنے کوئی ایسی اسناد آجائے جس کا کوئی راوی کتبِ ستہ کے رجال میں سے نہ ہو، اور جرح وتعدیل کے اعتبار سے اس کا مرتبہ ''تقریب التہذیب'' میں نہ مل پائے تو اس وقت زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، تھوڑے غور وفکر کے بعد باحث کی مشکل آسان ہوسکتی ہے، بایں طور کہ حافظ کے مذکورہ بالا مراتب میں غور فکر کرنے سے باحث کو اندازہ ہوجائے گا کہ کس طرح کی صورتِ حال میں حافظ کس طرح کا خلاصہ نکالتے ہیں، چناں چہ وہ عام کتبِ رجال میں اس راوی کے حالات کا جائزہ لے کر مجموعی طور پر ان میں غور کر کے خلاصہ نکال لے اور وہ خلاصہ حافظ کے مراتب میں سے جس مرتبہ سے میل کھائے اس کے مطابق اس راوی کی حدیث کا درجہ متعین کرلے۔

رہ گئی شرطِ اتصال کی تحقیق تو یہ بھی انجام دی جاسکتی ہے، بایں طور کہ راوی جب کہ صحیح یا حسن کے درجہ کا ہو اور ''حدثنا'' یا ''أخبرنا'' وغیرہ صیغۂ سماع سے روایت کر رہا ہو تو بذاتِ خود یہ اس بات کی دلیل ہے کہ سند متصل ہے؛ کیوں کہ راوی ثقہ کی تصریح کافی ہے۔

اور اگر اس نے عنعنہ روایت کیا ہو تو اب تلاش وتتبع کی ضرورت ہوگی، ممکن ہے کہ حدیث کے کسی مصدر میں یہ حدیث اس راوی کے طریق سے مل

جائے جس میں سماع کی تصریح ہوتو اتصال کا فیصلہ ہوجائے۔ ورنہ اس کے اور اس کے شیخ کا زمانہ اور سنینِ ولادت ووفات وغیرہ قرائن سے معلوم کیا جاسکتا ہے کہ راوی نے اپنے مروی عنہ کو پایا ہے یا نہیں۔ چناں چہ امام مسلم کے مذہب پر امکانِ لقاء کو بھی کافی سمجھتے ہوئے اتصال کا حکم لگایا جاسکتا ہے، بہ شرطے کہ اس کی حدیث منکر اور شاذ نہ ہو۔

اجرائی سوالات

سوالات مبادی

① حدیث کی لغوی واصطلاحی تعریف کیا ہے؟
② علم مصطلح الحدیث کی تعریف اس کا موضوع اور غرض وغایت کیا ہے؟
③ سند اور متن کی تعیین کیجیے؟

سوالات: بہ لحاظ تعداد اسانید

① بلحاظ تعدادِ اسانید حدیث کی کتنی قسمیں ہیں؟ اور یہ کونسی قسم ہے؟
② اگر یہ حدیث متواتر ہے تو متواتر کی کتنی قسمیں ہیں؟ اور یہ کونسی قسم ہے؟

سوالات: متعلق بہ اخبار احاد باعتبار قبول ورد

① اگر یہ حدیث غریب ہے تو کیا حدیث غریب صحیح ہوسکتی ہے؟ یا اس کے صحیح ہونے کے لیے عزیز ہونا شرط ہے؟

② اگر یہ حدیث غریب ہے تو غرابت کے اعتبار سے حدیث کی کتنی قسمیں ہیں؟ اور یہ کونسی قسم ہے؟

③ یہ حدیث اگر خبر واحد ہے تو خبرِ واحد کس کو کہتے ہیں؟
④ اگر یہ خبر واحد ہے تو کیا خبر واحد علم یقینی نظری کا فائدہ دیتی ہے؟
⑤ اگر یہ حدیث خبر واحد ہے تو وہ مقبول ہے یا مردود؟
⑥ مقبول اخبار کی کتنی قسمیں ہیں؟ اور یہ کونسی قسم ہے؟

⑦ حدیث ضعیف کس کو کہتے ہیں؟ اگر یہ حدیث ضعیف ہے تو اس کا کوئی متابع یا شاہد ہے؟
⑧ متابعت کس کو کہتے ہیں؟ اور اس کی دو قسموں میں سے کون سی قسم ہے؟
⑨ شاہد کس کو کہتے ہیں؟ اور شاہد فی اللفظ ہے یا شاہد فی المعنیٰ؟

سوالات: متعلق بہ زیادتی از رواتِ حسان وصحاح

① کیا اس حدیث صحیح یا حسن میں زیادتی ہے؟ اگر ہے تو اس کی پانچ قسموں میں سے کون سی قسم ہے؟

سوالات: حدیث مقبول بہ اعتبار تعارض

① اگر یہ حدیث، حدیثِ مقبول ہے تو کیا یہ معمول بہ ہوگی یا نہیں؟ اور اس کی سات قسموں میں سے کون سی قسم ہے؟

سوالات: متعلق بہ اسباب رد

① اگر یہ حدیث مردود (نا قابلِ عمل) ہے تو حدیث کے نا قابلِ عمل ہونے کے دو اسباب (سقط، طعن) میں سے کون سا سبب ہے؟
② اگر اس حدیث میں سقط ہے تو سقطِ واضح ہے یا سقط خفی؟ اور اس کی کونسی قسم ہے؟
③ اگر کوئی راوی ساقط ہے تو بلحاظ سقط واضح حدیثِ مردود کی چار قسموں: (۱) معلق، (۲) مرسل، (۳) معضل، (۴) منقطع میں سے کون سی قسم ہیں؟
④ اگر سقطِ خفی ہے تو اس کی دو قسموں: (۱) مدلَّس، (۲) مرسل خفی میں

سے کونسی قسم ہے؟

⑤ تدلیس کی کتنی قسمیں ہیں؟ اور اس کی قسموں میں سے کون سی قسم ہے؟

⑥ اگر اس حدیث میں تدلیس ہوئی ہے تو اس تدلیس کا کیا حکم ہے؟

سوالات متعلق بہ اسباب طعن

① اگر حدیث کے مردود (نا قابل ہونے) کے اسباب میں سے طعن ہے تو وہ سبب متعلق بالعدالت ہے یا متعلق بالضبط ہے؟

② اگر متعلق بالعدالت ہے تو اس کے پانچ اسباب میں سے کون سا سبب ہے؟

③ اگر متعلق بالضبط ہے تو اس کے پانچ اسباب میں سے کون سا سبب ہے؟

④ اگر اس حدیث میں مخالفت ثقات ہے تو مخالفتِ ثقات کی کون سی قسم ہے؟

⑤ اگر راوی حدیث میں جہالت ہے تو جہالت کے کتنے اسباب ہیں اور یہ کون سا سبب ہے؟

⑥ اگر اس حدیث کا راوی بدعت کا مرتکب ہے تو بدعت کی دو قسموں میں سے کون سی قسم ہے؟ اور اس کا حکم کیا ہے؟

⑦ اگر کوئی راوی سیئ الحفظ ہے تو اس کی دو قسموں میں سے کونسی قسم اور اس کا حکم کیا ہے؟

سوالات: بہ لحاظ منتہائے سند

① منتہائے سند کے اعتبار حدیث کی کتنی قسمیں ہیں؟ اور یہ کون سی قسم ہے؟

② اگر یہ حدیث مرفوع ہے تو مرفوع کی کتنی قسمیں ہیں؟ اور یہ کون سی قسم ہے؟

③ اگر یہ حدیث مرفوع صریحی ہے تو مرفوع صریحی کی کتنی قسمیں ہیں؟ اور یہ کونسی قسم ہے؟

④ اگر یہ حدیث مرفوع حکمی ہے تو اس کی کتنی قسمیں ہیں؟ اور یہ کونسی قسم ہے؟

⑤ اگر یہ حدیث حدیث موقوف ہے تو اس کی کتنی قسمیں ہیں؟ اور یہ کون سی قسم ہے؟

⑥ صحابی، تابعی اور مخضرم کن کو کہتے ہیں؟

سوالات: بہ لحاظ قلت وسائط و کثرت وسائط

① وسائط سند کی قلت و کثرت کے اعتبار سے حدیث کی کتنی قسمیں ہیں؟ اور یہ کونسی قسم ہے؟

② اگر اس حدیث کی سند عالی ہے تو علو سند کی کتنی قسمیں ہیں؟ اور یہ کون سی قسم ہے؟

③ اگر اس حدیث میں علوِ نسبی ہے تو اس کی چار قسموں میں سے کون سی

قسم ہے؟

سوالات: بلحاظ راوی ومروی عنہ

① راوی ومروی عنہ کے اعتبار سے حدیث کی کتنی قسمیں ہیں؟ اور یہ کونسی قسم ہے؟

② شیخ اگر اپنی مرویات کا انکار کرے تو شاگرد کی روایت کو کب قبول کیا جائے گا اور کب رد کیا جائے گا؟

سوالات: بلحاظ اسمائے رُوات

① ہم نامی کی وجہ سے سند کے کسی راوی میں اشتباہ ہے؟ اور اس کی کتنی صورتیں ہیں؟

سوالات: بلحاظ صِیَغ اداء

① نقل حدیث کے لیے کون سے الفاظ ہیں؟

② اگر یہ روایت عنعنہ ہے تو کیا عنعنہ کو سماع پر محمول کیا جائے گا؟

③ اجازت کی کتنی قسمیں ہیں؟

مراجع وماخذ

نمبر	کتاب کا نام	مصنف کا نام	مطبع
۱	صحيح البخاري	محمد بن اسماعیل البخاری	مکتبۃ اولاد الشیخ للتراث
۲	صحيح مسلم	مسلم بن الحجاج القشیری	دار ابن حزم
۳	سنن أبي داؤد	سلیمان بن الاشعث السجستانی	دار ابن حزم
٤	سنن ترمذي	محمد بن عیسیٰ بن سورۃ	دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان
٥	سنن نسائي	أحمد بن شعیب النسائی	دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان
٦	سنن ابن ماجه	محمد بن یزید القزوینی	دار الجیل، بیروت
۷	منهج النقد في علوم الحديث	دکتور نور الدین عتر	دار الفکر، دمشق
۸	تيسير مصطلح الحديث	دکتور محمود طحان	مکتبۃ الاتحاد دیوبند
۹	اصول الحديث علومه ومصطلحه	دکتور محمد عجاج الخطیب	دار المعارف دیوبند
۱۰	تدريب الراوی	حافظ جلال الدین سیوطی	مکتبۃ الاتحاد، دیوبند
۱۱	قفو الاثر	رضی الدین محمد بن ابراہیم حلبی	دار البشائر الاسلامیہ
۱۲	المصباح فی اصول الحديث	سید قاسم الاندجانی	مکتبۃ الزمان
۱۳	اتحاف البردة بشرح الرتبة في نظم النخبة	مفتی محمد شاہد قاسمی مدظلہ	دار الفکر
۱٤	توجيه الطالب إلى مصطلحات الحديث	مولانا محمد سہراب قاسمی دامت برکاتہم	دار العلوم مالی والا، بھروچ

۱۵	كشف المغيث في شرح مقدمة الحديث	مولانا محمد شعیب اللہ خان دامت برکاتہم	فیصل پبلیکیشنز، دیوبند
۱٦	قواعد فی علوم الحديث	علامہ ظفر احمد تھانویؒ	مکتبۃ المطبوعات الاسلامیۃ، حلب
۱۷	التقريب فی أصول الحديث	محمد مناظر نعمانیؒ	مکتبۃ الشفیق کشن گنج، بہار
۱۸	قواعد المحدثين	عبداللہ شعبان	دارالسلام
۱۹	أحسن الأصول فی حديث الرسول	حسن احمد بن حافظ محمد بھاگلپوری	جامعہ اسلامیہ عربیہ، دمراوان، بہار
۲۰	تخريج الحديث نشأته ومنهجيته	أبو اللیث خیر آبادی	مکتبۃ الاتحاد دیوبند
۲۱	الباعث الحثيث	ابن کثیر	مکتبۃ المعارف
۲۲	كتاب الكفاية	خطیب بغدادی	دائرۃ المعارف، حیدرآباد
۲۳	تقريب التهذيب	حافظ ابن حجر	دار الکتاب، دیوبند
۲٤	نزهة النظر	حافظ ابن حجر	مکتبۃ الاتحاد دیوبند
۲۵	شرح شرح النخبة	ملا علی قاریؒ	مکتبۃ الاتحاد دیوبند
۲٦	المعجم المفهرس	جماعۃ من المستشرقین	
۲۷	آسان اصول حدیث	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	کتب خانہ نعیمیہ
۲۸	حدیث اور فہم حدیث	عبداللہ معروفی	مکتبہ عثمانیہ
۲۹	معجم مصطلحات حديث	سید احمد زکریا غوری ندوی	ادارۂ احیائے علم ودعوت لکھنؤ
۳۰	علوم الحديث	مفتی عبید اللہ الاسعدی	مکتبہ جواد لکھنؤ

۳۱	تحفة القمر	مفتی محمد شاہد القاسمی	الامین کتابستان، دیوبند
۳۲	آئینۂ اصول حدیث: ۲	مفتی انعام الحق صاحب قاسمی	دار العلوم عالی پور، نوساری، گجرات
۳۳	تحفۃ الدرر	مفتی سعید صاحب پالنپوری	مکتبۂ حجاز، دیوبند
۳۴	مقدمہ شیخ عبد الحق	شیخ عبد الحق	کلیۃ الشریعۃ، دار العلوم ندوۃ العلماء
۳۵	تهذيب التهذيب	حافظ ابن حجر	المکتبۃ التجاریۃ
۳٦	معرفة علوم الحديث	امام حاکم نیساپوری	
۳۷	مقدمة فتح الملهم	علامہ شبیر احمد عثمانی	المکتبۃ الاشرفیۃ، دیوبند
۳۸	تحفة الالمعى	مفتی سعید صاحب پالنپوری	مکتبۂ حجاز، دیوبند
۳۹	تهذيب الكمال	جمال الدین یوسف المزی	موسسۃ الرسالۃ

صفحہ ۱۰
تقسیماتِ حدیث
تقسیمِ اول
بلحاظِ تعدادِ اسانید
غیر محصور اسانید ہوں گی (متواتر)
غیر محصور نہ ہوں گی
ہر طبقہ میں دو سے زائد ہوں (مشہور)
کسی طبقہ میں دو ہوں (عزیز)
کسی طبقہ میں ایک رہ گیا ہو (غریب)
(آحاد)
مقبول
مردود
نوٹ: تفصیل دوسرے صفحہ پر ہے
شروع سند (طبقۂ تابعین) میں تفرد ہو (فردِ مطلق)
درمیان یا آخر سند میں تفرد ہو (فردِ نسبی)
اس جیسی سند ہوگی (متابع)
اس جیسا متن ہوگا (شاہد)
اگر راوی کے شیخ میں موافقت ہو (متابعتِ تامہ)
شیخ الشیخ میں موافقت ہو (متابعتِ قاصرہ)
تقسیمِ ثانی
بلحاظِ غایتِ سند
غایت نبی پر ہو (مرفوع)
صحابی پر ہو (موقوف)
تابعی یا تبع تابعی پر ہو (مقطوع)
اثر
تصریحی
حکمی
قولِ نبی
فعلِ نبی
تقریرِ نبی
مرفوع قولی صریحی
فعلی تصریحی
تقریری تصریحی
قولِ نبی مرفوعِ قولی حکمی
فعلِ نبی فعلِ حکمی
تقریرِ نبی تقریری حکمی
تقسیمِ ثالث
بلحاظِ قلتِ وسائط
آقا تک وسائط کم ہوں (علوِ مطلق)
امام فنِ حدیث تک وسائط کم ہوں (علوِ نسبی)
کسی مصنفِ کتاب کے سلسلۂ سند کے علاوہ دوسری سند سے علو ہو
مصنف کے شیخ تک پہنچنا (موافقت)
مصنف کے شیخ الشیخ تک پہونچنا (بدل)
آنحضرتﷺ تک پہنچنا
ہمارے اور مصنف کے وسائط برابر ہوجائیں (مساوات)
ہمارے اور مصنفِ کتاب کے شاگرد کے وسائط برابر ہوجائیں (مصافحہ)
تقسیمِ رابع
بلحاظِ راوی ومروی عنہ
راوی (شاگرد) مروی عنہ (استاذ) کا ہم عمر یا استاذ بھائی ہو
صرف ایک دوسرے سے روایت کرتا ہو (روایۃ الاقران)
ہر ایک دوسرے سے روایت کرتا ہو (مدبج)
راوی مروی عنہ سے علم وضبط یا عمر میں چھوٹا ہو۔ (روایۃ الاصاغر عن الاکابر)
راوی مروی عنہ سے علم یا عمر میں بڑا ہو (روایۃ الاکابر عن الاصاغر)
متفرق نقشہ جات
(۱) بلحاظِ احوالِ رواۃ
مراتبِ تعدیل
اعلیٰ صیغۂ اسم تفضیل استعمال ہو
وسطیٰ صفتِ مادحہ کی لفظاً یا معنیً تکرار ہو
ادنیٰ جرح کے ادنیٰ مرتبہ سے قریب ہو (شیخ)
مراتبِ جرح
اعلیٰ صیغۂ اسم تفضیل ہو
وسطیٰ دجال، کذاب، وضاع کلام وغیر
ادنیٰ فیہ لین، فیہ
نوٹ: حضرت حافظ ابن حجرؒ نے "تقریب" میں جرح کے بارہ مراتب بیان کیے ہیں ان کے مراتب کے مطابق حدیث پر حسن لذاتہ لغیرہ صحیح لذاتہ لغیرہ کا حکم آسان ہوتا ہے
(۲) بلحاظِ اسمائے رواۃ
دو یا چند رواۃ کے نام اور ان کے آباء کے نام
نطقاً وخطاً متفق ہوں
خطاً متفق، نطقاً مختلف ہو (مؤتلف ومختلف) عَقیل، عُقیل
دونوں ناموں میں اتفاق ہو (متفق ومتفرق)
محمد بن عَقیل النیشاپوری
محمد بن عُقیل نیشاپوری
راوی یا باپ میں سے کسی ایک کا نام متفق ہو دوسرا مختلف (متشابہ)
شریح بن النعمان (تابعی)
سریج بن النعمان (استاذِ بخاری)
رواۃ کے نام مع باپ کے ایک ہوں خلیل بن احمد
راوی، باپ اور دادا احمد بن جعفر بن حمدان
مع ولدیت ونسبت محمد بن عبداللہ الانصاری
ولدیت وکنیت ابوبکر بن عیاش
کنیت ونسبت ابو عمران جونی
(۳) بلحاظِ طرقِ روایت
تحدیث (حدثنی)
إخبار (أخبرني)
مناولہ (ناولنی)
مکاتبہ (کتب الی)
اجازت
وصیت بشرط اجازت معتبر
اجازتِ خاصہ
اجازتِ عامہ
اجازت للمجهول
اجازت بالمجهول
اجازت للمعدوم
نوٹ: ان چاروں صورتوں میں روایت کرنا جائز نہیں۔
(۴) بلحاظِ صیغِ اداء
سمعت وحدثنی (تحدیث)
أخبرني وقرأت علیہ (إخبار)
قرئ علیہ وأنا أسمع
أنبأني
ناولني (مناولہ)
شافهني (مشافہہ)
کتب إلی (مکاتبہ)
عن، قال، ذکر، روی
نوٹ: عنعنہ میں معاصرت بشرط لقاء (بخاری) عنعنہ صرف معاصرت سے سماع پر محمول (عند مسلم)
ابوالقاسم محمد الیاس عبداللہ گڈھوی
ادارۂ صدیق، ڈابھیل، گجرات
MO.99048 86188
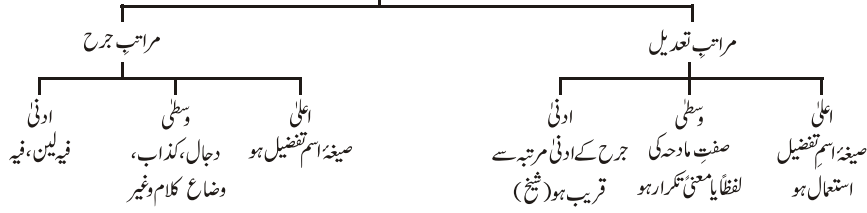
صفحہ: ۸۰
آحاد
تقسیمِ اول
تقسیمِ ثانی
تقسیمِ ثالث
باعتبارِ صفاتِ رواۃ
باعتبارِ زیادتی رواتِ صحاح وحسان
باعتبارِ تعارض
دومقبول احادیث میں
سند میں اتصال ہوگا
اتصال نہ ہوگا
(مرسلِ عام)
معلق، مرسل، معضل، منقطع
ثقہ کی زیادتی ہو
ضعیف کی زیادتی ہو
تعارض ہو یعنی دونوں صحت میں برابر ہوں
تعارض نہ ہوگا
(محکم)
جمع ممکن ہوگا
(مختلف الحدیث)
جمع ممکن نہ ہو
تقدم وتاخر ثابت ہوگا
تقدم وتاخر ثابت نہ ہوگا
مقدم
(منسوخ)
مؤخر
(ناسخ)
ترجیح ممکن ہوگی
(راجح ومرجوح)
ترجیح ممکن نہ ہوگی
(متوقف فیہ)
اوثق کے خلاف ہو
اوثق کے خلاف نہ ہو
(مقبول)
اوثق کی روایت
(محفوظ)
ثقہ کی روایت
(شاذ)
ثقہ کی روایت
(معروف)
ضعیف کی روایت
(منکر)
رواۃ مقبول ہوں
(تمام رواۃ ثقہ وعادل ہوں گے)
رواۃ مردود ہوں
(تمام رواۃ ثقہ وعادل نہ ہوں گے)
روایت میں رد
تمام رواۃ میں ضبطِ کامل ہوگا
ضبط کامل نہ ہوگا
کسی راوی کو وہم ہوگا
(معلل)
مخالفتِ ثقات ہوگی
(شاذ)
دونوں نہ ہوں گے
(صحیح لذاتہ)
نوٹ: تفصیل تقسیمِ ثانی میں ہے
ضبطِ خفیف ہوگا
سیئ الحفظ ہوگا
(ضعیف)
اگر متابع ہے تو
(صحیح لغیرہ)
متابع نہ ہوگا
(حسن لذاتہ)
نوٹ: متابعت کے بعد حسن لغیرہ ہونے والی ضعیف روایتیں
راوی کی یادداشت خراب ہو اعلیٰ یا مساوی متابع پر
(حسن لغیرہ)
مستور یا مجہول الحال متابعت پر
(حسن لغیرہ)
مرسلِ عام متابع پر
(حسن لغیرہ)
مدلس، معتبر متابع ہو
(حسن لغیرہ)
سقط کی وجہ سے ہو
طعن کی وجہ سے ہو
سقطِ واضح ہوگا
سقطِ خفی ہوگا
معاصرت ہو؛ اور
عدم معاصرت ہو
معاصرت ہو؛ لیکن عدم لقاء ثابت ہو ①
سقطِ واضح (مرسلِ ظاہر)
ابتدائے سند (مصنف) کی طرف سے ہو
(معلق)
آخر سند میں تابعی کے بعد ہو
(مرسلِ خاص)
مطلق سند میں انقطاع ہو
متابعت پر حسن لغیرہ
ایک یا چند غیر مسلسل راوی حذف ہو
(منقطع)
دو یا زیادہ مسلسل راوی حذف ہوں
(معضل)
متابعت پر حسن لغیرہ
لقاء معروف نہ ہو
(مرسلِ خفی)
حافظ سخاوی، قاسم بن قطلوبغا
لقاء وسمع ثابت ہو؛ لیکن اس حدیث کا سماع ثابت نہ ہو اتفاقاً (تدلیس)
لقاء ثابت ہو؛ لیکن مطلق سمع نہ ہو
(مرسلِ خفی): تیسیر مقدمہ
(تدلیس): حافظ
راوی اپنے شیخ کا نام حذف کرے
(تدلیس الاسناد)
اپنے شیخ کا غیر معروف نام، کنیت نسبت یا صفت بیان کرے
(تدلیس الشیوخ)
اوپر سے کسی راوی کو حذف کرے
(تدلیس التسویۃ) حرام ہے
متابعت پر حسن لغیرہ
① ملحوظہ: ابن الصلاح، علامہ نووی، علامہ عراقی، علامہ طیبی اور حضرت شاہ صاحب کے نزدیک تدلیس اور مرسلِ خفی کے درمیان تساوی کی نسبت ہے، اور اس میں تین صورتیں داخل ہیں: ۱- معاصرت ہو؛ لیکن لقاء نہ ہو؛ ۲- لقاء ہو؛ لیکن مطلق سماع نہ ہو؛ ۳- سمع ہو؛ لیکن اس حدیث کا سمع نہ ہو۔
اسبابِ طعن
متعلق بالعدالت
متعلق بالضبط
کذب
(موضوع)
تہمتِ کذب
(متروک)
متابعت غیر مفید
فسق
(منکر)
متابعت غیر مفید
جہالت
بدعت
یعنی فسقِ اعتقادی
عدم تسمیہ غیر مقبول ”مبہمات“ سے تعیین
غیر معروف تسمیہ موضحات سے تعیین
(مہمل)
قلیل الروایۃ
ثقہ ہو
(مقبول)
غیر ثقہ ہو
(غیر مقبول)
نام ہو اور ایک ہی روایت ہو
(مجہول العین)
ایک سے زائد نے روایت کی ہو لیکن توثیق نہ ہو
(مجہول الحال یا مستور)
متابعت پر حسن لغیرہ
مستلزم کفر ہو
(غیر مقبول) عند الجمہور
مستلزم فسق ہو
داعی ہو
(مردود)
اس کی بدعت کو تقویت ہو
(مردود)
دونوں نہ ہو
(مقبول)
فحشِ غلط
(منکر)
کثرتِ غفلت
(منکر)
وہم
(معلل)
مخالفتِ ثقات
سوءِ حفظ
تقسیمِ اول
تقسیمِ ثانی
سیاقِ سند میں مخالفت
(مدرج الاسناد)
متن میں مخالفت
(مدرج المتن)
سند متصل میں اضافہ ہو
(مزید فی متصل الاسانید)
متن میں الٹ پھیر ہو
(مقلوب)
سند یا متن میں تغیر وتبدل ہو اور جمع وترجیح ممکن نہ ہو
(مضطرب)
لازم ہو
(شاذ)
متابعت غیر مفید
طاری ہو
(مختلط)
قبل اختلاط
(مقبول)
بعد اختلاط
(مردود)
اشتباہ
(متوقف فیہ)
متابعت پر حسن لغیرہ
ملحوظہ: سند یا متن میں تغیر تبدل خطاءً ہو تو اسے مقلوب یا معلل کہیں گے اور اگر عمداً بغرضِ امتحان ہو تو بشرطِ اصلاح جائز ہے ورنہ تو وہ موضوع کے قبیل سے ہوگی۔